بیک گردش چرخ نیلوفری
نہ نادر بجا ماند نے نادری

وقائع نادری

یعنے

نادر شاہ ایرانی کی مفصل سرگذشت
جسکو
مولوی محمد معصوم علی صاحب محشر
نے تالیف کیا

باہتمام بابو منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ
مطبع منشی نولکشور لکھنؤ میں طبع ہوئی

اطلاع۔ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مفصل ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقین اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹائٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین انمین بعض کتب ناول مرغوب دل اردو کی درج کرتے ہین تاکہ حسن فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہے

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کتب ناول مرغوب دل اردو		عقل کے کرشمے۔	۲/
تحیر	۸/	رخسار حسین۔	۱۰/
عیاروں کا عیار۔	۱۲/	شاہراہ کامیابی۔	۱۲/
مار گیرش	۱۲/	دلچسپ۔ حصہ اول۔	۸/
خواب گلگشت۔ حصہ ۱ و ۲ فی حصہ	۱۲/	ایضاً حصہ دوم۔	۸/
خوش نصیب۔	۸/	بہشت برین۔	۱۲/
لال کپتان	۱۲/	دربار اودھ۔ کامل۔	۱۲/
تماشا۔	۱۲/	اسرار حسن۔	۸/
ہم خرما و ہم ثواب۔	۱۴/	احمق الذین۔	۸/
نئی نویلی۔	۶/	نئی دلھن۔	۹/
حرمان خانم۔	۲/	دلدوز۔	۱۲/
طویلہ کی بلا بندر کے سر	۷/	ناول زن مرید۔	۱۳/
فریب نیرنگ	۱۰/	فسانۂ دو جہان۔	۸/
طلسم تاریخ	۱۲/	بنگالی دلھن۔ ناول دیبی چودھرانی	
روح لیلیٰ۔	۱۲/	بابو بنکم چندر چٹرجی کا ترجمہ مترجمہ	
کارزار صلیبیہ۔	۱۲/	منشی جوالا پرشاد صاحب برق	
ملک العزیز ورجنا۔	۱۲/	بی۔ اے۔ بسبیج۔	۱۲/
غلط فہمی۔	۸/	معشوقۂ فرنگ۔ مؤلفہ بابو	
شام جوانی	۸/	جوالا پرشاد صاحب۔	۸/

وقائع نادری

واقعات پر نظر رکھنے والی دوربین نگاہین اپنی بصارت کی تیزی سے دیکھ رہی ہین۔ اور رفتار زمانہ کی چالون سے خبر رکھنے والی دوراندیش عقلین اپنی عمیق رسائی سے بتا رہی ہین کہ زمانہ ایک حال پر کبھی نہین رہتا۔ ع

بیک لحظہ بیک ساعت بیکدم دگرگون می شود احوال عالم

جسطرح دن سے شام۔ شام سے رات رات سے صبح ہوتی ہے اسی طرح ہر ایک انسان بلکہ کل مکنونات عالم مین کچھ عجیب و غریب کایا پلٹ ہوتی ہے جسکو دیکھکر عقل بشری حیران و ششدر دم بخود اور متحیر رہجاتی ہے۔ کیا اپنی بیکس اور بے بس مان کی گود مین کسی دودھ پیتے بچے کو دیکھکر کوئی بتا سکتا ہے کہ آگے چلکر یہ کیسے ہاتھ پانون نکالیگا یا کسی سرسبز و شاداب چمن مین اٹھلاتے ہوئے پودے پر نظر ڈالکر کوئی یہ خبر دیسکتا ہے۔ کہ آفتاب کی شعلہ بار کرنون سے یہ جل بھن کر خاک ہوجائیگا۔؟ نہین ہرگز نہین۔ مگر ہان زمانہ اپنی تجربہ کار چالون سے تمام عالم کو مشاہدہ کرا دیتا ہے کہ دیکھو یہ اسی دکھیاری گود کا پالا ہوا بچہ ہے جسنے کنج مادر مین کس مپرسی کی حالت مین بسر کی تھی۔ مگر گہوارہ زمین پر قدم رکھتے ہی اپنے خورشید اقبال کو رفعت و مدارج مین اوج عرش تک پہونچا دیا۔ اور یہ وہی شاداب چمن کا اٹھلاتا ہوا پودھا ہے۔ جسکو دیکھتے ہی دیکھتے آفتاب حوادث نے اپنی حدت و تمازت سے جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ لہٰذا تاریخ پر نظر ڈالنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہزار ہا بنی آدم دنیا مین ایسے

گذرے ہین جنکی ابتدائی زندگی نہایت افلاس ۔مصائب اور فلاکت مین گذری ہے مگر آگے بڑھکر وہی مدارج علیہ پر فایز ہوئے ہین ۔اور چار دانگ عالم مین اپنی شہرت اور لوا العزمیون کے ڈنکے بجائے ہین ۔اور بہت سے ایسے بھی برگشتہ قسمت پائے جاتے ہین جو ہمیشہ تخت شاہنشاہی پر بڑے جاہ وجلال اور تجمل واقبال کے ساتھ جلوہ فرما رہے ہین لیکن آخر کو واژونی بخت سے خاک مذلت مین مل گئے ہین ۔اور انقلاب زمانہ اسی کا نام ہے ۔ے

بسا در مند کہ افتادہ سخت بس افتادہ را یاوری کرد بخت

چنانچہ اس وقت ہمارا مونس تنہائی ہمارا اچھا انیس وہمدم ۔ہمارا حقیقی یار غمگسار ہمارے تنگ خیالات کو وسیع کرنے والا ۔ہماری بجھی ہوئی ہمتون کو بڑھانیوالا ہمکو عبرت دلا کر خواب غفلت سے جگانیوالا تاریخ کا ایک ضخیم ذخیرہ ہمارے سامنے موجود ہے اور باجرات نادر شاہ افشار کے عجیب وغریب واقعہ کو نہایت دلچسپی کے ساتھ پیش کر رہا ہے جسکے مطالعہ سے جرات ۔فتحمندی ۔عبرت ۔اور اقبالمندی کے نمونہ نظر آرہے ہین اور دل و دماغ کو اثر ڈالنے والے طرز سے تازگی بخش رہے ہین جل جلالہ ۔ے

بت کرین آرزو خدائی کی شان ہے تیری کبریائی کی

یہ وہ بلند حوصلہ بہادر ۔مضبوط ۔جفاکش سپاہی ہے جسکی ابتدائی عمر نہایت مفلسی اور محتاجی مین بسر ہوئی آخر کار موافقت زمانہ سے اسکے اقبال مند نصیبے نے رفتہ رفتہ اسقدر ترقی کی ہے کہ ارض روم سے لیکر راس کماری تک اپنے رعب و داب اور سطوت جبروت کا ڈنکا بجایا ۔اور ایک عالم کو اپنے جاہ وجلال اور شان و وقار کا کلمہ پڑھوایا جدھر قدم بڑھایا فتح ونصرت ہمرکاب ہوئی جسطرف آنکھ اٹھائی اقبال وشوکت دست لبستہ سامنے موجود ہوگئی مگر ساتھ ہی اسکے یہ امر بھی افسوس سے خالی نہین کہ اس خود رو پودے کے ثمر مین ہردلعزیزی کا ذائقہ نہ تھا اسکا ثمرہ یہ ہوا کہ اراکین سلطنت سے لیکر عام مخلوق تک ترش رو اور تلخ کام رہے آخر کار اس بدمزگی نے یہان تک نوبت پہونچائی کہ سب نے ملکر ایسے تیکھے کڑوے بے مزہ درخت کو جڑ سے کاٹ کر پھینکدیا ۔بلکہ ان پودھون کو جو اسی تخم سے سرسبز ہوکر پھیلنے پھولنے اور بہت جلد بار ور ہونیوالے تھے ۔گلشن زمین سے یکقلم تراشکر صحرای عدم کو پہونچادیا

نادر کی پیدائش اور اُسکی ابتدائی حالت

نادر کا باپ امام قلی بیگ شہر ابیورد کا باشندہ ایک معمولی آدمی تھا۔ ذاتی اور خاندانی
سی قسم کا امتیاز نہ رکھتا تھا۔ نہایت عسرت اور فلاکت سے بسر ہوتی تھی معیشت
ور نان شبینہ کی فکر مین اُسکی جان پر مصیبت رہتی تھی۔ اسی کے صلب سے یہ
قبال تاجدار کرۂ ارض کو اپنی ہیبت سے ہلا دینے والا طارم فلک تک اپنے نقارۂ
حکمرانی کی آواز بلند کرنے والا طفل جرار بقول ایک مؤرخ کے شہر ابیورد کی جانب شمال
ریۂ قزوین مین سنہ ۱۱۰۰ھ کو رحم مادر سے عالم شہود مین آیا۔ نادر قلی بیگ نام رکھا
یا۔ مصیبت مین پلا۔ روکھی روٹیان کھا کر طفلی کے ایام کاٹے۔
شیخ علی حزین اسکے خاندان کی بابت یون لکھتے ہین کہ نادر کا باپ پوستین دوز تھا چنانچہ
شیخ کی رباعی اس قول کی تصدیق کرتی ہے۔ رباعی

تا چند زمانہ فتنہ اندوز شود — سر گوشہ کمان کین سیہ توز شود
زیبد کہ جہانیان بہ پشمی نخرند — ملکے کہ نصیب پوستین دوز شود

پھر شیخ علی حزین یون بھی لکھتے ہین کہ نادر قلی شاہ طہماسپ کا غلام تھا اور حقہ برداری
کی خدمت سپرد تھی۔ اگر ایسا بھی ہوتا تو کچھ عجب نہ تھا۔ مگر علی حزین کو نادر سے دلی
عداوت تھی کیونکہ نادر ہی کی بدولت شیخ کے خاندان سے وزارت نکل گئی اور اسی کے
خوف سے شیخ نے بھاگ کر ہندوستان مین پناہ لی۔ اس زمانہ مین ہندوستان اچھے
لوگون کا قدردان تھا۔ یہان لاابالی طبع درویش اور نازک خیال شاعر سمجھکر شیخ کی بڑی آؤبھگت
ہوئی۔ مشہور ہے کہ جب نادر ہندوستان مین آیا ہے تو شیخ اُسکے خوف سے بنارس
مین چھپتے پھرتے اور نادر کے سپاہی انکی تلاش مین سرگرم تھے۔ کہتے ہین کہ شیخ کو
عملیات کا ورد تھا۔ جبکہ نادر کے سپاہی شیخ کے گھر مین گھس پڑے۔ شیخ نے اپنی
جگہ سے جنبش نہ کی اور عمل کی برکت سے کسی کو نظر نہ پڑے۔ یہان تک سپاہیون
کی کشمکش ہوئی اور راستے دھکے کھائے کہ شیخ کا پیراہن پارہ پارہ ہو گیا۔ غرض کہ
جب شیخ کو نادر سے یہان تک صدمہ پہونچا تو انکا طعنہ آمیز اور خصومت خیز
بیان پایۂ اعتبار سے گر گیا۔

مدارج ترقیات کا پہلا زینہ

جب دن بھلے آئے۔ اقبال نے ترقی کے دروازے کھول دیئے نادر کے باپ امام قلی بیگ
نے انتقال کیا۔ شہر ابیوَرد میں افشاریوں[1] کا ایک ممتاز فرقہ تھا اس قوم کا رئیس بابا
قلی بیگ (جو اپنی قوم کا افسر اور قلعہ قلات کا حاکم تھا۔) نادر کی بیوہ ماں کو عقد کر کے اپنے
گھر لایا۔ نادر قلی بیگ بھی بطور مادر جلو کے اپنی ماں کے ساتھ آیا۔ چونکہ نادر ہونہار شروع
ہی سے زیور شعور سے آراستہ تھا۔ بابا قلی بیگ کی نظروں میں کھپا۔ اُسنے اپنی دختر
ماہ پیکر کے ساتھ (جو اُسکی پہلی بیوی سے تھی اور شاہ سلطان حسین صفوی کی نواسی تھی)
نادر کا عقد کر دیا۔ اس سے ایک لڑکا رضا قلی بیگ پیدا ہوا۔ اب یہیں سے مفلس
کا باب مسدود ہوا اور فلاحت و فراغت کا دروازہ کھلا۔ اچھے دن آئے مصیبت کی
راتیں ایام راحت سے بدل گئیں۔ عیش و عشرت سے بسر ہونے لگی تھوڑے
زمانہ کے بعد بابا قلی بیگ نے وفات پائی۔ اور نادر کی بیوی یعنی رضا قلی بیگ کی
ماں نے بھی انتقال کیا۔ نادر قلی بیگ نے قیام ریاست اور اخذ وراثت کے خیال
سے بابا قلی بیگ متوفی کی دوسری بیٹی سے بھی عقد کر لیا۔ اسی کے بطن سے نصر اللہ مرزا د
خوش نصیب لڑکا پیدا ہوا جو ہندوستان میں پہونچکر امیر تیمور گورگانی کے خاندان میں داماد
فاعتبروا یا اولی الابصار۔ واہ ری زمانہ کی رفتار۔ کیسا گاڑھے کا پیوند حریر میں لگایا۔ او
کہاں کا جوڑ کہاں بھڑکایا۔

آوارہ وطن ہوا — جب نادر کے سوتیلے باپ بابا قلی بیگ افشار نے انتقال کیا تو نا
اُسوقت کم سن تھا۔ یہ کم سنی کا ذریعہ اسکے چچا زاد ر بابا قلی بیگ کے حق میں مفید ثابت
ہوا چنانچہ اسی حیلہ سے اُس کا چچا قلعہ پر قابض ہو گیا۔ ادھر نادر کو یوں سمجھا دیا کہ "تم
جب تم سن شعور کو پہونچو گے اُسوقت یہ قلعہ تمھارے حوالہ کر دیا جاویگا" اور اُدھر افشار
سے یہ بیان کیا کہ نادر سا سخت مزاج۔ تند خو۔ ظالم۔ جابر ہرگز قابلیت یہ نہیں رکھتا
ہے کہ تم ایسے معزز اور سادہ لوگوں پر سرداری کرے۔ اور نہ تم اُن جور و ظلم
سخت مزاجیوں کی برداشت کر سکوگے اس طرح سے نادر نے اپنا اصلی حق اپنے چچا

[1] افشار ترکمانیوں کی قوم ہے۔ جسکے چند فرقے ہیں

کی بدبختی سے کھو یا۔ اب اُسکی غیور طبیعت نے ہرگز اس بات کی اجازت نہ دی کہ جہان پر اسے حکمران ہونا چاہیے تھا ماتحت بنکر رہے۔ مجبوراً مایوس ہوکر مشہد مقدس کو چلا گیا۔ وہان بگلربگی کی سرکار مین ملازمت اختیار کی۔ ابتداً دس سوارون پر جمعدار مقرر ہوا مگر چند روز مین بگلربگ نے اسکی جرأت۔ چالاکی۔ مستعدی سے خوش ہوکر ایک رسالہ کا افسر کر دیا۔ شروع مین تاتاریون سے چھوٹی چھوٹی متفرق لڑائیان ہوئین انمین نادر نے اپنی ہمت اور مردانگی کے ایسے ثبوت دیے کہ تھوڑے ہی عرصہ مین وہ مین باشی یعنی ہزار سوارون پر افسر ہوگیا۔ اور اسی عہدے پر ۳۲ برس کی عمر تک اپنے کار منصبی کو انجام دیتا رہا۔

سنہ ۱۷۲۰ء مین تاتاری اوزبک بارہ ہزار سوار لیکر خراسان پر چڑھ دوڑے یہان اُس وقت تک بگلربگ کی مجموعی فوج چار ہزار سوار اور دو ہزار پیادے سے زیادہ مقابلہ کے لیے طیار نہ تھی بگلربگ سخت تردد مین پڑا اور افسران دربار کو طلب کرکے مشورہ کیا۔ ہر ایک افسر نے اپنی لیست ہمتی سے یہی راے دی کہ ہماری فوج کم ہے اور غنیم اپنی تعداد اور قوت مین بہت زیادہ۔ پس ایسی حالت مین مقابلہ کرنا اپنے پیر مین آپ کلہاڑی مارنا ہے لہذا ایسی خوفناک حالت مین مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خندق اور مورچہ بندی سے شہر کی حفاظت کیجائے اور خود ہم کو مستحکم ہوکر قلعہ مین بیٹھنا چاہیے۔

چونکہ نادر ابھی اس پایہ کا آدمی نہوا تھا کہ ان افسران شاہی کے درمیان مین اپنی راے پیش کرکے دخل در معقولات دیتا۔ مگر جب جملہ اراکین اپنی اپنی رائین پیش کر چکے تو نادر بھی جرأت کرکے کھڑا ہوگیا اور عرض کیا کہ خداوند نعمت نہ کوئی مقام خوف ہے اور نہ کوئی محل ہراس۔ اگر حکم والا ہو تو مین تنہا اس مہم مین کامیابی حاصل کر سکتا ہون۔ بگلربگ چونکہ پہلے سے نادر کی جرأت۔ ہمت۔ دلاوری کو جانتا تھا اس راے سے قوی دل ہوکر اسکو سپہ سالار فوج کر دیا۔ اور معرکہ جدال مین جانے کی اجازت دی۔ مگر دیگر افسران فوج کو ایک ادنے افسر کی ماتحتی کسی طرح گوارا نہوئی

بگلربگ ۱۔ فتح اول و سوم و کسر تحتم کہ باے موحدہ ہے اور کاف فارسی یہ ایک معزز خطاب شاہی ہے۔ ترکی مین خان خانان اور امیر الامرا کو کہتے ہین۔

عذر کیا حکم ہوا کہ تم لوگون کو اختیار ہے۔ اگر پا تختی کرنا نہین چاہتے ہو تو نہ جاؤ۔
غرضکہ نادر قلی بیگ سپہ سالار فوج مقرر ہو کر بڑی دلیری اور اولوالعزمی جانبازی کا
مستقل ارادہ کر کے شہر سے باہر نکلا۔ اور تاتاری فوج کے مقابلہ مین جو شہر سے
چار منزل کے فاصلہ پر پڑی ہوئی تھی پہونچکر صف آرا ہوا۔ تاتاریون کی جرأت و
مستعدی اور استقلال کو دیکھکر نادر اپنی فوج کو ایک بلند مقام پر چڑھا لیگیا۔ صفین درست
کین۔ اور قلب لشکر مین کھڑے ہو کر اُمنگ اور حوصلہ پیدا کرنے کی غرض سے یون
ایک پرجوش تقریر کی۔

"اے میری فوج کے بہادر سپاہیو اور اے میرے جانباز جوانو اور افسرو
تم جانتے ہو کہ آج کس کے مقابلہ کے واسطے تیار ہو اور آمادہ کھڑے ہو۔ کچھ یہ بھی
سمجھے ہو کہ وہ کون ہین کیسے ہین۔ اور کتنے ہین وہ بودے۔ بزدل تھوڑے سے تاتاری
ہین جو تم کو ایک وسیع میدان مین پھیلے ہوئے اور بکثرت سے معلوم ہوتے ہین چھ
سات ہزار سے ہرگز زیادہ نہین ہین تاتاریون نے محض دکھانے اور رعب جمانے
کی غرض سے فوج کو تتر بتر کر کے کچھ اس ترکیب سے پھیلا دیا ہے کہ جو دور سے مشاہدہ
کرنے والون کو بہت سے معلوم ہوتے ہین۔ مین نے بارہا تاتاریون کا مقابلہ کیا ہے
ہمیشہ اُنکو بودا اور بھاگتے والا پایا ہے۔ کبھی میرے ایک حملہ کی تاب لانا اونکو نصیب
نہوا۔ اور مین ہمیشہ اُنپر فتحیاب ہوتا رہا۔ بس آج بھی یہ وہی پست ہمت پیٹھ دکھا
والے تاتاری ہین۔ اے جوانانِ جنگ آزما خوش ہو کہ فتح تمہارے ہاتھ ہے آؤ یکبارگی
ہمت دلاوری اور جوش کے ساتھ حملہ کر دو اور بڑھو لیکو"۔ اور یہ کہتا ہوا سب سے
پہلے اپنا گھوڑا غنیم کے لشکر مین ڈال دیا۔ اُدھر سے تاتاریون نے بھی نہایت
ہی مردانگی سے حملہ کیا معرکۂ جدال قائم ہو گیا۔ نادر بڑھ بڑھ کر دشمن پر
دھاوے کرتا اور بہتون کو مار کر پلٹ آتا۔ اور اپنی فوج کو ہمت اور جوش دلاتا جاتا
اور پھر بڑھ جاتا تھا بہت بڑے عرصہ تک کشت وخون کا بازار گرم رہا
مگر جانبین مین تذبذب کی حالت رہی۔ دونون طرف سے کچھ ایسے مضبوطی
سے قدم جمے ہوئے تھے کہ کوئی ہٹنے کا نام نہ لیتا تھا۔ آخر کو خوش نصیب
بلند حوصلہ نادر نے تقدیر آزمائی کے خیال سے نہایت ہی

جوش کے ساتھ حملہ کیا - اور اڑے ہوئے لشکر کو چیرتا ہوا قلب لشکر مین پہونچگیا
اور سردار فوج پر ایک ایسا وار کیا کہ کاٹ کر خاک و خون مین ڈال دیا - جب سردا
ار اگیا - تاتاری بھاگ کھڑے ہوے - فاتح فوج کئی میل تک برابر ان مفرورون
کا پیچھا کیئے چلی گئی - ۴ ہزار سے زیادہ تاتاری کام آے - کیونکہ کچھ تو مقابلہ مین اور
بہت سے بھاگتے مین مارے گئے - فتحمند نادر نقارہ نصرت و فیروزی بجاتا ہوا
شاد بامراد مشہد مین داخل ہوا مگر شاہ سلطان حسین صفوی والی ایران نے کچھ بھی
اس بہادر سردار کی قدر و منزلت نہ کی اور اسکی بڑھی ہوی امیدونکو خاک مین ملا دیا
باوجود اسکے کہ بگلر بیگ نے عہدہ سپہ سالاری کے لیئے نادر کی سفارش بھی کی مگر
بادشاہ نے حق تلفی کر کے بالکل ایک ناتجربہ کار نئے شخص کو جس نے کبھی معرکۂ
قتال کی صورت بھی نہ دیکھی تھی مامور کر دیا - اتنی بڑی حق ناشناسی سے آتش مزاج
نادر انگارون پر لوٹنے لگا - اور اسی پیچ و تاب مین بگلر بیگ کی خدمت مین حاضر ہو کر نہایت
ہی نادرست اور نا ملائم الفاظ مین شکایت کی جو ملازمت کی حیثیت سے بالکل شایان نہ تھی بگلر بیگ
ایسے نامناسب اور ناگوار طرز بیان کو برداشت نہ کر سکا - اور مار کر نکلوا دینے کا حکم دیا چنانچہ اسقدر لاتین
اور گھونسے ٹھوکرین کھائین کہ تمام ناخن گر گئے - اور انتہا سے ذلت و رسوائی کیساتھ نکالا گیا -
قزاق بنا جب بگلر بیگ کی سرکار سے علیحدہ کیا گیا تو مجبوراً پھر اپنے نامہربان چچا
کے پاس واپس آیا - اسکے چچا نے اولاً بہت کچھ خاطر و مدارات کی مگر جب قلعہ تلات
کا دعوی کیا تو بہت ہی حقارت کی نظر سے دیکھنا شروع کیا - اور پھر باہمی رنجش
ہو گئی یہانتک کہ نادر ضروری مصارف کی دقت اٹھانے لگا - ہر چند کہ مفلس تھا
تاہم حقارت آمیز نظرون کی برداشت نہ کر سکا - جب منت و سماجت سے کام
نہ چلا تو اس فکر مین پڑا کہ زور بازو سے قلعہ لینا چاہیئے - وہ مضبوط - قوی ہیکل
قوی بازو سپاہیون کی مدد سے ایک قافلہ پر اچانک جا پڑا جسمین یا چار چھ ہزار مال تجارت
لدا ہوا تھا لوٹ لیا مال بیچا - ہتھیار مول لیئے اور ۲۵ جانباز دلاور جو اسکی تلاش
سے مل سکے بھرتی کر لیئے - دوسری مرتبہ اس جماعت کو لیکر ایک
بڑے قافلہ پر چڑھ دوڑا ۱۰۲ خچر اور متعدد اونٹ جن پر تجارتی اسباب
تھا لوٹ کر پہاڑون مین جا چھپا - یہان شہری لوگ چھٹ کر اوسکے پاس

آتے ہین اور ہتھیار دیگر مال بدل لیجاتے - غرضکہ رفتہ رفتہ اسقدر لوٹ مار کا بازار گرم کردیا کہ اس ذریعہ سے پانسو مضبوط اور جرار سپاہی اپنے جرگہ مین شامل کرلیئے اب تو ہر طرف جا بجا دھاوا کردیا - اور جسے چاہا لوٹ مار کر غارت کیا شہر والون مین اتنی جرأت نہ تھی کہ چارہ گر اسکے بڑھتے ہوئے حوصلون کو پست کردیتے نادر نے جسکو مالدار پایا ایک ذرا سی دھمکی دی اور رقم کثیر وصول کرلی - شاہ طہماسپ[1] والی ایران نے کب کی یہ لوٹ مار بند کردی ہوتی - اور اسکے ملجا و ماوا کو مدت ہوئی ہوتی تباہ و غارت کردیا ہوتا مگر چونکہ وہ خود تیس دانتون مین زبان ہو رہا تھا ایک طرف افغانون نے میر واعظ کے بیٹے محمود خان کی ماتحتی مین دار السلطنت اصفہان کو فتح کرلیا تھا - اور تمام جنوبی اور مشرقی حصہ تسخیر کرکے وہان ہر بونگ مچا رکھا تھا - دوسری طرف ترکون نے ترک تاز کرکے مغربی حصہ دبا لیا تھا - ادھر شمال کیطرف روسیہ نے بحر کاسپین اور نیز دیگر مقامات پر قبضہ کرلیا تھا - اب شاہ طہماسپ کے پاس صرف تین صوبہ باقی رہ گئے تھے اسپر بھی ہر چہار طرف سے مخالفون کی یورش تھی - پس جبکہ اسکا دامن دولت بیرونی غنیمون کے خار مقابلہ مین الجھا ہوا تھا - تو ایسی ابتر حالت مین اندرونی خلش کو وہ کیونکر دور کرسکتا تھا - یہی وجہ تھی کہ نادر اپنی ان مالی کارروائیون مین یومًا فیومًا کامیاب ہوتا گیا - اسپر کوڑھ مین کھاج - بادشاہ پر یہ دوسری مصیبت پڑی کہ اسی کشمکش کے زمانہ مین قوم بیات[2] کے ایک شخص سیف الدین بیگ نے (جو بادشاہ طہماسپ کی فوج مین جنرل تھا) مخالفت اختیار کی بادشاہ نے ناراض ہوکر چاہا کہ اسے قتل کرادے - جنرل سیف الدین خان اس واقعہ کی خبر پاتے ہی خوف جان سے آدمیون کی جماعت ساتھ لیکر راتون رات بھاگ کھڑا ہوا اور کوئی جگہ پناہ کی نہ دیکھکر نادر سے آملا - اس فوجی سردار کے مل جانے سے نادر نہایت پر ہیبت ڈاکو بنگیا - اب اسکے اطراف و جوانب کے باشندے اس کثیر جماعت کا بار خرچ اٹھانے کے متحمل نہین ہوسکتے تھے - لہذا

---

[1] جس زمانہ مین افغانون نے محمود خان بن واعظ کی سرکردگی مین فارس پر حملہ کرکے دار السلطنت اصفہان پر قبضہ کیا تھا - تو شاہ سلطان حسین کو معہ اسکے ۲۲ بیٹون کے گرفتار کرلیا تھا صرف شاہ مذکور کا ایک بیٹا طہماسپ مرزا بھاگ کر بچا - اور اپنی قوت بازو سے بادشاہ ہوا جو شاہ طہماسپ کے نام سے مشہور ہے - [2] بیات ترکون کی ایک قوم ہے -

نادر نے دور دور دھاوا کرنا اور شبخون مارنا شروع کر دیا اور کچھ اسقدر مہیب ہو گیا
کہ بڑے بڑے بہادر اُسکے نام سے تھرانے لگے یہان تک کہ خود اسکا چچا باوجود اسکے
کہ ایک قلعدار تھا خوف زدہ ہوا کیونکہ نادر نے جس مقام کو اپنا ملجا و ماوا قرار
دیا تھا وہان سے اُسکے چچا کا قلعہ صرف سو میل کے فاصلہ پر تھا۔ ممکن تھا کہ جب
نادر چاہتا اُسکے قلعہ پر چڑھ دوڑتا۔ چنانچہ اُسکے چچا نے مخوف اور ہیبت زدہ ہو کر
اُسکو خط لکھا کہ اگر تم بادشاہی ملازمت چاہتے ہو تو وہ تمھارے قصورون کو معاف
کر کے تمکو کوئی معقول عہدہ دیسکتا ہے" نادر نے اپنی رضامندی ظاہر کی اور جواب
خط مین لکھا کہ مین ملازمت بادشاہ کرنے کو تیار ہون آپ ہی بادشاہ سے عفو
جرائم کرا دیجئے اُسکے چچا نے بادشاہ کے حضور مین عرضی بھیجی۔ شاہ طہماسپ نے جواب دیا
کہ مین ایسے سرکش اور ڈاکو کی خطائین ہرگز نہین معاف کر سکتا۔ مگر جب ادھر سے
بہت کچھ عرض معروض کیا گیا اور اسکے واقعات یاد دلائے گئے کہ ہمیشہ ایام ملازمت
مشہد مین اُس نے بہت بڑے بڑے کارنمایان دکھائے ہین۔ اور نازک وقتون مین
اپنا سر ہتھیلی پر رکھکر جانبازی کی ہے۔ تاتاریون کو مار کر ہٹنے کے واسطے اُن کے حوصلون
اور ہمتون کو پست کر دیا ہے جسکا صلہ یہ ملا کہ مار کر دربار سے نکال دیا گیا۔ یہ قدر
اُسکی ہوئی۔ جب اس وجہ کو اسکی حق تلفی ہو گئی مجبوراً ڈاکہ زنی کے ذریعے
بسر اوقات کرنے لگا مگر حضور والا اب بھی اُسکی قدر دانی فرما دیجئے۔ تو ایسا مرد جرار
معرکہ کارزار سے نہ ہٹنے والا سپاہی ایسی نازک حالت مین مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ اور بہت
کچھ مدد ملسکتی ہے" ہرچند بادشاہ کا دل قبول نہ کرتا تھا کہ ایسے متمرد شخص کا قصور
معاف کیا جائے۔ مگر آخرکار مجبوراً باکراہ تمام معافی نامہ دستخطی اُس کے چچا کے پاس
بھیج دیا۔ جو نادر کے پاس بجنسہ روانہ کیا گیا۔ نادر نے معافی نامہ پا کر سابق جنرل
سیف الدین کو ہمراہ لیا اور باطمینان تمام اپنے چچا کی طرف چلا۔ یہان پہونچ کر
اُسکی بڑی قدر و منزلت ہوئی۔ دوسرے روز تمام ہمراہیون سمیت سامان دعوت
ترتیب دیا گیا۔ دعوتین چکھین۔ جلسے دیکھے۔ ملاقات کے لطف اُٹھائے مگر اُس
موقع پر اُسکے چچا نے بالکل احتیاط سے کام نہ لیا۔ آنے والی بلا اور نادر کی طینت
سے بالکل غافل ہو کر بعد ختم جلسہ اپنے کرہ مین جا کر سو رہا۔ اپنے موقع اور وقت کا

دوسرے روز یہان سے کوچ کرکے قلعہ قلات کے اطراف و جوانب مین اشا
کے منتظر رہا۔ یہی وقت تھا کہ نادر اپنے چچا کو خواب غفلت مین مست پاکر
مین گھس پڑا۔ اور ایک وار مین اسکا کام تمام کردیا۔ قلعہ کی کنجیان لیکر پھاٹک
کی طرف بڑھا۔ ادھر وہ پانسو سپاہی کمین گاہ سے اٹھ دوڑے اور سنتریونکو مار گرا
ادھر سے پھاٹک کھلا سب دندناتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ قلعہ مین صر
ایک سو ساٹھ سپاہی علاوہ سنتریون کے تھے۔ مقابلہ کو اٹھے۔ مگر کیا کر سکتے
زیادہ کشت و خون کی نوبت نہ آئی۔ صرف پندرہ بیس آدمی مارے گئے۔ باقی
آدمیون کو ہتھیار لیکر نکال دیا۔ دوسرے روز نادر نے اپنی کل بقیہ فوج کو طلب
اپنے اعزا سے جہت تپاک سے پیش آیا۔ اور اکثرون کو معزز عہدے بھی د
یہ واقعہ سنہ ۱۷۲۶ یا ۱۷۲۷ء کو وقوع مین آیا۔ اس وقت تک اسکو مشہد سے قطع تع
کئے ہوئے چھ سال سے زیادہ زمانہ گذر چکا تھا۔ اب خود مختار حاکم بن بیٹھا
۵۰ میل تک قبضہ کرکے چالیس خانوادون کو جبراً اپنا مطیع کر لیا جس سے
چاہتا زر چندہ وصول کر لیتا تھا۔

نادر سپہ سالار ہوگیا

نادر نے شاہ طہماسپ کی خدمت مین معافی کی غرض سے عرضی بھیجی ا
حاکم خراسان کی نا مہربانیون کا اعادہ کیا۔ شاہ طہماسپ نے عاقلانہ کاروا
سے کام لیا۔ کیونکہ ایسے وقت مین انکی سرکوبی کرنے مین خواہ مخواہ اپنی فوج
کرنا تھی۔ لہذا اسکے جرائم کو معاف کرکے سیم باشی کا امیدوار کیا۔ نادر قلعہ قلا
پانسو آدمی چھوڑکر داخل دربار ہوا۔ شاہ طہماسپ نے اسکے جرائم کو یاد دلاکر
کہ تم ہرگز معافی کے مستحق نہ تھے۔ خیر گذشتہ را صلوٰۃ۔ اگر اب بھی تم گذشت
کے معاوضہ مین نیک نامی اور وفاداری کے جوہر دکھاؤگے تو پھر بھی ہم
ہماری سرکار مین اعزاز و افتخار حاصل کر سکتے ہو۔ نادر نے عاجزی کے ر
معذرت کی اور آئندہ کے لیے وفاداری کا مستحکم اقرار کیا۔ بہرحال ہم

کے عہدہ پر ممتاز ہوگیا۔
نادرقلی کے پہونچنے سے پیشتر ترک ہمیشہ فارس والون پر فتحیاب ہوتے رہے
تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ افغانون سے صلح وسازش کر کے بہت جلد اپنے طور پر
سلطنت کو باہم تقسیم کرین گے اور خاندان فارس بالکل نیست ونابود ہوجائیگا
ریا اب وہی ترک ہین کہ ان کی تعداد فوج فارس والون سے کہین زیادہ ہوتی ہے
ر نادرقلی بیگ کی فوج کم تاہم وہ بڑھ بڑھکر برابر شکست پر شکست دیتا جاتا ہے
ور ترکون کے کچھ بنائے نہین بنتی ہے۔ ان کی جماعت ٹوٹتی جاتی ہے اور ادھر ادھر
بھاگتے اور بغلین جھانکتے پھرتے ہین۔ گو کہ نادر کسی بڑے ممتاز عہدے پر سرفراز نہین ہے
تاہم روز بروز اسکی قدر ومنزلت دربار مین اور نیز عام طور پر بڑھتی جاتی ہے۔ چنانچہ اس توقیر کا
نتیجہ ہوا کہ بہت تھوڑے ہی زمانے مین وہ فوج کا لفٹنٹ جنرل (نائب سپہ سالار)
ہوگیا۔ اس عہدہ پر ممتاز ہوکر اسکو بادشاہ کی حضوری کا بہت بڑا موقع ملگیا اور ا
س نے چند ہی روز مین اپنی چالاکیون اور کارگزاریون سے بادشاہ کے دل مین
گھر کر لیا۔ اب اگر کوئی کانٹا باقی رہ گیا تھا۔ تو وہ صرف فتح اللہ خان کمانڈر جنرل تھا
جس سے وہ بظاہر دوستی اور جان نثاری کا دم بھرتا۔ مگر باطن مین ہمیشہ اس کے
ہٹانے کا در پے رہتا تھا۔ آخرکار اس خلش سے بھی بہت جلد نجات پا گیا۔ نادر
نے اپنے سازش کرنے والون مفسدہ پرداز گرگون کو لگا دیا جنھون نے وقتاً فوقتاً
بادشاہ کے کان بھرے اور بہت کچھ فتح اللہ خان کی طرف سے بدظن کر دیا چنانچہ
جنرل مذکور سے انتظام فوج کی بابت سخت بازپرس کی گئی۔ نادر نے بھی موقع پاکر
بادشاہ کو یقین دلا دیا کہ مین عرصہ سے یہ خرابیان دیکھتا چلا آتا ہون جب تک
تقسیم تنخواہ اور ادائے فوج مین تغیر وتبدل نہ کیا جائیگا ہرگز یہ شکایت رفع نہ ہوگی
ورنہ تمام سپاہی ملازمت سرکار سے مستعفی ہوکر چلے جائینگے۔ سپاہی اپنی طرف نالان تھے
ہم جان اور سر سرکار پر فدا کرتے ہین مگر تنخواہ وقت سے نہین ملتی۔ سخت تکلیف
مصیبت سے زندگی کٹتی ہے اور ماورا اسکے اس بات کی ہم لوگون کو سخت
شکایت ہے کہ وردی کے معاوضہ مین بہت زیادہ حصہ ہماری تنخواہون کا وضع
کر لیا جاتا ہے شاہ طہماسپ نے نہایت غضبناک ہوکر فرمایا کہ اگر تم جواب شافی

تدبیر کو گئے تو سمجھا راستہ ختم کیا جائیگا۔ جنرل مذکور نے رسم قدیم کا قاعدہ بنا کر اپنا بچاؤ ڈھونڈھا۔ چونکہ آتش غضب پہلے ہی روغن غداری سے مشتعل ہو چکی تھی۔ اس سے اور بھی بھڑک اٹھی۔ اب ان بھڑکتے ہوئے شعلوں کو کون بجھا سکتا تھا۔ خصوصاً اس مقام پر جہاں عدو کے پتلے تیل ڈالتے اور بھڑکانے پر موجود ہوں آخر کار وہ قہرناک شعلے اسقدر بلند ہوئے کہ بیچارے جنرل کی جان لیکر بجھے۔ مظلوم جنرل مفتریوں کی افترا پردازیوں کے باعث حکم بادشاہی سے قتل ہوا۔ اور اسکی جگہ نادر قلی بیگ سپہ سالار فوج کیا گیا۔ نادر نے بغیر عجز و انکسار اور معذرت کے بیتابانہ فوراً منظور کر لیا۔ یہ واقعہ [illegible] کا ہے۔

سپہ سالاری کے زمانہ میں نادر کی فتوحات

ترکوں کو زک دی

نادر کی عفو تقصیرات اور بادشاہی ملازمت کو ابھی ایک سال بھی نہ گذرا تھا کہ وہ ایسے اعلیٰ عہدہ پر پہونچ گیا۔ ایسی نمایاں ترقی حاصل کرکے اب اور بھی اپنے جوہر لیاقت دکھانا شروع کر دئے۔ بادشاہ کو اس اولوالعزم سردار پر اسقدر بھروسہ اور اطمینان ہو گیا کہ فوجی معاملات میں شاذونادر بلکہ بالکل ہی دخل نہ دیتا۔ نادر نے اپنے ہر دلعزیز بننے کی غرض سے سپاہیوں کی تالیف قلوب کا طریقہ اختیار کیا تنخواہ اپنے ہاتھ سے بانٹتا تھا۔ وردی کی ایسی مناسب قیمت مقرر کی کہ سب راضی ہو گئے جب فوج کی طرف سے بیفکری [illegible] اطمینان کر لیا تب اطراف کا منصوبہ کیا تھا۔ مگر اس وقت اسکی ماتحتی میں جسقدر فوج تھی بیس ہزار سے زیادہ نہ تھی وہ فوج نہ تھی جو ترکوں کے مقابلہ میں بالکل ناکافی تھی۔ تاہم ابھی لشکر جو سلگی سے ادھر ادھر ہٹا ہوا تھا کہ ترکوں نے شاہ طہماسپ کے پاس پیغام صلح بھیجا کہ جتنے مقامات ہمارے قبضہ میں آچکے ہیں اگر آپ انسے دست بردار ہوں تو ہم صلح کرنے پر آمادہ ہیں۔

شاہ طہماسپ نے جواب دیا کہ ہم نے سلطان روم سے چند امور قابل بحث دریافت کئے ہیں۔ ان کے جواب آنے تک ہمارے آپکے درمیان صلح [illegible] کے عہدہ ایک طرف ہمدان اور

دوسری طرف تبریز اور آردبیل مقرر ہوئے۔

ادھر شاہ طہماسپ نے سلطان روم کے پاس سفیر روانہ کیا اور اُس کو درپردہ فہمائش کر دی کہ راستہ میں اٹکتے ہوئے جانا۔ بلکہ بیمار بنجانا کہ سلطان کو تمھارے بروبر پہونچنے مین کسی قسم کی بدگمانی نہو۔ اور اس حکمت عملی مین بادشاہ کا خاص منشاء یہ تھا کہ ملک محمود حاکم مشہد نے نامردی سے خود مختار بن بیٹھا ہو۔ اسکی سرکوبی کرون چنانچہ تیر بہدف پہونچا۔ نادر کی جوانمردی سے وہ قتل کیا گیا۔ اور اسکا جملہ مال و متاع خزینہ و گنج شاہی خزانہ مین داخل ہوا۔

نادر نے ادھر سے اطمینان حاصل کرکے شاہ طہماسپ کی ہمراہی مین ۱۲ ہزار سوار جرار لیکر ابدالیون پر چڑھائی کر دی۔ جنھون نے شاہ سلطان حسین صفوی کے ایام حکومت مین ہرات پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور ہر ایک بھاری جماعت سے خراسان کا ارادہ رکھتے اور مشہد کا محاصرہ کیا چاہتے تھے۔

ابدالی ہرات سے تین منزل آگے بڑھکر تیس ہزار سواران جنگی سے برسر مقابلہ ہوئے۔ قندھاری افغانون کی بہ نسبت (جنھون نے دارالسلطنت اصفہان پر قبضہ کر لیا تھا) یہ ابدالی زیادہ تر بہادر اور جوانمرد سمجھے جاتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے مقابلہ مین بادشاہ نتیجہ جنگ مین پس و پیش کرتا اور خوف کھاتا تھا۔ مگر نادر نے (جس کی ہمت اور دلاوری کسی بہادر سے بہادر فوج سے دبنے والی نہ تھی) اپنے بادشاہ کو ظفر و نصرت کا یقین دلایا اور عرض کیا کہ فتح و فیروزی کثرت افواج پر منحصر نہیں ہے۔ بلکہ جرأت و استقلال اور فنون جنگ پر موقوف ہے غرض کہ نادر نے بادشاہ سے اجازت جنگ حاصل کی اور اپنی فوج کو پرجوش تقریر سے حوصلہ دلا کر نعرہ مارا ابدالیون نے (جو بہت ہی تھوڑے فاصلہ پر پڑے ہوئے تھے) جواب نعرہ دے کر بہت بڑی جوانمردی سے ایرانیون پر حملہ کیا۔ نادر نے اپنی فوج کو ایک اونچے مقام پر لے جا کر پرا جمایا اور تفنگ ... توپون سے فیر شروع کر دئے جنھون نے بڑے کاٹ کئے اس موقع پر نادر نے ترکیب عمل مین

سلہ ابدالی افغانون کی ایک قوم ہے۔

بڑے حیرت انگیز جوہر دکھائے خود تو بہادری کے جوش مین غنیم کو دور تک مارتا اور کاٹتا ہوا آگے بڑھ جاتا تھا مگر ساتھ ہی اس کے ہر طرف نظر رکھتا جس جگہ مدد کی ضرورت سمجھتا فوراً نہایت سرگرمی مستعدی- اور چالاکی سے مدد پہونچاتا آخرکار ابدالیون نے بہت بڑی دار و گیر کے بعد شکست فاش کھائی پانچ ہزار مردان جنگی قید ہوئے اور پندرہ ہزار مارے گئے- اس نمایان فتح کے بعد نادر نے ہرات پر چڑھائی کی- اور کئی مہینے تک برابر محاصرہ رکھا مجبوراً غنیم نے غاشیۂ اطاعت اپنے کندھے پر ڈالا- اور کچھ روپیہ بطور پیشکش دینے کا وعدہ کیا- سالانہ خراج بھی اس شرط پر دینا منظور کیا کہ ہماری ہی قوم مین سے کوئی حاکم ہم پر مسلط کیا جائے- ابدالیون سے اطاعت فرمانبرداری وفاداری کی قسم لیکر اُن کی یہ شرط بالا منظور کی گئی- بعد انفراغ اس مہم کے بادشاہ نے نادر کو حکم دیا کہ تم بہت جلد مشہد پہونچ جاؤ- اور وہ حسب الحکم ۱۷۲۹ء مین مشہد جا پہونچا-

اشرف خان کو پسپا کیا اتنے مین بادشاہ کو خبر پہونچی کہ اشرف خان افغان (جو محمود خان کا جانشین اور اصفہان پر قابض ہے) بہت بڑی جماعت سے حملہ کرنے والا ہے اشرف خان نے نادر کی اولوالعزمیون اور فتحمندیون کو دیکھکر مصمم قصد کر لیا کہ اب اُسکو اتنا موقع نہ دینا چاہیے کہ زیادہ قوت بہم پہونچا کر کچھ ہاتھ پیر نکالے لہذا تیس ہزار فوج جرار لیکر اصفہان سے ستمبر ۱۷۲۹ء مین خراسان کو روانہ ہوا-

اب تو شاہ طہماسپ کے حواس جاتے رہے اور خود نادر کو بھی سخت تشویش پیدا ہوئی کیونکہ ایسی زبردست مہم کو سنکر کوئی نیا آدمی فوج مین بھرتی ہونے کی جرأت نہ کرتا تھا- مگر اس دلاور فوج کے (جو ابدالیون کو ہزیمت تازہ پہونچا چکی تھی) البتہ بہت کچھ حوصلے بڑھے ہوئے تھے- نادر نے اُسی فوج سے ۱۴ ہزار مردان دلاور انتخاب کر کے ساتھ لئے اور باقی کل فوج کو مشہد مین چھوڑا آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا ہوا مقام دامغان مین پہونچکر ایسے عمدہ اور مناسب موقع پر پڑاؤ ڈالا جو جنگجو فوج کے واسطے نہایت موزون تھا- اشرف خان

مقابل کو ایسے عمدہ مقام پر دیکھکر کچھ کچا ہوا کیونکہ ایسے مقام پر حملہ بے سود اور کامیابی محال تھی - مگر یہ امر اسکے افسران فوج کے خلاف ٹھہرا اور کہا کہ اگر یہان تک پہونچکر لڑائی ملتوی رکھی گئی تو مخالف کو مفت مین بغیر لڑے بھڑے فتح نصیب ہو جائیگی تب اشرف خان نے راے دی کہ اس مقام کو چھوڑکر مشہد پر حملہ کرنا چاہیے - اس بات پر بھی اُس کے ناعاقبت اندیش افسر اپنی بہادری کی امنگ مین راضی نہ ہوئے - مگر آگے چل کر ان افغانون کو نتیجہ جنگ سے معلوم ہوگیا کہ اُنھون نے فاش غلطی کی - کیونکہ لڑائی مین افغانون کے ۱۲ ہزار اور نادر کے صرف ۴ ہزار آدمی ضایع ہوئے اشرف خان شکست کھاکر اصفہان لوٹ گیا اس موقع پر شاہ طہماسپ خود بھی موجود تھا اور نادر کی شجاعت اور بسالت کو بچشم خود مشاہدہ کرکے بہت خوش ہوکر کہا کہ اسوقت میرے پاس اتنا موجود نہین ہے جس سے تمھاری بہادری کا معاوضہ کیا جاسکے - صرف اسوقت تم کو طہماسپ قلی* کا ایک معزز خطاب دیا جاتا ہے -

نادر نے طہماسپ قلی خان کے خطاب سے ممتاز ہوکر دامغان مین نئے آدمی بھرتی کرکے اپنی فوج کی تعداد بڑھائی اور خوشی خوشی اصفہان کو کوچ کیا افغان قلعے نکلکر اصفہان کو بھاگ گئے فوج نے ان فراریون کو جہان تک مل سکے کاٹ کر ڈال دیا - اور جسقدر مال غنیمت ہتھے لگا سب طہماسپ قلی خان کی حضور مین لاکر حاضر کیا - طہماسپ قلی خان جب کاشان مین (جو اصفہان سے چار منزل پر واقع ہے) پہونچا تو اس وقت اس کے پاس چالیس ہزار سوار اور پیدل موجود تھے - افغانون کے پاس اسقدر سرمایہ جنگ موجود تھا جسکے بل پر وہ اپنے دل مین ٹھانے ہوئے تھے کہ دم واپسین تک قلعہ بند ہوکر مقابلہ کرینگے مگر اشرف خان نے کہا کہ ایک بار اور مردانگی کے جوہر دکھاکر تقدیر آزمائی کرنی چاہیے - لہذا تیس ہزار فوج لیکر قلعہ سے باہر نکلا اور مقام غور مین (جو اصفہان کے

* طہماسپ قلی خان ایک معزز خطاب شاہی ہے - جس کا یہ مفہوم ہے کہ "بادشاہ کا غلام" اور اس کے اعزاز کی خاص وجہ یہ تھی کہ بادشاہون کو ہرگز یہ گوارا نہ تھا کہ اُن کا معزز نام کسی شخص کے نام کے ساتھ لیا جائے -

لوگون کو اپنی طرف سے وہان تعین کرکے تبریز کی طرف روانہ ہوا تبریز پر قبضہ کرکے ایک جماعت اردبیل کی طرف بھیجی جس کو دشمنون نے بغیر مقابلہ کے خود ہی خالی کرکے راہ فرار اختیار کی۔

جب ترکون کو ہر مقام پر اس طرح ناکامی ہوئی تو انھون نے صلح کی درخواست بھیجی جس کو طہماسپ قلی خان نے مصلحت وقت سمجھکر منظور کرلیا۔ وجہ یہ تھی کہ اس طرف ابدالیون نے پھر سر اٹھایا تھا۔

ابدالیون کے قلعدار کو قتل کیا۔

طہماسپ قلی خان نے ترکون سے صلح کرکے اپنے کچھ آدمی مفتوحہ مقامات پر مقرر کردیے۔ اور خود شیر کی طرح گونجتا ہوا ابدالیون پر جھپٹ پڑا۔ اور پہونچتے ہی اُن کو شکست دی۔ شہر کا محاصرہ کیا۔ جب ان لوگون پر دانہ پانی بند ہوا۔ فاقون مرنے لگے۔ تب مجبور ہوکر اطاعت قبول کی۔ طہماسپ قلی خان نے قلعدار اور خاص خاص نامی اشخاص کو قتل کیا۔ اور اپنی طرف سے آدمی تعینات کیے جب سب انتظامون سے فراغت کرچکا تو مشہد کو چلا گیا۔

ادھر طہماسپ شاہ نے دیکھا کہ دار السلطنت قسطنطنیہ سے برابر فوجین امڈی چلی آتی ہین۔ اور آآکر سرحدون پر جمع ہورہی ہین۔ فوراً بیس ہزار فوج لیکر دار الخلافت سے کوچ کیا۔ اور راستہ مین طہماسپ قلی خان سے ملتا اور وہان کی فوج بھی ہمراہ لیتا ہوا مقام ایروان مین پہونچا۔ ترکون کی کچھ فوج کو شکست دے کر شہر کا محاصرہ کرلیا۔ مگر رسد کی کمی سے محاصرہ اٹھا لیا اور تبریز کو پلٹ آیا۔ یہان سے کرمان کی طرف بڑھا۔ راستہ مین احمد پاشا ترک نے ایک جماعت لیکر مقابلہ کیا اور بادشاہ کو شکست دی۔ بعد اُس کے اس شرط پر صلح قرار پائی کہ جو مقام جس کے قبضہ مین ہو اُسی کے تصرف مین رہے طہماسپ قلی خان نے اس صلح نامہ پر سخت مخالفت ظاہر کی اور بادشاہ کو لکھا کہ بہت جلد ایسی صلح کے توڑنے کی ضرورت پڑیگی۔

طہماسپ قلی نے بادشاہ کو قید کرلیا

اگست ۱۷۳۲ء کو طہماسپ قلی خان مشہد سے بہت تیزی کے ساتھ

چلا اور اپنی کل فوج کے ساتھ جو تعداد مین ساٹھ ہزار تھی بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کی کہ ایسی خراب اور لچر شرائط پر جن لوگون نے صلح کر لینے کی صلاح دی ہے اُن کو نمونۂ عبرت بنانا چاہیے مگر بادشاہ شکست صلح پر راضی ہوا طہماسپ قلی خان نے خطوط کا ایک پلندہ پیش کیا جو بادشاہ کے خلاف سازش مین نادر کو لکھے گئے تھے۔ بادشاہ کو ان خطوط کے مطالعہ سے سخت تردد اور تعجب نے گھیر لیا۔ اور اُن سازشی لوگون مین سے بعضون کے قتل کا ارادہ کیا۔ مگر اُسکو آیندہ موقع اور وقت پر اُٹھا رکھا۔

جب طہماسپ قلی خان نے دیکھ لیا کہ بادشاہ نے نہ تو اُن خطوط کا کچھ انتظام کیا اور نہ مخالفت کرنے والون ہی کی خبر لی۔ تب اس نے افسران فوج سے مشورہ کیا۔ تمام افسرون کی یہی راے ہوئی کہ گو بادشاہ نے بظاہر سکوت سے کام لیا ہے مگر درپردہ اس فکر مین ہے کہ نادر کو اس کے تمام دوستون سمیت قتل کرا دے اور ترکون سے جو صلحنامہ کے معاہدون کو نہین توڑتا اس مین یہی مصلحت رکھی ہے کہ باطمینان تمام اس اہم معاملہ سے فراغت حاصل کرے اُس وقت نادر نے بیان کیا کہ اب ہماری اور نیز تم لوگون کی اسی مین خیریت اور بہتری ہے کہ بادشاہ کو تخت سے اُتار کر اُسکے بیٹے کو جانشین کر دین۔ اور اس صورت مین ترکون سے مقابلہ کرنے کا ایک کافی موقع بھی ہاتھ آئے گا اس تجویز کے قرار پانے کے بعد بادشاہ کو معائنہ فوج کی غرض سے لشکر مین بلوایا۔ بادشاہ گیا۔ فوج کا معائنہ کیا۔ اور خوش ہو کر جنرل فوج طہماسپ قلیخان کی بہت بڑی تعریف کی۔ بعض نمک حلال ماتحت افسران فوج نے بآواز بلند بادشاہ سے دست بستہ عرض کیا کہ جو خدمت ہم جان نثارون کے لایق ہو ہم ان احکام کی تعمیل کے واسطے جان سے حاضر ہین طہماسپ قلی خان پہلے تو اس بے موقع عرضداشت سے گھبرا اُٹھا۔ مگر ساتھ ہی خود افسرون کو خدمت کر کے بادشاہ سے کہدیا کہ آپ فرمادین کہ ہم نے تم سب کو جنرل طہماسپ قلی خان کی ماتحتی مین دیدیا ہے۔ تم کو جس امر کا حکم کرین اُس کی تعمیل واجب سمجھو۔ افسوس کہ اسوقت سادہ دل بادشاہ مغز سخن کو نہ پہونچا اور انھین کلمات کا اعادہ کر دیا۔

بعد معائنہ فوج بادشاہ کو طہماسپ قلی خان نے اپنے خیمہ مین مدعو کیا۔ دور شراب چلا
اس کمبخت شراب خانہ خراب مین دارو بے ہوشی ملی ہوئی تھی کہ بادشاہ
پیتے ہی گرا۔ اور گرا تو بیہوش تھا۔ بہرام جنرل بہادر نے حکم دیا کہ بندگان
حضور کو آرام تمام باغ ہزار جریب کی محلسرا مین پہونچا دو۔ ملازمین و ہمراہیان
شاہی مانع ہوئے کہ ہم اپنے بادشاہ سلامت کی آپ حفاظت کرین گے
مگر بے سود تھا۔ جنرل بہادر نے ان تمام وفاشعار ہمراہیون کو زبردستی
دھکے دے کر خیمہ سے باہر نکلوا دیا۔ اور جب ان ہمراہیون نے بھاگنا
چاہا تو پہرہ کے سنتریون نے انھین گرفتار کر لیا۔ اس طرح بادشاہ کو قید کر کے
اس پر پہرہ بٹھایا۔ اور تین دن کے بعد ہزار سپاہیون کی حراست مین
(جن مین زیادہ تر افغان اور سنی مذہب کے لوگ تھے) مازندران بھیج دیا۔
وہان بھیجکر سخت جکڑبندی کی۔

جب ادھر سے اطمینان حاصل ہوا تو کچھ فوج شاہی محلات پر بھیج کر
طہماسپ قلی نے اپنا قبضہ کر لیا۔ اور جابجا سڑکون اور شہر پناہ کے دروازون
پر اپنا پہرہ چوکی قایم کر دیا۔ اور دوسرے روز تمام شہر مین منادی کرا دی کہ
جو شخص اپنے گھر سے قدم نکالے گا جان سے مارا جائیگا۔ مگر دوپہر کو جب
دیکھا کہ سب طرح امن و امان ہے کسی قسم کا شور و شغب بلوہ و فساد نہین ہے
تو پھر دوسرا اعلان جاری کیا کہ اب سب لوگ اپنے گھرون سے نکلین اور
حسب معمول اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہون دوسرے روز طہماسپ قلی خان
بڑی شان و شوکت سے سول اور ملٹری افسرون کو ہمراہ لیکر محل شاہی مین
داخل ہوا اور شاہزادے کو طلب کرایا جو ہنوز شیرخوارہ اور گہوارہ مین جھول رہا تھا
اس کو لا کر تخت شاہی پر بٹھا کر اس کے سر پر تاج شاہی رکھا اور ڈھال تلوار
پہلو مین۔ نذر و خلعت وغیرہ معمولی مراسم ادا کرنے کے بعد شاہ عباس سوم
کے نام سے مشہور کیا۔ سب سے پہلے طہماسپ قلی خان نے عہد وفاداری کے
واسطے قرآن پر ہاتھ رکھا جس کے بعد تمام اراکین سلطنت نے اس بزرگ
و مقدس رسم جنرل بہادر کی پیروی کی اور تقلید کی حسب قول و قسم

کے مراسم ادا ہو چکے تو فوراً با اعتماد اراکین سلطنت مقرر کیے اور جنکو ناقابل
اطمینان سمجھا ان کو عہدون سے معزول کر دیا۔ دیگر صوبجات کے حکام مین بھی
یہی عزل و نصب برتا گیا۔ نادر دس الکھ لا پچھاڑ کے بعد ترکون پر حملہ کرنے
کی غرض سے بڑھا۔ بغداد سے چند روز راہ کے فاصلہ پر احمد پاشا سے مقابلہ ہوا
اس کو شکست دیکر شہر کا محاصرہ کر لیا قریب تھا کہ محصورین قلعہ قحط اور
تنگی رسد سے عاجز آکر اطاعت قبول کر لین کہ اسی اثنا مین توپال پاشا
وزیر اس خبر پاشا اور نیز بہت سے سرداران ترک دو لاکھ سے زائد کی
فوجین لیکر قریب بغداد کے پہونچ گئے۔ اور طہماسپ قلی خان کو سخت مجبور کیا
کہ محاصرہ اٹھا کر ان سے جنگ آزمائی کرے۔ آخرکار لڑائی چھڑ گئی۔ ایرانی
فوج جس کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی بڑی بہادری اور استقلال سے
لڑی۔ ادھر توپال پاشا نے بھی نہایت مضبوطی اور جوانمردی سے کام لیا۔
اثنائے جنگ مین اتفاقاً جنرل طہماسپ قلی خان کے گھوڑے کے گولی لگی زخمی
ہو کر گرا۔ اور گرتے ہی مر گیا تاہم جنرل مذکور پیادہ پا میدان کارزار مین
ثابت قدم رہا۔ مگر نشان بردار کو دھوکا ہوا جنرل مارا گیا۔ اسی مغالطہ
مین پڑکر وہ بھاگا۔ اسی کے ساتھ تمام فوج بھاگ کھڑی ہوئی طہماسپ قلیخان
نے ہزار ہزار کوششین کین کہ فوج فراہم ہو جائے مگر اس وقت کی تمام
کارروائیان بیکار تھین۔ اکھڑے پیر کہین جمتے ہین۔ مجبوراً خود کو بھی بھاگتے ہی
بنی۔ ترکون نے تعاقب کیا۔ اور اس بے تکان بھاگنے مین بہت بڑا حصہ
فوج کا تیغ بیدریغ ہوا۔ اس عظیم معرکہ مین جانبین کے ساٹھ ہزار آدمی کام آئے
طہماسپ قلی خان کا تمام مال و اسباب اور خزانہ و توپخانہ چھوٹ گیا جو دشمنوں
کے ہاتھ لگا۔ اس شکست عظیم کے بعد طہماسپ قلی خان نے محمد علی خان کو عہدہ
سفارت پر مامور کر کے سنہ جلوس محمد شاہی کو نامہ و تحفہ دیکر محمد شاہ بادشاہ
ہندوستان کی خدمت مین روانہ کیا۔ اور ناگہان گردش آسمان سے توپال پاشا
صوبہ دار بغداد کی فوج ہماری فوج پر غالب آئی۔

والی ہندوستان کو سفارت | تمام اسباب لشکر اور خزانہ رومیون نے لوٹ لیا

ہمارے قریباً دس ہزار آدمی کے ضایع ہوئے" لہذا امید ہو کہ ایک کرور روپیہ
نقد اور بارہ ہزار سوار بطور کمک کے روانہ فرمایئے۔

کیونکہ قدیم الایام سے ایران اور ہندوستان کے بادشاہوں میں دوستی
اور یکجہتی چلی آتی ہو۔ آپ کو بخوبی معلوم ہوگا کہ جب شیر شاہ افغان سے
شکست کھا کر ہمایوں شاہ اصفہان میں تشریف لائے تو شاہ طہماسپ والی
ایران نے دو کرور روپیہ نقد توپ خانہ اور بیس ہزار سوار بطور کمک کے
ہمراہ رکاب کر دیے اور شاہ موصوف الحمد جل شانہ کی مدد اور اس کمک
کی برکت سے پھر سلطنت ہندوستان پر قابض اور متصرف ہو گئے۔ خود ہمایوں
شاہ نے اپنے ایام حکمرانی میں پچاس لاکھ روپیہ اداے قرض کی بابت
شاہ طہماسپ کو بھیجے۔ اور بعد وصال ہمایوں شاہ کے اُن کے خلف الصدق
اکبر بادشاہ نے پچاس لاکھ روپیہ اپنے زمانہ میں ادا کیے منجملہ اُسکے آج تک
ایک کرور روپیہ سلطنت ہندوستان پر باقی چلا آتا ہو لہذا امید کہ وہ بقیہ روپیہ
اور کچھ فوج بطور کمک ارسال فرمایئے۔ یا خود بسبیل قرض آپ مرحمت فرمایئے
کہ بعد تحریر بھیجا اور کیا جواب آیگا۔ مگر یہاں سے سفارت بھیجی مرزا ابو الحسن بیگ کی
جب طہماسپ قلی خان اس طرف سے مایوس ہوا تو اس فکر میں پڑا کہ کہیں سے
روپیہ بہم پہونچانا چاہیے۔ اتفاق میں اسے دریافت ہوا کہ مشہد مقدس کی درگاہ
حضرت امام رضا علیہ السلام میں خزانہ جواہرات بیشمار موجود ہے۔ عنان توجہ بطرف
اس خزانہ منعطف ہوئی اور درگاہ امام سے ایک کرور روپیہ قرض لیا۔ اتفاق بڑی شکست
جو ترکوں سے پہلی دو مرتبہ ہوئی تو اپنے جرار جنگجو۔ دلاور ترکوں کے مقابل میں
نہیں ٹھہرے تو کہنے کو نادر ہی ایسا قوی دل تھا کہ ہمدان میں پہونچ کر
لشکر شکستہ ترتیب دیا۔ اور ادھر اُدھر سے تمام بھاگی ہوئی فوج آ کے جمع
ہو گئی۔ اس اثنا میں ترکوں کو اطمینان بھی ہو گیا تھا۔ وہ تھوڑی تھوڑی جماعت
سے ہر ایک حصہ زمین پر قبضہ کرتے پھرتے تھے۔

[illegible] طہماسپ قلی خان نے ان کو غافل پا کر تمام افسران فوج سے
مشورہ کیا کہ ہزیمت اٹھا کر دار الخلافت میں واپس جانا بڑی شرمناک بات ہو۔

اور خصوصاً ایسے وقت میں پلٹ جانا جبکہ ترک ہماری طرف سے بالکل غافل اور مطمئن ہو گئے ہیں بہتر تو یہ ہی کہ اُن کو اس غفلت میں مار لینا چاہیئے۔ غرضیکہ یہی راے قرار پائی اور طہماسپ قلی پھر مقابلہ کے واسطے روانہ ہوا۔ توپال پاشا ساٹھ ہزار فوج لیکر مقابلہ کو بڑھا۔ دونوں فوجیں باہم بھڑ گئیں۔ اور بڑی گھمسان کی لڑائیاں ہوئیں توپال پاشا گولی کھاکر جان بحق تسلیم ہوا اور اس کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی اس لڑائی کے بعد ترکوں نے پھر کوئی مقابلہ نہیں کیا۔ دو برس کے عرصہ میں طہماسپ قلی خان نے اُن تمام مقامات پر جو اُس کے قبضہ سے نکل گئے تھے۔ پھر قبضہ کیا۔ اور ایک منتخب فوج سے پھر بغداد کو گھیر لیا۔

محمود خان کا خاتمہ اسی عرصہ میں خبر پہونچی کہ محمود خان بلوچی نے بغاوت کر دی ہو اور منادی کرا دی ہو کہ شاہ طہماسپ بادشاہ ہو۔ آسکے مقابلہ میں دوسرے کا حکم ہرگز تسلیم نہ کیا جائیگا۔ اور تیس ہزار فوج سے دھاوا کرکے شیراز پر قبضہ کر لیا ہے روز بروز اسکی قوت اور حوصلہ بڑھتا ہی جاتا ہو۔ یہ خبر سنتے ہی طہماسپ قلی خان نے بغداد سے محاصرہ اُٹھا لیا اور محمود خان کی طرف رخ پھیرا۔

جب پہلے پہل محمود خان کو آمد فوج کی خبر پہونچی تو اپنے خیال میں یہ سمجھا کہ شاید تھوڑی فوج کسی افسر کی ماتحتی میں بھیجی ہوگی اسی دھوکے میں وہ آگے بڑھا مگر جب بیس میل بڑھا آیا تو سرداری فوج سے سامنا ہوا جس کی فوج تعداد میں قریب بیس ہزار تھی محمود خان اس قلیل جماعت کو دیکھکر بہت ہی خوش ہوا کہ قسمت نے کیسا اچھا موقع دیا ہو ایک وار میں حریف پر کامیابی حاصل ہو جاتی ہی۔ مگر جب دیکھا کہ خود طہماسپ قلی خان بڑے رعب داب سے اپنے چہرہ پر استقلال جمائے ہوئے اور فنون جنگ سے فوج کو قاعدے پر لگا رہا ہے۔ تو اس کی فوج کے حواس جاتے رہے قلب میں پیچھے لگ گئے اور ایک ہی وار میں بھاگ کھڑی ہوئی مگر دلاور شجاع اور شیر دل محمود خان نے طہماسپ قلی کو تاک کر خاص اسی کی جانب اپنا گھوڑا ڈال دیا۔ لیکن پسپا ہوکر راہ فرار اختیار کی اور چاہتا تھا کہ ایک عربی جہاز پر سوار ہوکر خلیج فارس کو عبور کر جائے۔ مگر ان ملاح جہازیوں نے گرفتار کرکے اس کو طہماسپ قلی کے حوالہ کر دیا جس نے اس کو محض اس لالچ پر قید کیا کہ جالت

مجبوری میں اپنے مال ومتاع کا سراغ بتائے لیکن اس بہادر سردار نے زروجواہر کا کچھ بھی نشان نہ دیا بلکہ تنہائی میں موقع پاکر اپنے گلے میں پھانسی لگائی اور اسی میں لٹک کر اپنی جان دی۔

اس موقع پر دوسرا مورخ لکھتا ہے کہ محمود خان حوالی غزنین سے گرفتار کرکے لایا گیا۔ اور اس کا ایک ہاتھ اور ایک پیر قلم کیا گیا۔ اسی شدت تکلیف میں دو تین روز کے بعد محمود خان جان بحق تسلیم ہوا۔ غرضکہ اس طریقہ سے ایک بہادر آدمی کا خاتمہ ہوا جو تمام ملک فارس میں سب سے زیادہ مشہور شہسوار سردار طہماسپ قلی کا حریف تھا۔ گو اس پایہ کا خوش قسمت نہ تھا۔

طہماسپ قلی خان اصفہان کو پلٹ آیا۔ یہاں کے معاملات کی دیکھ بھال کرکے سارے انتظامات درست کئے۔ بعد اس کے گرجستان کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں دارالسلطنت طفلس کو توپوں سے اڑا کر ملک کو اپنے قبضہ میں کرلیا وہاں سے ملک ارمنیا کی دارالسلطنت اریوان پر قبضہ کرتے ہوئے شاساخی اور گنجان یکے بعد دیگرے قابض ہوا۔

روسیوں سے معاہدہ کرکے صلح کرلی | پھر روسیوں کے پاس ایلچی بھیجا کہ گیلان کو خالی کردو ورنہ ہمکو خود آنا پڑیگا۔ چونکہ ان کو لڑنا منظور نہ تھا لہذا انھوں نے سوائے دربند اور باشو کے جس کو خود طہماسپ قلی خان نے ان کے حوالہ کردیا تھا بحر خضر کے اس جانب کے کل مقامات سے اپنا قبضہ اٹھالیا۔

طہماسپ قلی خود بادشاہ بن بیٹھا

جب طہماسپ قلی خان نے روس اور ترکوں سے صلح کرکے اطمینان حاصل کرلیا۔ تب ایک گشتی فرمان تمام قلمرو ایران کے صوبہ داروں عاملوں سرداروں اور روساء دیہات وقصبات اور جمہور فرقہ کے سرداروں کے نام جاری کیا کہ یوم مقررہ پر مقام سولی مقام میں حاضر ہوں چنانچہ ۲ ہزار سے زائد امرا اور روسا اور حکام وغیرہ مقام مقررہ پر آکر جمع ہوئے جہاں کہ خود طہماسپ قلی خان ڈیڑھ لاکھ فوج سے پہلے ہی خیمہ ڈالے ہوئے پڑا تھا۔ طہماسپ قلی خان نے حاضرین دربار

کے سامنے یوں تقریر شروع کی۔ "اے حضار دربار میں نے اکثر افغانوں ترکوں
روسیوں اور دیگر مختلف حریفوں اور تمام دشمنان فارس کو مطیع و فرمانبردار بنا لیا۔
اب اگر کوئی باقی ہے تو صرف افغانان قندھار ہیں انشاءاللہ تعالی اس مہم کو بھی میں بہت
جلد جا بجا چاہتا ہوں۔ ان کے مطیع کرنے کے بعد میرا دلی ارادہ ہے کہ اپنی
بقیہ عمر کو آرام سلامت اطمینان اور فراغت سے بسر کروں۔ جب تک
میرے ملک و قوم کو میری ضرورت نہ پڑے۔ ترکوں اور روسیوں سے صلح
کر لی ہے۔ تاتاریوں اور نیز دیگر سرحدی دشمنوں کی ایسی پوری گوشمالی اور
سرکوبی کر دی ہے کہ اب تو وہ سر اٹھانے کے قابل ہی نہیں رہے اے میری
قوم کے حاضرین دربار خاص کہ جس غرض کے واسطے تم کو تکلیف دی گئی ہے وہ
یہ ہے کہ اب تم لوگ اپنے واسطے ایک بادشاہ منتخب کرو۔ خواہ اپنے پرانے
معزول شاہ طہماسپ کو۔ یا کسی اور لائق سردار کو جس کو تم خود اپنے بہبود و فلاح
اور آسائش کے لائق سمجھو۔ تین روز کی مہلت دیجاتی ہے۔ آپس میں مشورہ کر کے
فیصلہ کر لو"۔ اس تقریر کو ختم کر کے طہماسپ قلی خان اٹھ کر اپنے خیمہ میں چلا گیا۔
دربار برخاست ہوا۔ نادر نے حکم دیا کہ جب تک یہ لوگ ہمارے کیمپ میں رہیں
سرکاری خزانہ سے ان سب کی دعوت کی جائے۔ ادھر خفیہ طور پر اپنے چند معتمدین
کو سکھا پڑھا کر بھیجا کہ تم اپنی طرف سے ان تمام سرداروں سے جا جا کے ملو ان کے
دلوں میں ہماری خوبیاں منقش کر دو کہ دیکھو نادر سا بہادر سردار تم لوگوں کو ہرگز
میسر نہیں آ سکتا چاہے آسمان کے بدلے زمین قلابازیاں کھائے اور ہزاروں قرن
بیت جائیں مگر جیسا کہ تم لوگوں کا بہی خواہ۔ تمہاری راحتوں پر نظر رکھنے والا تم کو
دشمنوں سے بچانے والا۔ اس وقت خوش قسمتی سے نادر ملا ہے یاد کرو
تم لوگوں کی کیسی ابتر حالت تھی۔ آئے دن دشمنوں کی چڑھائی رہتی تھی۔ ایران کا
کوئی متنفس بے خوف گھر سے باہر قدم نہ رکھ سکتا تھا۔ آپس ہی میں کس قدر
خانہ جنگیاں تھیں۔ جو چاہتا تھا وہ لیتا تھا۔ ہمیشہ لوٹ مار کا بازار گرم رہتا تھا
یا آج وہی تم لوگ ہو کہ آرام سے اپنے گھروں میں پیر پھیلائے سوتے ہو۔ یہ نادر ہی
کا ہیبت و جلال ہے کہ کوئی دم نہیں مارتا۔ پس جب اس نے تمہارے واسطے

اسقدر آسایش - آرام اور فراغت کے دروازے کھول دیے تو کیا کوئی اُس سے بہتر سردار تم کو مل سکتا ہی کہ اُس کو بادشاہت کے لیے منتخب کرلو۔ ہمارے خیال مین تو اس وقت روے زمین پر ایسا کوئی رعب و داب اور سطوت و جبروت کا سردار ہی نہین۔ اور ہم یہ نہین کہتے کہ نادر بادشاہت ہی قبول کرے گا اگر اُسکو ایسا ہی منظور ہوتا۔ تو شاہ طہماسپ کے بعد شاہ عباس ثالث کے سر پر تاج کیون رکھتا۔ خود ہی بادشاہ کیون نہ بن جاتا۔ اُس کو ڈر ہی کس کا تھا کیونکہ یہ سارا جاہ و تجمل سلطنت مین جو کچھ دکھائی دیتا ہی سب اُسی کی ذات سے ہی اُس کو سلطنت کرنے کی ہوس معلوم ہی نہین ہوتی۔ مگر ہان جب تم لوگون کا اصرار حد سے بڑھ جائے گا۔ تو ہمارے خیال مین وہ غالباً منظور کرلے گا۔ اور اگر اُس نے تمھاری اس التجا کو منظور کرلیا تو گویا تم لوگون پر احسان کیا پھر ہمیشہ کے لئے تم لوگون کو اطمینان ہو جائے گا۔ غرضکہ یہ خفیہ سازش جوان پھندیتون کو تعلیم کی گئی۔ اور یہ لوگ تین روز تک برابر ہر ایک سردار کے خیمے مین گھستے پھرے اور سب کو سمجھا بجھا اور سکھا پڑھا کر ٹھیک کرلیا۔ تیسرا روز آیا۔ دربار منعقد ہوا نادر نے انتخاب بادشاہ کی بابت سوال کیا سب نے اُس کے احسانات اور حقوق اپنے اوپر ثابت کرکے اسی کو بادشاہ بنانا چاہا۔ اور کہا کہ اس وقت جب آپ ہمارے محسن ہین تو اب آپ ہی اس بار سلطنت کو اپنے دوش مبارک پر رکھنا گوارا فرمایئے نادر نے اوّلاً عذر کیا کہ میرا یہ خیال اور ارادہ ہرگز نہ تھا۔ مین خود بادشاہ بنون مگر تم لوگون کے اصرار سے مین مجبور ہوگیا۔ تم سب کی دلی خواہشون کو مین رد نہین کرسکتا جسقدر مین اپنے اوپر تکلیفین گوارا کرتا ہون اور سر ہتھیلی پر لئے سرکش دشمنون مین گھستا پھرتا ہون یہ سب تمھاری ہی راحت کے واسطے ہی ورنہ مجھے کوئی ضرورت نہ تھی کہ خواہ مخواہ جان جوکھون مین پھنستے۔ لہذا آج بھی تمھاری ہی تمناؤن سے مین بادشاہ بنتا ہون۔ مگر اب تم کو میری بدولت کی تین شرطین ماننا ضرور ہونگی

اول۔ نسلاً بعد نسلاً اور بطناً بعد بطناً میرے ہی خاندان مین سلطنت رہے

دوم۔ اگر کوئی شخص گذشتہ خاندان شاہی یا اُس کی نسل مین سے کسی کی

بھی جنبہ داری مین ہتھیار اٹھائے گا یا اُس کی پاسداری مین کوئی کلمہ بغاوت آمیز کہے گا تو وہ قتل اور اس کا مال و اسباب ضبط ہوگا۔

سوم چونکہ اہالیان ترک اشخاص ماہور اور تاتاریون مین ہمیشہ اختلاف کی وجہ سے جھگڑے رہتے ہین لہذا ما بدولت کی یہ خواہش ہے کہ فریقین کے پیشوایان دین جمع ہون اور مباحثہ کرکے ان چند اختلافات کو جو اہل تشیع اور اہل سنت مین مابہ النزاع ہین اُن کو اُٹھا دین اور آپس مین مل جل کر ایک ہی مسلک اختیار کرلین تاکہ پھر کوئی مذہبی جھگڑا طرفین مین باقی نہ رہے امرائے عرض کیا کہ اول کی دو شرطین بہین بدل منظور ہین - ہم مین سے کسی کو اختلاف نہین رہا۔ تیسری مذہبی شرط یہ علمائے دین کے فیصلہ پر منحصر ہے ہم کو مذہبی معاملات مین کوئی دخل نہین - اُس وقت مجتہد العصر نے عرض کیا کہ مذہبی معاملات مین من جانب اللہ ہمارے پاس قانون موجود ہے ہماری ہدایت کے واسطے کلام الٰہی اور حضرت سردار عالم محمد رسول خدا صلعم کی احادیث مقدس کافی ہین لہذا ہم کو اس بات کی کوئی حاجت باقی نہین ہے کہ کوئی بادشاہ وقت اپنی دخل اندازی سے نیا قانون پاس کرے - مین نہایت ادب کے ساتھ اپنی یہ عاجزانہ التجا پیش کرتا ہون کہ حضور اپنے زمانہ سلطنت مین ایسے مستحکم خدائی قانون مین تغیر و تبدل کا ارادہ نہ فرمائین ورنہ اس قسم کی دست اندازی کا نتیجہ نہایت ہی خراب اور خوفناک اثر پیدا کرے گا"

اس پر طہماسپ قلی خان نے طیش مین آکر حکم دیا کہ فوراً اسکا گلا گھونٹ دو تاکہ کسی دوسرے شخص کو پھر کبھی ایسی جرات نہ ہو۔ گلا گھٹنے پر مجتہد صاحب راہی ملک عدم ہوئے - اس واقعہ کے بعد علمائے دین کی طرف مخاطب ہوا کہ آپ لوگون کو جو کچھ اس جانب نے حکم دیا ہے وہ منظور ہے یا نہین - اگر منظور ہے تو حلف اٹھایئے ورنہ اپنا عذر پیش کیجیے - اب کس مین اتنی جرات باقی تھی کہ رد و قدح کرکے اپنا گلا گھٹواتا خوف سے سب نے منظور کرکے حلف اُٹھا لیا۔

نادر شاہ نے تین روز تک اپنے تمام معزز مہمانون کی دعوت کی - اور تحفہ تحایف علی قدر مراتب دیکر بڑے اخلاق شاہانہ سے سب کو رخصت کیا اور سب

خوش خوش رخصت ہوئے۔ اگر کوئی ناراض رہا تو وہ خاندان اجتہاد تھا دو وجہوں سے۔ ایک تو مجتہد العصر کے قتل سے۔ اور دوسرے اس تبدیلی سے جو مذہب میں ہونے والی تھی۔

دوسرے روز وہ شہر فارس میں گیا اور تاج شاہی سر پر رکھکر نادر شاہ نام رکھا اپنے نام کا سکہ جاری کیا اسپر ایکطرف یہ شعر مضروب ہوا ؎

سکہ بر زر کرد نام سلطنت را در جہان — نادر ایران زمین و خسرو گیتی ستان

اور دوسری طرف "الخیر فی ما وقع" ثبت کرایا جسکے تاریخی عدد ۱۱۴۸ ہجری ہیں اسی طرف ضرب ۱۱۴۸ ہجری فی کرمان منقوش تھا۔ کسی ظریف شاعر نے اس عربی فقرے کو یوں موزوں کیا ہے ؎

بہ پدیم از مال واز جان طمع — بتاریخ "الخیر فی ما وقع"

اور دوسرا سکہ فتح ہندوستان کے بعد جاری کیا اسپر یہ شعر کندہ تھا ؎

ہست سلطان بر سلاطین جہان — شاہ شاہان نادر صاحبقران

دوسری جانب خلد اللہ ملکہ ضرب فی احمد آباد ۱۱۵۲ ہجری تھا۔

تیسرا سکہ قندھار میں مضروب ہوا۔ اسکے ایکطرف "السلطان نادر" ہے۔ اور دوسری سمت خلد اللہ ملکہ مضروب فی قندھار"۔ اور مہر شاہی پر یہ شعر کندہ کرایا ؎

نگین دولت و دین رفتہ بود چون از جا — بنام نادر ایران قرار داد خدا

دور اندیش نادر نے اپنے بچاؤ کی غرض سے ایک پہلو سوچ کر نکالا ان کے سرداروں کو طلب کر کے دریافت کیا کہ اسقدر کثیر مال وقف جو تمکو دیا جاتا ہے وہ کن کن ضرورتوں میں صرف ہوتا ہے؟ تین سرداروں نے جواب دیا کہ اخراجات میں صرف کیا جاتا ہے۔ مثلاً ملاؤں کی تنخواہ اخراجات مدارس مصارف مسجد وغیرہ جن میں روزمرہ نمازیں پڑھی جاتی ہیں اور اچھے بادشاہ وقت کے فتوحات اور سلطنت فارس کے برقرار رہنے کے لیے مجتہد العصر مع دیگر ملاؤں اور سلطانوں کے دست بدعا رہتے ہیں۔ نادر نے کہا صاف ظاہر ہے کہ ان کی دعا درِ اجابت تک نہیں پہونچی۔ کیونکہ تم لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو کہ سلطنت

پچاس برس سے قوم اور اہالیان فارس پر تنزل چلا آتا ہے سلطنت آئے دن
کے حملوں اور بلووں سے روز بروز تباہ ہوتی جاتی ہے۔ اگر خدا کی فتح کے ہتھیار
یعنی میری فوج جو اپنی جان کو جان نہیں سمجھتی اور اپنا سر ہتھیلی پہ لیے پھرتی ہے
مدد نہ کرتی اور تمھاری مصیبتوں میں آڑے نہ آتی تو اب تلک مدت کی تمھاری
قوم اور یہ سلطنت بیرونی حملوں سے خاک میں مل گئی ہوتی پس اے ہماری
قوم کے مذہبی سردارو دینی پیشواؤ اپنے سپاہیوں کی طرف اشارہ کر کے
یہ بیچارے بڑی مصیبت میں ہیں کسی نہ کسی طرح سے جتنے رستگین ہو ان
مصیبت زدوں کی مدد کرنا چاہیئے۔ جو تمھارے واسطے اپنی بیش قیمت
جانوں کو عزیز نہیں رکھتے۔ لہذا این جانب کو منظور ہے کہ بہت زیادہ حصہ
وقف اور خراج کا فوج کی نذر کیا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا جس کی تعداد
دس لاکھ تومان جس کے تیس لاکھ پونڈ سالانہ ہوتے ہیں۔ اخراجات فوج
میں شامل کر لئے گئے۔ اس رقم کثیر کے نکل جانے سے ملا لوگ نہایت
پراگندہ خاطر ہوئے۔ اور فوج کو بہت کچھ ورغلایا ابھارا اور بھڑکایا۔ مگر چونکہ
فوج میں آدھے سے زیادہ سنی المذہب تھے اس واسطے کچھ بھی ان کی
پیش رفت نہ گئی۔

نادرشاہ نے رعایا کو طلب کر کے صاف کہا کہ اگر تم لوگ اپنے
مجتہدوں کے طرفدار ہو اور اعتبار رکھتے ہو کہ ان کو کچھ دیا جائے تو ان کی خدمت
کرنا تمھارا فعل ہے اچھا اس سے دو۔ اور تم لوگوں کو مذہب سنت والجماعت
اختیار کرنا ہوگا ورنہ مستوجب عتاب بادشاہی ہوگے۔

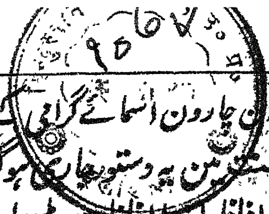
مذہبی مباحثہ

جس زمانہ میں نادر [illegible] ایک روز پہلا آدمی زمانہ میں
آیہ وافی ہدایہ [illegible]
رکھتا سمجھا [illegible] فی الانجیل [illegible] نادر نے ملا باشی سے [illegible] اس آیت کا
شان نزول دریافت کیا [illegible] امیدوار دعوی کرتے ہیں کہ یہ
تمام صفات جناب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئے
ہیں [illegible]

آیت کی ایک ایک صفت صحابہ کبار کی شان مین اتری ہے۔ نادر نے سوال کیا کہ "توریت اور انجیل دنیا مین موجود ہے"۔ عرض کیا گیا کہ "ہان ہے" پس نادر نے مرزا مہدی اصفہانی متخلص بہ کوکب کو اس کام پر مامور کیا توریت و انجیل کے معبد مین جا کر ان دونون پاک کتابون کا فارسی مین ترجمہ کر کے حضور مین پیش کرے۔ مرزا ے مذکور نے نہایت مستعدی کے ساتھ تعمیل حکم کی اور نیز توریت و انجیل کے ساتھ علما کو بھی اپنے ہمراہ لایا۔ تسخیر داغستان تک یہ معاملہ اظہار کھا گیا۔ اب جبکہ مذہبی رد و بدل شروع ہوا نجف اشرف مین علماے فریقین کو جمع کر کے ایک جلسہ ترتیب دیا۔ اور علماے توریت و انجیل کو اثبات حقیت کے واسطے شریک جلسہ کیا۔ قیل وقال بسیار اور رد و بدل بیشمار کے بعد فضلاے اہل سنت والجماعت فتحیاب ہو کر برحق اور مسلم الثبوت ٹھہرے۔ ایک محضر تیار کر کے اس پر سب کے دستخط کرائے بعدہ جلسہ برخاست ہوا اور وہ محضر اور ایک فرمان اطراف جوانب مین روانہ کیا۔

فرمان واجب الاذعان

جملہ امراے عظام و ناظمان بلند مقام و حکام ذوی الاحترام و رؤسا ذو الکرام علماے دین و ایمان و مفتیان شرع متین اصفہان پر واضح ہو کہ جب ما بدولت و اقبال کے لشکر نصرت رکاب و رایات ظفر انتساب نے مقام سراے مغام مین نزول اجلال فرمایا تھا اُس وقت متواتر جلسون مین یہ امر قرار و فیصل پا چکا ہے کہ آیندہ سے حسب معمول قدیم جو طریقہ اسلام امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانے سے جاری اور ساری چلا آتا ہے ہم جملہ مسلمانان اہل سنت والجماعت تمام خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم کو انحضرت سرور انبیا محمد مصطفی علیہ الصلوۃ والسلام کا مسند آراے خلافت قبول کرتے ہین اور جب کسی مقام کسی جلسہ مین اُن خلفاے ممدوح الشان کا ذکر آجاتا ہے تو فرط تعظیم اور خاص اعتقاد و التکریم



سے ان چارون اسمائے گرامی کے ساتھ رضی اللہ عنہم پڑھتے ہین بعض اکناف سلطنت مین یہ دستور جاری ہوگیا ہے کہ اذان نماز مین "علی ولی اللہ" کے الفاظ بلند الفاظ سے بڑھائے جاتے ہین جیساکہ اہل تشیع کا دستور ہے اور یہ الفاظ اہل شرع اور نیز معاہدہ تکمیل شدہ کے خلاف پڑتے ہین قطع نظر اس کے تمام دنیا پر روشن ہے کہ امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فی الواقع برگزیدہ انام اور مقبول بارگاہ خلاق العلام ہین پس ان الفاظ مذکورہ بالا کے بڑھا دینے سے بارگاہ صمدیت مین آپکا کوئی مرتبہ یا کمال بڑھ نہ جائیگا اور نہ ترک کر دینے سے آپ کے بدر اقبال مین کچھ زوال واقع ہوگا۔ برخلاف اس کے ان الفاظ کے استعمال کرنے سے ایک بہت بڑے نتیجۂ بد کے پیدا ہونے کا قوی احتمال ہے کہ یہ دونون فرقہ شیعہ وسنی جو آنحضرت سرور عالم رسول مکرم پر اپنی جان فدا کرتے ہین اور آپ کے طریقہ شریعت کو اپنا ایمان جانتے ہین ایسے مذہبی اختلاف سے کمرین باندھ کر ایک دوسرے کے عناد پیدا کرنے مین مستعد ہوجائینگے ان سے بہت بڑی خرابیان پیدا ہوجانے کا خوف ہے بلکہ یہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور نیز امیر المومنین علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو بالکل ناگوار ہے۔ لہذا جسوقت یہ فرمان قضا جریان پڑھا جاوے جمیع مسلمانان ایران عام اس سے کہ وہ مراتب علیا پر فایض یا عوام الناس مین سے ہون اور جملہ موذنان شہر و دیہات و قصبات و علاقہ جات ممالک محروسہ منفصلہ پر یہ لازم ہے کہ آج سے یہ الفاظ جو شریعت نبوی کے خلاف ہین کہے جا دین۔

اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اکثر ناظمان صوبجات فتح و تکبیر کے وقت اپنے بادشاہ کی تعریف ان الفاظ مین ادا کرتے ہین۔

"اللہم اید المومنین بالسلطان سراج الملۃ الباہرہ عضد الدولۃ القاہرہ حبیب الرحمن وارث ملک سلیمان خاقان ابن الخاقان فلان ابن فلان خلد اللہ تعالی ملکہ وسلطنتہ وبرہ واحسانہ"۔

لہذا مجکو انسان فانی بنیان کے حق میں ایسی تکبیر نخوت اور عجب پیدا کرنے میں رہبری کرتی ہے اور بالکل لاحاصل ہے پس عام حکم دیا جاتا ہے کہ ہر خان صاحب طبل و نشان اس جملے کے عوض یہ جملہ پڑھا کرے ۔ "الحمد للہ الذی لم یزل ولا یزال حیا قیوما عالما قدیرا سمیعا بصیرا وله الملک وله الحمد اکبرہ تکبیرا" آج کی تاریخ سے تمام لوگوں کو چاہیئے کہ قاعدہ اور حکم نفاذ شدہ کی پیروی اور پابندی لازمی سمجھیں۔ جو شخص اس فرمان جہان مطاع کی خلاف ورزی کریگا شہنشاہ عالم کے نزدیک مستوجب سزا ہوگا۔

صفر ۱۱۴۹ھ ہجری مطابق جون ۱۷۳۶ عیسوی

اس فرمان کے اجراسے عوام میں جوش مسرت پیدا ہوا۔ علی الخصوص وہ سپاہی جو سنی المذہب تھے۔ نادر کے ساتھ دل سے محبت کرنے لگے۔ اس کے تھوڑے زمانہ کے بعد وہ بادشاہ منتخب کیا گیا اور مقام قزوین میں جہاں کہ شاہان ایران کے سر پر تاج رکھا جاتا ہے پہونچکر تاج شاہی سر پر اور خنجر زرین کمر میں رکھا گیا۔ نادر نے حلف اٹھا کر قسم کھائی کہ میں باتباع شریعت محمدی سلطنت کرونگا۔ اور تمام رعایا کو دشمنوں سے بچاؤنگا۔ سلطان روم والیان مغلیہ اور دیگر اطراف وجوانب کے بادشاہوں نے برسم تہنیت ایلچی بھیجے۔ اس رسم تاج پوشی کے بعد اصفہان میں آکر مہم قندھار کی تیاری کردی۔

مہم قندھار

دسمبر ۱۷۳۶ع میں نادر شاہ نے رضا قلی مرزا کو فارس میں اپنا قائم مقام چھوڑا اور اسی ہزار فوج لیکر کرمان کی طرف ہوتا ہوا قندھار کو روانہ ہوا پہونچتے ہی قلعہ کو گھیر لیا۔ اور عقب سے طہماسپ خان وکیل بھی ۶ ہزار کی جماعت سے بادشاہ کی خدمت میں جا پہونچا۔ حسین خان حاکم قندھار بہت ہزار ذخیرہ اور رسد گڑھ میں رکھتا تھا۔ ۱۸ مہینے تک محصور رہا۔ آخر کو تنگ آکر قلعہ سے باہر نکلا۔ زک شکست کھائی اور اپنے بیٹے سمیت قید ہو گیا۔ نادر شاہ نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔

دوسرا مورخ فقط نام کے تغیر سے اس واقعہ کو یوں بالتفصیل تحریر کرتا ہے کہ نادر شاہ تاج شاہی سر پر رکھکر ایک سال تک پایہ تخت اصفہان

سریر آرائے سلطنت رہا ۔ مگر ایسے منچلے ۔ بہادر ۔ جرار ۔ بادشاہ سے ممکن نہ تھا کہ سلطنت کی مزیداریون مین پڑکر خاموش بیٹھ جاتا ۔ مہم قندھار یاد آئی فوراً اُٹھ کھڑا ہوا ۔ اُدھر قندھاریون کو غافل پایا ۔ چند ہی روز مین جنگ کی تیاری کرکے روانہ قندھار ہوا ۔ نزدیک پہونچتے ہی لڑائی شروع ہوگئی ۔ ۱۸ مہینے تک آتش جدال مشتعل رہی ۔ یوسف خان قندھاری اپنے بیٹے کو سپہ سالار فوج مقرر کرکے خود دارالسلطنت دہلی مین پہونچا اور محمد شاہ کے حضور مین حاضر ہوکر عرض کیا " اے جہان پناہ نادرشاہ قلعہ قندھار لینا چاہتا ہے ۔ اور یہ خانہ زاد پشتہا پشت سے اس دردولت فلک رفعت کا نمک پروردہ اور وظیفہ خوار رہا ہے لہذا امیدوار ہے کہ کچھ مدد خرچ اور کمک فوج مرحمت ہو ۔ کہ افواج متعینہ کابل و قندھار کو تنخواہ تقسیم کی جائے تاکہ فوج مطمئن اور قوی دل ہوکر نادر کے مقابلہ مین جان نثاری کرے " خان دوران[1] میر بخشی نے بادشاہ کو خزانہ اور کمک دینے سے منع کیا ۔ یوسف خان تین مہینے تک دہلی مین پڑا رہا ۔ جب کامیابی کی صورت نہ دیکھی لاچار ہوکر دہلی سے واپس آیا اور قندھار پہونچکر خود توجہات جنگ مین سرگرم ہوا ۔ اور دوبارہ اپنے بیٹے کو عرضی دیکر محمد شاہ کی خدمت مین بھیجا کہ " جہان مطاع ابھی تک مردمان قندھار بغیر مدد اور کمک کے جنگ

[1] صمصام الدولہ خان دوران میر بخشی ۔ اسکا اصلی نام میر محمد عاصم ہے شریف النسب خواجہ زادہ نقشبندی خاندان سے تھا ۔ فرخ سیر کے زمانہ سلطنت مین عہدۂ امارت پر سرفراز ہوا ۔ عہد محمد شاہی مین اپنے مدارج مین ترقی کی ۔ امیر الامرا اور میر بخشی کے عہدہ جلیلہ پر فایز ہوا ۔ محمد شاہ کے جزو کل امور کا محرم راز تھا تمام دن مالی اور ملکی کامون کو انجام دیتا اور شب کو درس تدریس اور صحبت علما و فضلا مین مشغول رہتا تھا ۔ دم و اپسین سلطنت کا خیرخواہ بنا ۔ نادر شاہ کے مقابلہ مین صحیح واقعات کے نہ ملنے سے دھوکا اٹھایا ۔ چنانچہ جب نادر سے مقابلہ ہوا تو شجاعت مردانگی اور جان نثاری کے جوہر دکھائے ۔ زخم بندوق سے زخمی ہوا اور دوسرے روز اپنے آقائے نعمت کا حق نمک ادا کرکے نہایت وفاداری کے ساتھ جان دی ۔ کبھی کبھی شعر بھی کہتا تھا ۔ چنانچہ اُسکا ایک یہ شعر ہے ۔ ؎

سحر خورشید لرزان در سر کوے تو می آید ۔۔۔ دلِ آئینہ را نازم کہ بر روے تو می آید

میں مستعد ہے لیکن اشلنگ بالکل تاب مقابلہ نہیں رکھتے اور نہایت پریشان ہو رہے ہیں۔ اب بھی اگر خزانہ اور کمک سے امداد ہوئی تو بہتر ورنہ یہ جان نثار بےچاری الذمہ ہو کر مجبوراً قندھار نادر کے حوالہ کئے دیتا ہے"

پھر خان دوران نے دست بستہ گذارش کی کہ "جناب عالی یہ تمام مکر و فساد مغلان تورانی کی طرف سے آصف جاہ[1] اور سعادت خان[2]

---

[1] چین قلیچ خان بہادر اصلی نام قمر الدین خان بہادر ولد غازی الدین بہادر فیروز جنگ ہے سنہ ۲۰ جلوس عالمگیری میں بادشاہی ملازم ہوا اور پہلے ہی دن چار صدی منصب پر سرفرازی پائی اور سنہ ۲۴ کو خطاب خانی عطا ہوا سنہ ۳۳ کو ایک مہم کے جلدو میں دو ہزار پانصدی منصب پر ترقی حاصل کی سنہ ۴۴ میں چین قلیچ خان بہادر کا خطاب ملا اسی سال اپنے پدر بزرگوار سے ناراض ہو کر چلا آیا ایک مہینے کے بعد حضوری دربار میسر آئی سنہ ۴۸ میں کو بیدر دکن کے غنیم پر چڑھائی کی بعد تنبیہ غنیم دو ہزار پانصدی منصب میں اضافہ ہوا سنہ ۴۹ میں کرناٹک کو فوجدار مقرر کر کے بھیجا گیا سنہ ۵۰ میں بیجاپور کی نظامت اور ملک دکن کی فوجداری کرتا رہا اور سنہ ۵۱ میں سنکہ کی فوجداری کو انجام دیا۔ اسی سال میں قلعہ واکن گڑھ کے طلایہ کے معاوضہ میں پنجہزاری منصب یعنی پانچ ہزار سوار اور ایک کروڑ پچاس لاکھ درم انعام پائے سنہ ۵۰ میں فیروز نگر وغیرہ کی فوجداری پر مامور رہا بہادر شاہ اور فرخ سیر کے زمانہ حکومت میں جانشینی اختیار کی محمد شاہ کے دوران سلطنت میں پھر ناظم دکن مقرر ہوا اور نو ہزاری منصب اور آصف جاہ والا مرتبت کا خطاب پایا سنہ یکم احمد شاہی میں انتقال کیا یہ سردار جس درجہ کا بہادر اور جری تھا۔ اس درجہ پر محمد شاہ کے زمانہ میں نیکنامی اور نمک حلالی کے پایہ کو نہ پہنچا سکا چنانچہ خود نادر نے اس کو پیر فرتوت کہنہ قرمساق کا خطاب عطا کیا۔

[2] سعادت خان برہان الملک امین تخلص۔ نیشاپور کی قوم سادات سے ہے۔ تجارت کے ذریعہ سے ہندوستان میں آیا۔ محمد شاہ کے دربار میں باریاب ہوا شجاع بہادر زادہ ور بازرسی کے طریقوں سے بخوبی ماہر تھا۔ محمد شاہ نے عزت افزائی فرما کر اودھ کا صوبہ دار مقرر کر دیا۔ مرتے دم تک اسی عہدہ پر مامور رہا۔ جب نادر شاہ نے ہندوستان پر چڑھائی کی بہ حسب الطلب محمد شاہ جہان آباد میں پہنچا اور نمک حرامی کے پودے

کے مثل برپا کئے گئے ہین۔
تمام افغانان قندھار اس جنگ کے حیلہ سے خزانہ لینا چاہتے ہین" جب یوسف خان کا بیٹا امداد سے مایوس ہوکر مجبوراً قندھار واپس گیا۔
جملہ حالات مایوسی باپ سے بیان کرکے راے دی کہ محمد شاہ کی طرف سے مدد اور کمک کی مطلق امید نہین ہے۔ اب مصلحت وقت یہی ہے کہ لڑائی اور جنگ آزمائی محض بے سود ہے بلکہ نادر سے صلح و دوستی کرکے قندھار حوالہ کر دیجئے۔ ورنہ بربادی کے سوا بہبودی نظر نہین آتی یوسف خان نے سخت مجبوری کے عالم مین اٹھارہ مہینے کے بعد صلح کی غرض سے نادر شاہ کی خدمت مین عرضی بھیجی۔ شاہ مذکور نے اپنے دو ملازمان کارگزار کو عرضی لانے والون کے ہمراہ کیا۔ اور یوسف خان کو پیغام بھیجا کہ جو مشاہرہ محمد شاہ باد شاہ ہندوستان کی طرف سے تم پاتے تھے ہماری طرف سے دو چند عنایت کی جائے گی۔ سوال و جواب اور قول و قسم کے بعد یوسف خان سیدھا لشکر نادری مین چلا آیا۔ شاہ موصوف نے شمشیر و خلعت عطا فرمایا اور ارشاد ہوا کہ این جانب کی طرف سے قلعہ قندھار پر تھانہ قائم کئے جائین اس طرح سے قندھار پر قبضہ ہوگیا اور خان مذکور نے حسب الحکم اپنے تمام قبائل کو نادر آباد مین بھیجدیا اور خود بارہ ہزاری منصب سے نادر شاہ کے ہمرکاب رہا۔
اُس وقت خونخوار نادر نے بیرونی حملون اور دشمنون سے مطمئن ہوکر ہندوستان پر حملہ کرنے کا عزم بالجزم کیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴) ثبوت دے کر راہی ملک عدم ہوا جس قدر شجاعت اور ہمت مین رستم زمان حاتم دوران تھا۔ اسی قدر نمک حرامی اور حق فراموشی مین نادر ایران سے کسی طرح کم بھی نہ تھا۔ انھین دونون نمک حرامون کی تحریک سے نادر ہندوستان مین آیا اور کامیاب ہوا۔

محمد شاہ بادشاہ ہندوستان

اور

اُنکے طرز حکومت کے ساز و سامان

اورنگ زیب کے پر پوتے محمد شاہ بن جہان شاہ بن بہادر شاہ بن عالمگیر ثانی نے سرزمین افغانستان کے شہر غزنین مین ٢٦ ربیع الاول سنہ ١١١٤ ہجری کو رحم مادر سے گہوارۂ زمین پر قدم ناز رکھا اور عالم شہزادگی مین روشن اختر کے نام سے نامزد رہا۔ جب اُس کے باپ رفیع الدولہ المعروف بہ جہان شاہ نے اس دار فانی سے عالم جاودانی کی راہ لی تو نواب سید[١٥] حسین علی خان اور نواب سید عبد اللہ خان قطب الملک نے روشن اختر کو محبس سے نکالکر ١٧ ماہ ذیقعدہ سنہ ١١٣١ ہجری کو ١٩ برس کی عمر مین تخت سلطنت پر بٹھایا اور محمد شاہ کے نام سے مشہور کیا محمد شاہ نہایت حسین و جمیل اور خوبرو و شکیل تھا لہذا ایک موزون طبع شاعر نے یون گہرفشانی کی ؎

روشن اختر بود روشن ماہ شد   یوسف از زندان بر آمد شاہ شد

محمد شاہ تخت خلافت پر جلوہ گر ہوا۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ دربار شاہی مین سادات بارہہ کا دور دورہ ہے نواب حسین علی خان اور عبد اللہ خان کا طوطی بول رہا ہے۔ فرمانروایان سلطنت ان سیدون کے ہاتھون مین ایک کٹھ پتلی سے زیادہ وقعت نہین رکھتے۔ جس کو چاہا تخت پر لا بٹھایا۔ اور جس کو چاہا تخت سے اُتار کر خاک و خون مین ملا دیا۔

محمد شاہ کے تخت پر بیٹھتے ہی نواب حسین علی خان بادشاہ کو ساتھ لیکر

---

١٥ نواب سید حسین علی خان سادات بارہہ اور سید میان کے نام سے مشہور تھا آخر عالمگیر مین منصب اور خطاب خانی سے سرفراز ہوا۔ فرخ سیر کے عہد سلطنت مین میر بخشی کے عہدہ پر پہونچا اور امیر الامرا کے لقب سے ملقب ہوا آخرکار محمد شاہ دوران حکمرانی مین اپنی گمراہی کی وجہ سے قتل کیا گیا۔

نظام الملک پرجین نے نواب مذکور کی فوج کو اطراف مالوہ مین قتل وغارت
اور تباہ و برباد کر دیا تھا چڑھ دوڑا۔ بادشاہ نے پہلے نو کوس جریدہ چلکر مقام
لیا اور اثنائے راہ مین ایک دربار منعقد کر کے تھوڑی دیر تک صدر آرائے
انجمن رہا بعدہ وہان سے اٹھکر اپنے خیمہ محلی مین داخل ہوا۔ محمد شاہ اس بات
کو بخوبی سمجھ چکا تھا کہ جب تک ان منہ زور سیدون کا وجود عالم امکان سے
مفقود نہو گا تب تک ہماری سلطنت اور اقتدار کا قیام امکان سے باہر ہے
لہذا اسی روز ماہ ذی الحجہ سنہ ۲ جلوس محمد شاہی کو خفیہ سازش بادشاہی
سے میر حیدر خان نے حیلتاً محمد امین خان بہادر کی شکایت ظلم مین ایک
عرضی لکھی اور نواب حسین علی خان کی خدمت مین پیش کی۔ ادھر نواب
غافل ہو کر عرضی پڑھنے مین مشغول ہوا۔ ادھر میر حیدر خان نے کارد خون
آشام سے اس کا کام تمام کر دیا۔ اور خود بھی اپنی جان بچا نہ سکا بلکہ اسی موقع
پر نواب متوفی کے ملازمون نے اسکو قتل کر ڈالا۔

جسوقت عبد اللہ خان قطب الملک نے اپنے بھائی کا ایسا واقعہ سنا اسکی آنکھوں مین
زمانہ تیرہ و تار ہو گیا۔ اپنا قوت بازو نہ رہنے سے اپنے بھائی کے خون کے انتقام پر
بازو کھولکر مارنے اور مرنے پر تیار ہو گیا اور سہارے کی غرض سے رفیع الشان کے
تیسرے بیٹے سلطان محمد ابراہیم کو محبس سے لا کر تخت شاہی پر بٹھا دیا قریب پچاس ہزار
فوج کی جمعیت بہم پہونچا کر محمد امین خان[ف۱] اور خان دوران وغیرہ سرداران پر دھاوا کیا ۱۳ محرم سنہ ۳
جلوس محمد شاہی کو شیر گڈھ کے قریب جو متھرا سے ۱۲ کوس کے فاصلہ پر واقع ہے امرائے محمد شاہی سے
مقابلہ و مجادلہ ہوا۔ تقدیر کی بات یون ہونے والی تھی کہ نواب عبد اللہ خان اسیر اور محمد امین خان

ف۱ محمد امین خان چین بہادر ولد میر بہاؤ الدین برادر عابد خان عالم شیخ ۱۸ جلوس عالمگیری ماوراء النہر
سے ہندوستان مین آیا چند روز کے بعد منصب دو ہزاری اور خطاب خانی سے سرفراز ہوا ۳۲ سنہ
عالمگیری مین عہدہ صدارت کل پر سرفرازی پائی اور اکثر مہمات ملکی مین کامیاب ہوا ۳۸ سنہ مین سہ ہزاری
دیا گیا اور ۴۹ سنہ مین چار ہزاری منصب پر پہونچا اور ۵۰ سنہ کو عالمگیر نے از راہ قدردانی سے چین بہادر
کا خطاب عنایت کیا اور عہد دولت محمد شاہی مین حسین علی خان کے مار ڈالنے پر وزیر اعظم ہو گیا
اور ہفت ہزاری منصب پایا ڈیڑھ مہینے تک عہدہ وزارت کو سر انجام دیکر انتقال کیا۔

...دپیر ہوا بادشاہ نے سلطان ابراہیم کو بے قصور سمجھکر چار خدمتگاروں کی ہمراہی
میں اسکی ماں کے پاس سلیم گڈھ کے قلعہ میں بھجوا دیا۔ عبداللہ خان جس وقت
گرفتار کرکے بادشاہ کے حضور میں لایا گیا تو بادشاہ نے کہا کہ او دغاباز دغاشعار
دیکھ یہ تو نے کیا کیا اس نے جواب دیا کہ میں نے یہ کیا کہ تم کو قیدخانہ سے
نکال کر تخت زرین پر بٹھا دیا اور تاج مرصع تمھارے سر پر رکھکر بادشاہ بنایا
تم نے اس کا یہ بدلا دیا کہ میرے بھائی کو مروا ڈالا۔ چونکہ میرے پاس فوج موجود
تھی میں نے اس سے اپنے بچاؤ کی کوشش کی مگر اس سے مجبور ہوں کہ فتح
تمھاری قسمت میں تھی۔ اب تمکو اختیار ہے تمھارا غصہ یا قاعدہ جس بات کی تمکو
ہدایت کرے۔ ویسا میرے ساتھ سلوک کرو۔ بادشاہ نے پھر پوچھا کہ فرخ سیر
نے تیرا کیا بگاڑا تھا جس کو تو نے بیگناہ قتل کیا۔ اس کا اس نے یوں جواب دیا
فرخ سیر میرے اور نیز میرے بھائی کے اختیارات دیکھ دیکھ کر رشک و
حسد سے جلتا تھا لہذا ہم نے اس کے قتل میں اپنا فائدہ دیکھکر اسکا کام تمام
کیا اگر اب بھی میں عقلمندی سے کام لیتا تو میری یہ حالت کبھی نہ ہوتی۔ سچ ہے جب
قسمت کسی کو بگاڑنا چاہتی ہے تو پہلے اسکی عقل کی آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں
فرخ سیر مرحوم کی والدہ نے خواہش ظاہر کی کہ عبداللہ خان میرے بیٹے کا
قاتل ہے لہذا مجکو دیدیا جائے۔ بادشاہ نے جواب میں کہلا بھیجا کہ ایک خون
کے معاوضہ میں دو خون ہونا چاہیے کیونکہ اسکا بھائی حسین علی خان اسی
خون کے قصاص میں مارا جا چکا ہے۔ آخر کار عبداللہ خان آصف الدولہ والے
محل میں زیر حراست رکھا گیا۔ ہزار روپیہ ماہانہ اسکا خرچ مقرر کیا گیا
تین خدمتگار عطا ہوئے اور ستر ادنی درجہ کے ملازم ان سب کا کھانا
بادشاہی مطبخ سے ملتا رہا۔ اور پانچ عورتیں بھی عنایت ہوئیں۔ ان سب کی
نگہبانی پر پہرہ تعینات کیا گیا۔
مگر عبداللہ خان بہت عرصہ تک زندہ نہ رہا۔ نظربندی کے صدمہ
سے بہت جلد راہی ملک عدم ہوا۔ مرنے والی رات کو ۵۴ عورتیں جن میں
انکو حرمین اور کچھ اسکی رشتہ دار تھیں ایک کوٹھری میں خود ہی جلکر مر گئیں

بس یہین سے سیدون کا زور ٹوٹ گیا اور اُن کا پھر کوئی اقتدار باقی نہ رہا۔

طرفۃ العینی جہان برہم زند — کس نمے آرزو کہ آنجا دم زند
اوست سلطان ہرچہ خواہد آن کند — عالمے را در دمے ویران کند

محمد امین خان چین بہادر نے ڈیڑھ مہینے وزارت کرکے ملک عدم کی راہ لی عہدۂ وزارت پر پھر جھگڑا پڑا۔ بادشاہ کی دلی خواہش تھی کہ یہ عہدہ امیر الامرا خان دوران بہادر کو عطا کیا جاے مگر مغلیہ تورانی اس راے سے متفق نہوئے اور شورش و پرخاش شروع کردی مجبوراً نائب وزیر حاجی عنایت اللہ خان کو مقرر کیا اور وزارت کی غرض سے نظام الملک کو حیدرآباد سے طلب فرمایا اُس نے وہان سے جواب مین لکھا کہ "مین ایک فقیر آدمی ہون مجھکو اتنے بڑے عہدے کی ضرورت نہین ہے۔ مین مالوہ کی صوبہ داری پر قانع اور بہت ہی خوش تھا۔ مگر مجھکو خواہ مخواہ سیدون نے ستایا۔ مجبور ہوکر مجھکو بھی ہتھیار اُٹھانا پڑا اُن کی کچھ پیش رفت نہ گئی اور مین اُن کی

حاجی عنایت اللہ خان کشمیری منصبدار اور جوہری بازار کا اشرف تھا۔ سنہ ۱۸ جلوس عالمگیری مین چار صدی منصب پر فایض ہوا اور سنہ ۲۵ مین ششصدی منصب اور خطاب خانی ملا اور رشید بدیع الزمان کے ایام رخصت مین دیوان خالصہ کا نائب رہا سنہ ۲۶ ہشت صدی منصب اور دیوانی تن اصالۃً و دیوانی صرف خاص کی خدمت بجا لایا۔ سنہ ۴۷ مین اسدخان کی نیابت مین کہ وہ دستخط کرنے مین سستی کرتا تھا خدمت خط کو انجام دیتا رہا سنہ ۲ مین منصب ہزاری حاصل کیا سنہ ۴ مین شاہزادہ بیدار بخت کا سرکار مین دیوان رہا سنہ ۴۲ مین باوجود دیوانی تن کے دیوانی خالصہ کو بھی انجام دیا۔ اور ہزار و پانصدی دو صد پنجاہ کا منصب پایا سنہ ۵ مین مزاجدانی کی غرض سے کٹہرہ کے اندر کھڑے ہونے کی اجازت ملی اور دیوانی و دیوانی خالصہ دونون عہدون کو ایک ساتھ خیر و خوبی کے ساتھ انجام دیا کہ شہرۂ آفاق ہوگیا۔ اور بہادرشاہ فرخ سیر اور محمد شاہ کے ایام سلطنت مین ناظم کشمیر اور سامان اور نائب وزیر مقرر ہوکر شش ہزاری منصب تک پہونچ گیا سنہ پنجم جلوس محمد شاہی مین فوت ہوا۔

دارو گیر سے بالکل مصئون و محفوظ تھا آخر میں اُنھوں نے آپ کو اغوا کرکے
اُبھارا ظالم کی عمر کوتاہ۔ اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جو کنواں میرے واسطے کھودا تھا
اس میں خود ہی گرفتار ہو گئے۔ لہذا اب بھی میں امید رکھتا ہون کہ اس معزز
عہدہ پر کسی لائق شخص کو مقرر فرما دیجئے اور مجھے معاف رکھیے۔

یہ لکھکر ٹال دیا اور نہ آیا۔ اور مرہٹوں کو چوتھ دیتا رہا۔ مگر جب مرہٹوں
کا زور بڑھ گیا اور نادر نے قندھار کا محاصرہ کیا۔ اور وزیر الممالک کی بےپروائی
اور عیش و عشرت کی وجہ سے سلطنت کی حالت روز بروز ابتر ہوتی جاتی تھی
اور سنبھلنے کے کوئی آثار نظر نہ آتے تھے تب بادشاہ نے اپنے خیال کو نظام الملک
کی طرف رجوع کیا کہ وہ ایک سن رسیدہ۔ تجربہ کار اور عالمگیر کے وقت
کا دیدہ شخص ہے غالباً اس کے آجانے سے انتظام سلطنت میں شائستگی
پیدا ہو جائے گی۔ یہ سوچ سمجھکر اس کے پاس پھر ایلچی روانہ کیا چنانچہ وہ
اپنے بڑے بیٹے غازی الدین کو دکھن میں چھوڑکر پایہ تخت دہلی میں چلا آیا۔
بادشاہ نے اُس کی بڑی عزت و توقیر کی اور قلمدان وزارت اس کے حوالہ
کرکے آصف جاہ والا مرتبت کا خطاب بخشا۔ مگر چونکہ خان دوران بخشی الملک
بادشاہ کے مزاج میں بہت دخیل تھا جو وہ کہدیتا بادشاہ سنتا اور اسکی ہر ایک
درخواست کو منظور کر لیتا بلکہ یوں سمجھنا چاہیئے کہ بادشاہ اسی کی ہدایت
کے موافق چلتا تھا۔ اور نظام الملک کی یہ خواہش تھی کہ انتظام سلطنت
اور طریقہ شریعت کو اورنگ زیب کے موافق رواج دینا چاہیئے تاکہ تمام
خرابیاں دفع ہو کر آئین جہانداری میں استقلال و استحکام پیدا ہو جائے
لیکن خان دوران کی وجہ سے اس کی اس قسم کی درخواست منظور نہوتی
بلکہ مضحکہ اُڑایا جاتا تھا۔

جب اُس نے بادشاہ سلامت کو ناقابل اور امرائے دولت کو عیش
اور نشاط میں شاغل پایا۔ اپنے تئیں ایسے مقام پر عضو معطل سمجھکر بادشاہ
سے عذر و معذرت کی اور اپنی قدیم جگہ ملک دکن کو چلا گیا۔

چونکہ جلا ہوا تھا یہاں پہونچکر ساہو راجہ سے ساز کرکے باجی راؤ مرہٹہ کو

ایک فوج جرار سے دہلی کی طرف روانہ کیا۔ باجی راؤ نے اپنا یہ مسلک اختیار کیا کہ جو شہر اور گانون اور قصبہ سامنے پڑگیا وہان کے لوگون کو لوٹا مارا۔ تباہ کردیا مالوہ کو لوٹا اُس کے گورنر کو قید کرلیا۔ اور تمام گرد و نواح کو تاخت و تاراج کرکے پھر دکن کی طرف پلٹ گیا۔ یہان امراے دولت کے کانون پر جون تک نہ رینگی دوسرے سال باجی راؤ مرہٹون کی ایک بھاری جماعت کو ساتھ لیکر چل کھڑا ہوا اور گجرات پر ٹوٹ پڑا۔ حالانکہ گجراتیون نے چوتھ دینے کا وعدہ بھی کرلیا تاہم بڑی سختی سے لوٹ مار شروع کردی اور سخت تکلیفین پہونچائین۔ وہان سے گھوم کر گوالیار کے اطراف و جوانب کو لوٹ مار کر تباہ و برباد کردیا۔ چونکہ یہ مقام پایہ تخت سے بہت قریب تھا لہذا قمرالدین خان وزیرالممالک جنھون نے نظام الملک کی معاودت کے بعد یہ عہدہ پایا تھا اور خان دوران بخشی الملک ان مرہٹون کی سرکوبی کی غرض سے بھیجے گئے۔ یہان پہونچ کر ان نالایقون نے اپنی پست ہمتی اور کم حوصلگی سے بجاے گوشمالی کے اُلٹے چوتھ دینا قبول کرلی اور صلح کرکے اپنے اپنے گھرون مین آکے بیٹھ رہے اب تو مرہٹون کا اور بھی زور بڑھ گیا آگرہ تک قتل و غارتگری شروع کردی اور دہلی کی طرف باگ موڑی کہ چلکر اپنی چوتھ وصول کرنا چاہیے۔ یہان سے پھر بھی دونون افسر خان دوران اور قمرالدین خان بھیجے گئے مگر ان کے پہونچنے سے قبل مرہٹے دریاے جمنا سے پار اُتر کر صوبہ اودھ کی طرف روانہ ہوچکے تھے سعادت خان صوبہ دار اودھ یہ وحشت اثر خبر پاتے ہی اُٹھ دوڑا اور مار کر بھگا دیا اُن کے دو افسر بھی گرفتار کرلیے اور پانچ ہزار

* اصلی نام خواجہ محمد فاضل ولد محمد امین خان سابق وزیر اعظم سنہ جلوس عالمگیری کو منصب اور خطاب خانی سے سرفراز ہوا۔ اور محمد شاہ کے زمانہ مین وزارت کل اور منصب ہزاری پر ترقی پائی آخر زمانہ مین جب احمد شاہ درانی نے ہندوستان پر چڑھائی کی اور اُدھر سے فوج روانہ ہوکر مقام سرہند مین پہونچی تو قمرالدین خان نماز صبح پڑھکر اپنے خیمہ مین مشغول وظیفہ و اوراد تھا کہ اچانک احمد شاہ کی طرف گولہ چلا وہ وزیرالممالک موصوف کی ران پر آپڑا اسی صدمہ مین جان بحق تسلیم ہوا۔

آدمی جاں سے مارے مرہٹے اپنی باقی ماندہ فوج سے فریدآباد میں جو دہلی سے
دس کوس پر واقع ہے جا پہونچے۔ خان دوران قمرالدین خان اور سعادت خان
نے ان کا تعاقب کیا۔ مگر وہ لوگ انکے پہونچنے سے ۴۸ گھنٹہ قبل مقام کالکا پر
جو دہلی سے قریب ہے جا پہنچے تھے۔ یہ مقام اہل ہنود کا معبد ہے یہاں
پوجا پاٹ کی غرض سے ہندوؤں کا ہجوم تھا لہذا بزرگی کے خیال سے
لوگوں کو جان سے تو نہیں مارا۔ مگر لوٹنے سے محفوظ بھی نہ چھوڑا۔ یہاں تھوڑی
سی بادشاہی فوج بھی جو دہلی میں تھی مرہٹوں نے ارادہ کیا کہ ان کو بھی مار کر لوٹ لو
مگر یہاں بادشاہ کو خبر مل چکی تھی فوراً امیر خان اور حسین خان کو فوج و توپخانہ
دیکر روانہ کیا۔ کئی گھنٹے لڑائی رہی حسین خان مارا گیا۔ اور امیر خان شکست
کھا کر بھاگا۔ حوصلہ مند مرہٹے داخل شہر دہلی ہوا ہی چاہتے تھے کہ قمرالدین خان
وزیر جو ان دونوں سرداروں سے آگے بڑھ گیا تھا ان مفروروں کی مدد کو پہونچا
اور مرہٹوں کو مار کر شکست دی۔ وزیر مذکور نے الہ وردی خان کی سرائے تک
جو دہلی سے سات کوس کا فاصلہ رکھتی ہے ان کا تعاقب کیا مگر چونکہ زیادہ منظور نہ تھا
لہذا خفیہ طور پر کچھ معاملہ طے کرکے دہلی کو پلٹ آیا اور مرہٹے دکن کو چلتے ہوئے
سعادت خان جس کو اپنی خدمت۔ لیاقت کارگذاری اور بہادری پر بڑا غرور
اور ناز ہو گیا تھا اس شرمناک صلح سے ناراض ہو کر بادشاہ کی خدمت میں بھی
حاضر نہ ہوا بلکہ اپنے صوبہ پر سیدھا واپس گیا۔ باقی دیگر امرا داخل شہر ہو کر
خدمت شاہ میں حاضر ہوئے۔ اب بادشاہ نے پھر غور کیا کہ جب تک نظام الملک
دکن سے ہماری خدمت میں حاضر نہ ہوگا تب تک یہ سرکش مرہٹے ہمارے ساتھ
نت نئے فساد برپا کرتے رہینگے چنانچہ اب کی دفعہ بادشاہ کے کہنے سے مہر پرور بیگم بادشاہ کی دادی
نے جو نظام کو بہت چاہتی تھیں اسکو خط لکھا اور اطمینان دلایا کہ اگر دیکھتے ہی
اس خط کے وہ فوراً چلا آئے گا تو سلطنت کے پورے پورے اختیارات اسکے
سپرد کر دیے جاوینگے۔

اس خط کے پہونچتے ہی وہ فوراً چل کھڑا ہوا۔ مگر یہاں اس دفعہ پہلے
سے بھی زیادہ اسکے ساتھ خراب برتاؤ کئے گئے امرائے دولت نے صرف بے وقعتی

ی سے اسکے ساتھ پیش نہ آتے بلکہ ہر موقع ہر بات پر اسکو ستایا اور ہنسایا کرتے
تھے۔ بالخصوص خاندوران اور اسکے اشاروں پر چلنے والے خوشامدی
مصاحبین جب وہ دربار میں سلام کی غرض سے حاضر ہوتا تو بیگ کے چڑھایا
کرتے تھے کہ "دیکھو دکھن کا بندر کیسے ناچتا ہے" اس تمسخر برتاؤ سے اسکو
سخت غصہ آیا اور اس نے اپنے دل میں ٹھان لیا کہ سلطنت کو بہت زیادہ
لرکے خان دوران اور اسکے ساتھیوں کو انکی شرارتوں کا مزہ چکھا دیا جائے
یہ منصوبہ دل میں سوچکر وزیر قمر الدین خان سے اپنے ارادہ کا اظہار کرکے خود
وزیر کو بھی اس خفیہ سازش میں شریک کرنا چاہا۔ ہر چند کہ دونوں باہم قرابت
رکھتے تھے۔ کیونکہ وزیر کی دختر نظام الملک کے فرزند کو اور نظام الملک
کی بیٹی وزیر کے بیٹے کو منسوب تھی مگر تاہم خیر اندیش قمر الدین خان باوجود
اس قرابت قریبہ کے اسی بیہودہ اور بیجا سازش میں شریک نہ ہوا بلکہ اپنے
طور پر اسکو بہت کچھ سمجھایا کہ آپس کی رنجش سے ہمکو ملک اور سلطنت کو تباہ
کرنا نہیں چاہیے جسکی بدولت تم نظام الملک اور ہم وزیر المالک کہلاتے ہیں
اور اسی سلطنت کے طفیل میں جاہ و حشم سے زندگی بسر کرتے ہیں۔
نظام الملک جب ادھر سے بالکل مایوس ہوا تب سعادت خان کو جس کے
پاس خود اپنی فوج کثیر موجود تھی اور وہ خود بھی بہت تجربہ کار افسر تھا اسکا
چونکہ مرہٹوں کے زک دینے سے اس کے بہت کچھ حوصلے بڑھ چکے تھے اور
اپنی ناموری کے زعم میں خان دوران وزیر المالک اور نیز بادشاہ سے
ناراض ہوکر اپنے صوبہ کو چلا گیا تھا۔ اس باغیانہ مشورہ میں شریک کر لیا اور وہ بھی شامل
ہوگیا جب سازشی کارروائی میں باہم معاہدہ ہوگیا تب یہ مصلحت ٹھہری کہ
نادر شاہ والی ایران کو جو اس زمانہ میں قندھار کا محاصرہ کئے ہوئے پڑا ہوا تھا ہندوستان پر چڑھا
بلاکر خاندوران اور بادشاہ کو اسکی قدر دانی اور تمسخر کا نتیجہ دکھا دینا چاہیے

محمد شاہ کی عیش پرستی

ادھر تو نظام الملک اور برہان الملک دونوں گھر کے بھیدی

ناعاقبت اندیشی سے سلطنت کو تہ و بالا کرنے پر بیڑا اُٹھائے اپنی گھات میں
بیٹھے ہوئے ہیں۔ اُدھر دربار کی بہار ہی نرالی ہے مہوشان خوجمال و خورشید رخان
پری تمثال کے جگمگھٹے ہیں جنکی سج دھج۔ ادا و بانکپن۔ رفتار گفتار۔ بھولی بھولی
صورتوں پیارے پیارے مکھڑوں کو دیکھکر انسان ہزار جان سے قربان ہو
ان ہیں رنگین شمع عیش پسند محمد شاہ بصد انداز زیبائی جلوہ فرما ہیں اور مزاج
میں کچھ ایسی رنگینیت پیدا کی کہ عالم میں محمد شاہ رنگیلے کے خطاب سے
ممتاز ہو رہے ہیں اس دربار کو اگر اندر کا اکھاڑہ اور محمد شاہ کو راجہ اندر کہیں
تو زیبا ہے۔ دنیا و مافیہا سے بے خبر تمام رات عیش و طرب میں جاگ کر صبح
فرماتے ہیں۔ طبلہ پر تھاپ پڑ رہی ہے سریلی بجود کرنے والی تانوں سے ایوان
شاہی گونج رہا ہے۔ نور بائی چندہ بائی وغیرہ پری جمال دلربایانہ انداز سے تھرک
تھرک کر بھاؤ بتا بتا کر چھا رہی ہیں سارے دربار میں محویت کا عالم ہے جسے دیکھئے
بادہ سرور میں مسرور اور نشہ عشرت میں چور ہے۔ صبح ہوئی آرامگاہ میں تشریف
لے گئے۔ اگر رات جاگتے کٹی تو دن سوتے۔ اب اگر بیدار بھی ہوئے تو وزرا
نے مینا بازار کا نقشہ جمایا۔ متاع گرانمایہ سے دکانوں کو سج سجا کر آراستہ کیا
جنکی خریداری کے لئے خود بادشاہ سلامت اور امراے دولت آکر موجود ہوگئے۔
گرمی کا موسم آیا خس خانوں کی تیاریاں شروع ہوگئیں۔ برف کی دیواریں
بننے لگیں۔ دوسرے روز گھل جانے پر پھر از سر نو طیار ہوگئیں۔ گلاب کیوڑہ وغیرہ
خوشبویات کے قرابہ پر قرابہ لنڈھا دیے۔ یہ خس خانہ ہے اور اس کے مکین
عیش پرست محمد شاہ۔ ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکے باد سحر کو مات کر رہے ہیں
آنکھوں پر چھپان پڑے جاتے ہیں۔ بن نیند کی نیند آئی جاتی ہے چنانچہ مشہور ہے
کہ نادر شاہ جب اس بادشاہی خس خانہ میں آیا ہے بے اختیار غلبۂ نیند سے
اونگھنے لگا گھبرا کر چونک پڑا اور کہنے لگا کہ "شیر ادرم حجلہ شما مرا از ایران بہ ہندوستان
آوردد" اس سے یہ مطلب کہ اگر آپ اسقدر آرام طلب نہ ہوتے تو میں ہندوستان
میں قدم نہ رکھ سکتا۔
گرمی کی رت بدلی۔ برسات آئی ہوا اور پر تکلف کوٹھیاں آراستہ ہوگئیں۔

گرداگرد چمن بندی ہو رہی ہے۔ خوشبودار پھول کھلے ہوئے ہیں جنکی بھینی بھینی
مست کرنے والی مہک سے تمام کوٹھیاں بسی ہوئی ہیں۔ اودی اودی پیلی کالی۔ بھوری
گھنگھور گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں۔ رم جھم مینہ برس رہا ہے رندان بادہ خوار ہیں۔ دور شراب
چل رہا ہے۔ ارباب طرب بھی ساز ملائے ہوئے موجود ہیں۔ ساون اور ملار کی تانیں بھی
دلوں میں بے اختیار سمائی جاتی ہیں۔

جاڑے آئے۔ سردی نے دلوں میں گرمجوشیاں پیدا کردیں۔ آتش خانے روشن ہوگئے
چلے کے جاڑے ہیں اور یہاں جامدانی اور ململ کے انگرکھوں سے پسینہ اوپر پھوٹ پھوٹ کر
نکل رہا ہے۔ موسم بہار کا آغاز ہے۔ ہولی کا تہوار منایا جا رہا ہے۔ وہ وہ سامان ہو رہے
ہیں۔ کہ شاید و باید۔ رنگوں سے حوض بھرے گئے۔ اُن میں عبیر کی جگہ مقیش کی سنہری
روپہلی افشاں کاٹ کر ڈالی گئی جسے چاہا اُسی حوض میں ڈھکیل دیا۔ اب جو نکلا
افشانی رنگ سے شرابور ہے۔ قمقموں کا مینہ الگ برس رہا ہے۔ پچکاریوں کے فوارے
دوسری طرف چھوٹ رہے ہیں اس پر مینہ نے جدا رنگ آمیزیاں پیدا کر رکھی ہیں۔
ہولی کی دلکش تانیں کلیجے کے پار ہوتی جاتی ہیں۔ اور رنگیلے شاہ جو عیش زندگی کے
مزے اڑاتے اور بزبان حال سے فرماتے ہیں ؎

اب تو آرام سے گذرتی ہے — عاقبت کی خبر خدا جانے

مشہور ہے کہ اس مزیدار حالت کی خبر نظام الملک کو پہونچی۔ وہ ایک پرانا
جہاندیدہ تجربہ کار سرد گرم ازمودہ عالمگیر ایسے مہذب۔ شایستہ متین بادشاہ کا دربار
اور اُس کا قرینہ دیکھے ہوئے اُسکو سخت ناگوار ہوا۔ تاب نہ آئی سوار ہوکر داخل دربار ہوا
کہ بادشاہ کو ایسی خلاف تہذیب باتوں سے موقع پاکر کچھ فہمایش کرے۔ یہاں
بادشاہ سلامت کی یہ کیفیت کہ نظام الملک آداب شاہی بجالاتا ہے وہ اُسکو
مخل صحبت سمجھکر دوسری طرف منھ پھیر لیتے ہیں جب وہ اُدھر مجرا عرض کرتا ہے آپ
اُدھر منھ کر لیتے ہیں۔ اسی ایرا پھیری میں کسی طرف اشارہ کردیا۔ پھر کیا دیر تھی
بیچارے معمر مہذب بڈھے پر قمقموں اور پچکاریوں کی بوچھار کردی گئی۔ الٹی آنتیں
گلے پڑیں۔ کہاں تو فہمایش کو گئے تھے اور کہاں خود ہی رنگ میں شرابور خجلت زدہ
دربار سے نکلے کسی دربانی سے درباری پوشاک لی اور ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے گھر سدھارے

اسکے بعد اُس نے سُنا کہ خود بادشاہ دربار میں فرماتے تھے کہ "دیکھا آج ہم نے کیسا دکھن کا شیر پچھاڑا ہے" اُس نے بھی در پردہ لوگوں سے کہا "کہ میں نظام الملک نہیں جو ایوان شاہی کے ہر ایک کنگورے پر شیر رنہ بچا سکے" چنانچہ اُسنے دنیا ہی کو دکھلا دیا۔

اسی موقع پر ایک دوسری روایت بھی زبان زد خلائق ہے جو دلچسپی کی غرض سے ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ جب محمد تقی الملک امیر خان نے (جو الہ آباد کا صوبہ دار بھی تھا) بادشاہ کی یہ حالت دیکھی تو ایک دن جلسہ دعوت ترتیب دے کر تمام افسران فوج کو مدعو کیا بعد فراغت دعوت حاضرین جلسہ کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی اور نیز تمام اپنے آباو اجداد کی شجاعت اور دلیری کی تعریف کی اور تمام اہل جلسہ سے تصدیق چاہی۔ سب نے ایک زبان ہو کر اسکی خاندانی جلادت و لیاقت تہور و شجاعت کا اعتراف کیا بعد صداقت اپنے خادم سے پوشاک کی کشتی طلب کی جو پیشتر سے خاص اسی موقع کے واسطے لگا رکھی تھی اور تمام مردانہ لباس اُتار کر زنانی پوشاک بدلی۔ ہاتھوں میں چوڑیاں پہنیں۔ اُسکے ساتھ ہی ساتھ اسکی کل ماتحت فوج نے زنانہ لباس زیب تن کر لیا۔ ہر چند بہتوں نے اس تغیر لباس کا سبب پوچھا مگر اُس نے بالکل سکوت سے کام لیا اور کوئی وجہ ظاہر نہ کی اُسی روز سے وہ امیر خان زنانہ مشہور ہو گیا۔ محمد شاہ نے سُنا بہت ہنسے اور حضور میں طلب فرمایا امیر خان ایک نفیس پشواز پہنے اور سر پر ایک دوپٹہ اوڑھے ہوا - اس ہیئت سے دربار میں حاضر ہوا اور "لونڈی صدقے جاوے تسلیمات عرض کرتی ہے" کہکر آداب شاہی بجالایا۔ بادشاہ نے متبسم ہو کر فرمایا "امیر خان یہ لونڈی پن کیسا" اُس نے بہ ادب عرض کیا "صدقے گئی۔ حضور کے زمانہ میں اب تو لونڈی بنکر ہی اوقات بسر ہوتی ہے" اس پر بادشاہ نے قہقہہ لگایا اور رخصت کیا۔ جب نادر کے مقابلہ میں محمد شاہ کشمکش میں پڑا تمام سرداران فوج بغلیں جھانکنے لگے اس وقت امیر خان نے اپنی ہیئت کذائی سے حاضر ہو کر عرض کیا "اے ظل سبحانی پناہ یہ لونڈی اسی دن کے واسطے جوگن بنی تھی۔ اجازت ہو کہ معرکہ کارزار میں حضور پر نثار ہو جاؤں"۔ بادشاہ نے ایک نگاہ یاس سے امیر خان اور اسکی اس فوج کو جو زنانہ لباس میں تھی دیکھا اور پھر حسرتناک لہجہ

مین فرمایا کہ "امیر خان تم اس شکل و صورت مین کیا کر سکتے ہو" مگر اُسنے بہت سماجت
زبردستی اجازت حاصل کر کے معرکہ کارزار کی راہ لی۔ آگے آگے امیر خان کی
فنس اور پیچھے پیچھے اُسکی تمام فوج ڈولیون پر سوار نادر سمجھا کہ بادشاہ نے عاجز آکر
بادشاہ بیگم کو صلح کی غرض سے بھیجا ہو لہذا آن آنے والون کا مزاحم نہوا جس وقت یہ
زنانی فوج قلعہ لشکر مین پہونچی فوراً امیر خان فنس سے ایک جھپاٹے کے ساتھ
"الہی جان کی خیر" کہکر نکل پڑا ساتھ ہی اُسکی تمام فوج تلوار پکڑ کر ڈولیون سے
نکل نکل کے سیدھی ہوگئی۔ اور "مار سوارون کو۔ مار ظالمون کو۔ مار سونٹی کاٹون کو"
کہہ کہہ کر اب جو وار پر وار کرنا شروع کر دیئے غنیم کو دم لینے کی فرصت نہ دی
آدھے سے زیادہ کو مار کر گرا دیا۔ اور لطف یہ کہ اخیر تک اپنی وضع کا پاس رکھا۔
ہر وار پر "اوئی اللہ۔ نوج۔ دور پار" کی پیہم صدا بلند تھی۔ کہتے ہین کہ یہ زنانے
خود بھی کام آئے مگر ایسے جی توڑ کر لڑے کہ سبھون پر اپنی جرأت اور مردانگی
کا سکہ بٹھایا۔ نادر نے گھبرا کر نظام الملک کو لکھا کہ تم نے ہمکو بہت بڑا دھوکا دیا۔
جب تمہارے یہان کے زنانون نے ایسے کارنامے دکھلائے تو مردان دلاور کیا
کچھ نہ کر دکھائینگے۔ نظام الملک نے جواب دیا کہ آپ کیا چاہتے ہین کہ آپ کی
فوج کی نکسیر بھی نہ پھوٹے اور سلطنت چلو بنکر حلق سے اُتر جائے۔ آپ اطمینان
رکھیئے اب کوئی خرخشا باقی نہین رہا ہے صرف امیر خان ہی ایسا جانباز تھا جو
اسی دن کے واسطے زنانہ بنا تھا اب کسی مین اتنی تاب و توان نہین ہے جو
حرف مقابلہ زبان تک لائے۔

گو یہ واقعہ تاریخ مین درج نہین ہے مگر غافل بادشاہون کے واسطے سخت
عبرت دلانے والا ہے کہ بہادران جنگی کو اپنے فرمانروا کی غفلتون پر کسقدر کلفت اُٹھانی
پڑتی ہے جب بہادری کے جوہر دکھانے کا موقع نہین ملتا تو سوا اسکے کہ زنانہ
بن جائین اور کیا ہو سکتا ہے۔ پس ایسی غفلتون پر ہزار افسوس ہے۔ مختصر یہ کہ
سنہ جلوس محمد شاہی سے ۱۴ برس تک بادشاہ نے اسی عیش و عشرت مین بسر کی
اکثر صوبے بگڑ کر خود مختار ہوگئے۔ ملک مین بدنظمیان پھیل گئین۔ مرہٹون نے
بڑھ بڑھ کر ہاتھ مارنا شروع کیے اور اسقدر زور پکڑا کہ بجائے جزیہ دینے کے سلطنت

سے چھ لینا شروع کر دی۔ تمام کاروبار ملکی خان دوران میر بخشی اور دیگر امراء با اختیار کے ہاتھ میں رہا جب انتظام سلطنت میں اس درجہ خرابیاں پیدا ہوگئیں تو منتظم حقیقی کو ضرورت پڑی کہ نظام ہندوستان میں تھوڑا سا انقلاب پیدا کرکے خود بادشاہ اور نیز وابستگان دولت کو اس دائمی نشۂ عیش کے بدلے کچھ خمار غم کے مزے چکھاوے۔ سچ ہے خدا کسی کو نہیں بگاڑتا جب تک خود اسکی عادتیں نہیں بگڑتیں۔ اب وہ وقت آہی گیا کہ مصرع مردے از غیب برون آید و کارے بکند چنانچہ عذاب الٰہی اور قہر عالم پناہی نادر کی صورت بنکر نازل ہوا۔ ایسے خواب خرگوش کی حالت میں ایک تھوڑی سی جرأت۔ بسالت۔ استقلال کا آدمی بھی آسانی سے کامیاب ہو سکتا تھا۔ نہ کہ نادر سا جرار۔ جفاکش مستعد بادشاہ۔ اور مشیت ایزدی بھی یونہیں تھی کہ ایسے شخص کے ہاتھ سے ان بادقاران سلطنت کا سر نیچا کرنا چاہیے کہ جسکے جواب نامہ میں مہینوں ہی گفتگو زیر بحث رہی تھی کہ نادر کو القاب کیا لکھنا چاہیے۔ کیونکہ وہ خاندانی بادشاہ نہیں۔ اسی وجہ سے یہاں مدتوں نادر کا ایلچی مارا مارا پھرتا۔ اور کچھ سماعت نہوتی تھی۔ افسوس اُس تغافل اور عیش پرستی کا یہ نتیجہ ہے کہ آج اسی کے ہاتھوں خاندان تیموریہ کی خانہ خرابی ہونے والی اور اُسکے جاہ وجلال میں تفرقہ پڑنے والا ہے۔

نادرشاہ کی ہندوستان پر چڑھائی

جسوقت نادرشاہ قلعہ قندھار کا محاصرہ کئے ہوئے پڑا تھا اُس زمانہ میں سعادتخان برہان الملک اور قمر الدین خان نظام الملک دونوں نے دربار سے مخالف ہو کر خفیہ طور پر اُسکو خطوط روانہ کئے۔ کہ اسوقت محمد شاہ کاروبار سلطنت سے بالکل غافل ہے اگر ایسے وقت میں آپ ہندوستان کا قصد کرینگے تو بہت آسانی سے یہ ملک فتح ہو جائیگا۔" نادر نے جواب بھیجا کہ ہمارا آنا دشوار ہی نہیں بلکہ سخت محال ہے کیونکہ دریا ہمارے سدراہ ہونگے۔ علاوہ اسکے افغانوں اور نیز ہندوستان کے دوسرے جنگ آزماؤں کا مقابلہ کوئی آسان امر نہیں ہے۔ ناصر خان صوبہ دار کابل اور زکریا خان حاکم لاہور بھی ضرور ہی مقابلہ کرینگے۔ اگر خوش قسمتی سے یہ سب اہم مراحل بھی طے ہوگئے تب بھی افواج شاہی کے مقابلہ پر کامیابی منحصر ہے

ت ہی سخت اور دشوار کام ہے"

بعد ان دونون سازش کے پتلون نے لکھکر اطمینان دلایا کہ "آپ کسی امر کا
ی نہ کیجئے جسوقت آپ دریاے اٹک سے عبور کرینگے اسوقت آپکو ہماری کارگذاریون
اندازہ ہوجائے گا۔ تمام راستے ان کانٹون سے صاف ہوچکے ہونگے وہ حکمت عملی
پھیلایا جائیگا کہ جتنے سر اٹھانے والے ہین سب اسی جال مین پھنسے ہونگے اور
آسانی کے ساتھ آپ کی تمام مشکلین حل ہوجائینگی۔

نادرشاہ کو جب سب طرح سے طمانیت اور دلجمعی حاصل ہوگئی تو ایک لاکھ
ہزار سوار قزلباش۔ گرجستانی۔ ترک۔ خراسانی اور بلخی وغیرہ کو لوٹ اور
دولت کی طمع اور امیدین دلاکر ہندوستان کی طرف کوچ کیا۔

ادھر نظام الملک اور برھان الملک نے شیراز خان قلعہ دار کابل اور
ناصر خان صوبہ دار کابل اور زکریا خان حاکم لاہور کو بدین مضمون خط لکھ لکھ کر
بھیجے کہ چونکہ نادرشاہ بادشاہ ایران کو ہندوستان کی ابتر حالت کی
پوری اطلاع ہوچکی ہے۔ اور تم لوگون کو یہان سے مدد اور کمک کی
امید نہین ہے۔ لہذا ایسی حالت مین نادر سے جنگ کرنا گویا اپنے اوپر
آفت مصیبت کا لانا ہے پس تم لوگ مصلحت وقت سے کام لینا۔ اور اس
کشمکش کے بدلے اطاعت اور فرمانبرداری سے پیش آنا کیونکہ جس
واسطے تم اپنی جان خطرہ مین پھنساؤ گے اُس کو دیکھو تمھارے بادشاہ کو
تمھاری کارگذاریون جان فشانیون اور عرق ریزیون کی کچھ پروا ہے
نہ کسی قسم کی مدد اور نہ جان کھپانے کا کچھ صلہ ملسکتا ہے بے سود کام سے
بہتر مناسب یہی ہے کہ نادر کی اطاعت قبول کرکے قلعہ حوالہ کر دینا۔

لیکن مگر تاہم جس وقت نادر قندھار سے کوچ کرکے درہ غوربند تک پہنچا
ناصر خان صوبہ دار کابل نے نہایت مستعدی کے ساتھ سر انجام جنگ ترتیب
دیا قریب پندرہ ہزار کے فوج جمع کرلی۔ اور مقابلہ کے واسطے
آمادہ ہو بیٹھا۔ اور محمد شاہ کے حضور مین عرضی بھیجی کہ "نادر کابل لینے کی
غرض سے سر پر پہونچ گیا ہے اور مردمان تعینہ کابل سات برس کا زمانہ

گذرتا ہے کہ تنخواہ نہین پاتے - خان بہادر زکریا خان صوبہ دار لاہور جاگیر
محال کی بابت ایک حبہ نہین دیتا - اس وجہ سے غلام کو خرچ کی تنگی
افواج متعینہ کابل کی پریشانی کمال درجہ کو پہونچ گئی ہے - لہذا غلام امیدوار ہے
کہ بالفعل دو برس کی تنخواہ افواج مذکورہ بالا کے واسطے بندگان
مرحمت فرمایئن یا خان بہادر صوبہ دار لاہور کے نام حکم جہان مطاع ہو
کہ جاگیر غلام کا روپیہ دیدے تاکہ تنگی اخراجات سے مطمئن ہوکر غنیم
کیا جائے" یہان سے وہی معمولی سکوت کے سوا کچھ جواب نہ ملا اسیر بھی جنگ
کرکے ناصر خان چھ ہفتہ تک نادر کے مقابلہ پر صف آرا رہا آخر کار
سے عاجز آکر پسپا ہوا - شیراز خان قلعہ دار کابل مع اپنے بیٹے کے
خزانہ وجواہرات بیش بہا اور ہتھیار نادر کے ہتھے لگے - اور کابل پر قبضہ
ناصر خان نے بھاگ کر پشاور[۵] مین دم لیا - اور پھر فوج فراہم کرکے
مورچہ بندی کی - نادر نے کابل پر قابض ہوکر محمد شاہ کو نامہ بھیجا

مضمون نامہ | ضمیر منیر حضور پر واضح ہو کہ میرا کابل مین آنا اور
قبضہ کرلینا صرف اسلامی جوش اور آپ کی محبت کا باعث ہے - -
میرے گمان اور وہم مین بھی نہ گذرا تھا کہ دکھن کے کمبخت کافر[۶] سلطنت
سے خراج لینے چوتھ کے خواستگار ہونگے - مین دریاے اٹک کے اس پار
صرف اس منشا سے ٹھہرا ہون کہ یہ کافر اگر ہندوستان کی طرف بڑھیں
قزلباشان جنگی کی ایک فوج ظفر موج یہان سے بھیج دیجاے کہ
قتل کرکے قعر جہنم کو پہونچادین - تمام تواریخین ایسے واقعات سے پر ہین
ہمارے یہان کے بادشاہون اور آپکے آباواجداد مین اتحاد دوستی اور
یک جہتی کا صاف اظہار ہوتا ہے - علی مرتضیٰ[ؑ] کی قسم کہ سواے آپکی
محبت اور مذہبی جوش کے میرا کبھی کوئی اور خیال نہ تھا اور نہ ا
اگر آپ کو کسی قسم کا شبہہ ہو تو مین نہین کہہ سکتا - مین ہمیشہ سے

[۵] پشاور دہلی سے ۲۰۲ کوس لاہور سے ۷۵ کوس - اٹک سے ۲۵ کوس
[۶] مرہٹون سے مراد ہے -

ندان تیموریہ کا دوست تھا اور ہون اور رہونگا۔
راجہ جے سنگھ اور خان دوران مین بہت کچھ موافقت اور دوستی تھی۔
ن دوران کو اُن تمام واقعات کی اطلاع دیگر سازشون کا پوست کندہ حال
امرایان متعینہ سے بہت ہوشیار رہنا یہ سب آپسمین ملے ہوے ہین اور
ن سے کسی نہ کسی فساد کا منصوبہ گانٹھ رہے ہین ناصرخان اور شیرازخان
رسے مدملتی رہی ہے۔ اس لئے حق وفاداری مین شیرازخان نے ہی
ن کردی اور دوسرا ناصرخان لڑائیون سے تنگ اور خوف جان سے
اور کو چلا آیا ہے اگر زکریا خان حاکم لاہور نے نادر کا مقابلہ کیا تو اس صورت
ے مقابلہ مین اُلجھا رہیگا اور شاہی فوج کو آگے بڑھ آنے کا بہت کچھ
یگا۔ اور ہم تمام راجپوت بادشاہ کی مدد کے واسطے ہر وقت طیار ہین
ن نے بادشاہ کو ان معاملات کی اطلاع دی بعد تجویز جنگ دہلی سے
ہین پیش خیمہ روانہ کیا گیا۔ خان دوران اور اس کے متعلقین کوچ
اور انتظام الملک جلدی کرتا تھا۔

ہا اسی نیت ولعل مین نادر کابل لیکر پیشاور تک پہونچ گیا یہان
یکر پہاڑی قومون نے سات ہفتہ تک اپنے مقابلہ مین روک رکھا
س کیا جب نادر نے دیکھا کہ بغیر سخت خونریزی کے ان درون اور
جبور کرنا دشوار ہے اور افغان پہاڑی کی چوٹیون پر ہو رہے جا بیٹھے ہین
رکار گر نہین ہوتا تو مجبور گروہیہ دیگر اُن کی تالیف قلوب کی اور اپنی
ن چھوڑکر صرف دس ہزار چیدہ اور منتخب جوانان قزلباش کو ہمراہ
دن مین پیشاور پہونچ گیا۔
ن سات ہزار سوارون کی جماعت سے خیمہ ڈالے ہوئے شہر سے باہر
ہوا تھا۔ اور ہنوز اُسکے گمان مین بھی نہ تھا کہ نادر اتنی جلدی
نادر کے اس اچانک آپڑنے سے ناصرخان گھبرا اُٹھا اور اُس کے تمام
ر بھاگ کھڑے ہوئے۔ سوائے اُس تھوڑی سی شاہی فوج کے کوئی
تھا۔ چنانچہ نہایت مردانگی سے مقابلہ کیا اور دس روز کابل کے مورچہ

کو سنبھالا۔ آخرکار شکست کھا کر قلعہ اٹک میں پناہ لی۔

اٹک میں پہونچ کر ناصرخاں کو قید کرلیا

نادر نے پشاور پر قبضہ کر کے پشاور اور جلال آباد
وسط میں اپنے خیمے نصب کئے۔ اب عبور دریائی اٹک
لیکن اس وجہ سے کہ تمام کشتیاں تو جدار اٹک کے قبضہ میں تھیں کسی طرح
نہ کرسکا۔ ڈیڑھ مہینے تک اسی فکر میں غوطہ زن رہا مگر نہ تو راہ پایاب ملی
اور نہ کشتیاں ہی بہم پہونچیں۔ اسی اثنا میں قوم بنگش سے بہادر خاں
نے آکر خدمت شاہ میں عرض کی کہ "اگر غلام پر اتنی نوازش کیجے کہ ملک غلام
تاخت و تاراج سے محفوظ رہے تو بندہ ذمہ لیتا ہے کہ حضور والا کا تمام لشکر
اور خرگاہ بآسانی اس پار پہونچ جائیگا" نادر شاہ نے فرط عنایت سے اسکو خلعت
فرماکر پروانہ معافی ملک اس کے نام لکھدیا۔ اس کے بعد خان مذکور نے
پایاب دریا بتادی کہ تمام لشکر اس پار اتر آیا۔ نادر شاہ نے تھوڑی سی جنگ کے
اٹک پر قبضہ کر کے ناصر خان کو قید کرلیا۔

رہتاس گڈھ کا قلعہ لے لیا

آگے بڑھکر رہتاس گڈھ کے قریب پڑاؤ ڈالا۔ یہاں
نے ایک مہینے تک توپ۔ رہکلہ اور جزائر سے نادر کی خوب
ایک ادنی قلعہ دار بیچارہ میں کیا تاب و توان تھی اور اتنی قدرت کہاں سے لا
ان جنگجو مردان کاری کے مقابلہ میں ثابت قدم رہتا۔ دوسرے کسی طرف
مدد کا مطلق سہارا نہ تھا مجبوراً صلح کی درخواست کی اور تمام رعایائے رہتاس
کو امان دلاکر قلعہ حوالہ کردیا۔

وزیرآباد میں قتل عام

نادر شاہ قلعہ رہتاس گڈھ پر قبضہ کرتا ہوا وزیرآباد
پہونچ گیا۔ زکریا خان حاکم لاہور نے افواج نادری کے پہونچنے سے پیشتر ہی
اور توپخانہ بھیجکر دھس بندی اور مورچہ وغیرہ کے کاموں سے مضبوطی کر کے
حاصل کرلیا تھا۔ حاکم وزیرآباد ایک مہینے تک اپنے حوصلہ اور جرأت
موافق لڑتا رہا۔ آخرکار فوج نادر نے دھاوا کر کے وزیرآباد پر اپنا نشان گا
سنت میں بیچاری مظلوم رعایا کا حکم نادری سے قتل عام ہوا۔

لاہور کو زیر تحت و تصرف میں لایا

اسکے تھوڑے عرصہ کے بعد نادر نے شاہ گنج

لاہور سے قریب اور دریاے راوی کے اُس پار ہی اپنے مورچہ قائم کئے۔ ذکریا خان صوبہ دار لاہور نے قلعہ سے نکلکر دریاے راوی کے کنارے اپنے پڑاو ڈالکر دریا کی کشتیان اپنے قبضہ مین کرلین۔ نادرشاہ ڈیڑھ مہینے تک عبور کرنے کی ادھیڑبن مین رہا۔ مگر کامیاب نہوا۔ ایک روز ایک زمیندار نے شاہ کے پاس آکر پایاب دریا کا سراغ بتایا۔ چنانچہ اسی پتہ پر نادر اپنی فوج سمیت اُس پار اُترآیا ذکریا خان مقابلہ کو طیار ہوا۔ ایک ہفتہ تک توپ۔ رہکلہ۔ جزائر سے مہمان نوازی کی۔ مگر جب اپنے مین لڑائی کی جرأت اور حوصلہ نہ پایا تو مایوس ہوکر مولوی عبد السلام کے ذریعے سے پیغام صلح بھیجا۔ نادرشاہ نے مولوی صاحب موصوف کو خلعت عطا کیا اور کہلا بھیجا کہ وہ اگر خان بہادر ہم سے مقابلہ نہ کریگا اور ہمارا مطیع و فرمانبردار رہیگا تو ہماری سرکار سے اُسکے حق مین بہت کچھ سرفرازی کی جائیگی"۔ مولوی عبد السلام دو مغل ملازمین نادرشاہ کو ساتھ لیکر ذکریا خان کے پاس آئے۔ اور تمام کیفیت صلح کو بیان کردیا۔ ذکریا خان نے دوبارہ میر مومن اور جانی خان کو ان مغلون کے ہمراہ کرکے معافی تقصیرات اور امان شہر کا قول و اقرار چاہا۔ نادر نے اُن کے جرائم کو معاف کیا اور اہل شہر کو پناہ دی۔

ذکریا خان اپنے دو لڑکون اور یحیٰی اور مرزا پہلدری کو ساتھ لیکر نادر کے کیمپ مین داخل ہوا نادر نے فرط عنایت سے اُسکے دونون بیٹون کو خلعت و شمشیر عطا کرکے فرزند خان کا خطاب بخشا اور شالامار باغ لاہور مین ایک مہینہ قیام کیا بعدہ مرزا پہلوری اور خان بہادر کے لڑکے کو شاہ نواز خان کا خطاب دیا۔ اور اپنے ساتھ لیکر شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔

افسوس صد ہزار افسوس محمد شاہ کی غفلتون کی کوئی حد نہتھی نادرشاہ جابجا اٹکتا بھٹکتا لڑتا بھڑتا مہینون سے ہندوستان مین ہر ایک جگہ پر قبضہ کرتا ہوا چلا آتا ہے۔ اور یہان عیش پرستی کا یہ عالم ہو کہ کانون پر جون تک نہین رینگتی نادر ایسے زبردست خونخوار دشمن کا سامنا ہے جو اپنے گھر مین گھستا درآتا چلا آتا ہے۔ اور آپ کو عیش و نشا سے فرصت نہین۔ ہائے کیا غضب ہے کیسے غفلتون کے پردے پڑے ہوئے ہیں ذرا بھی آنکھ کھولکر نہین دیکھتے کہ کیا ہو رہا ہے۔ اور کیا ہونے والا ہے

اب جاگے بھی تو اسوقت جب بقول شخصے سر پر گولہ چھٹا۔ آنکھ کھلی تو طوفان بلا کے تلاطم میں پڑے ہوئے تھپیڑے کھا رہے ہیں۔ لاکھ لاکھ ہاتھ پیر مارتے ہیں۔ مگر بے سود۔ پانی سر سے سوا نیزہ گزر گیا۔ ایسے ڈوبے کہیں ابھرتے ہیں۔ اجی لاحول ولاقوۃ۔ ایک ہماری سرکار دولت مدار انگلشیہ کے انتظام سلطنت ہیں کہ شاید و باید سبحان اللہ وبحمدہ۔ افغانستان کے اس طرف جہاں نہ اپنے سے واسطہ ہے اور نہ کچھ مطلب۔ اس پر بھی اگر روسیہ کو ایک قدم آگے بڑھتے دیکھتی ہے وہیں روک تھام کرتی۔ للکار بٹھلا رہتی۔ نامہ و پیام کی ڈاک لگادیتی ہے۔ کمیشن مقرر ہو رہے ہیں۔ تار برقی اور کاغذی گھوڑے الاگ (یعنی خطوط) دوڑ رہے ہیں۔ کہ دیکھئے دیکھئے بھائی صاحب ذرا سنبھلے ہوئے۔ ادھر رخ کیا۔ کس طرف توجہ مبذول فرمائی یہ داؤں گھات اچھی نہیں۔ ہم ان چالوں اور ایسے ہتکھنڈوں سے خوب واقف ہیں۔ خبردار اب جو ایک قدم بھی آگے بڑھے۔ اپنے حدود قائم کیجیے زمین ناپ لیجیے۔ کیوں نہو عاقبت اندیشی اور انتظام جہانبانی کے یہی معنی ہیں کہ دشمن کی چالوں سے ہمیشہ بچتا اور اسکی ہوا کے رخ کو پہچانتا رہے یہ نہیں کہ دشمن چھاتی پر سوار گلا گھونٹنے کو موجود ہے۔ اور مبارکگان عالی حضور پر نور خواب ناز میں استراحت فرما رہے ہیں۔ خبردار کوئی بیدار نہ کرے آرام میں فرق آتا ہے۔ اگر جاگے بھی تو مینا بازار کی زہرہ جبینوں کے منتری بنکر خود بکے جاتے ہیں۔ یا دکھن کا بندر نچا رہے ہیں۔ مصرعہ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ آہ انھیں کرتوتوں سے آج ایوان شاہی میں بھیروں ناچ رہا ہے۔

الغرض نادر ڈیڑھ مہینے میں کوچ مقام کرتا ہوا سرہند تک پہونچ گیا۔ اب بادشاہ سلامت محمد شاہ بہادر رفلک رفعت کو خبر ہوئی۔ گھبرا کر اٹھے سامان جنگ کی سوجھی۔ امرائے دولت کی یاد آئی۔ ادھر ادھر سے ایک ایک کو طلب فرمانا شروع کیا۔ ارمان بھئی نظام الملک کدھر ہیں۔ جلدی سے برہان الملک کو بلواؤ عمدۃ الملک کو جگا دو۔ اعتماد الدولہ کہاں گئے انکو جلدی لاؤ صوبہ داروں کو طلب کرو جاگیرداروں کو اطلاع دو غرضکہ اسوقت انتشار و تردد میں جو کچھ بن پڑا اسب کو سمیٹ سماٹ کر کاشانۂ دولت اور خیمۂ استراحت سے قدم باہر نکلا۔ ہاحضور ہی شاہ با وسلہ

وافواج قاہرہ اور توپخانہ باہرہ اور بہت کچھ میگزین وغیرہ سامان جنگ سے راستہ ہوکر باغ شالامار دہلی مین پہلا مقام کیا۔ نظام الملک جسکا نام طوفان بے تمیزی اٹھا یا ہوا تھا اپنے بہان کے سپاہیون کو افواج دشمن کی صولت لمبالت شجاعت جلادت اور رعب وداب کا بجائے خود تو کھینچ کھینچ کر بزدل بنا رہا تھا اور بظاہر فوج کا خیرخواہ بنکر اُن سے کہتا تھا کہ تمہین کسی نہ کسی طرح تمکو بغیر لڑے بھڑے بچائے لاتا ہون ایسے خونخوار دشمن کا تمھارا سامنا تھوڑا ہی ہونے دونگا۔ ناحق تم لوگون کا خون کراؤن یہ میرا کام نہین"

۴۔ جنوری کو خود بادشاہ فوج مین داخل ہوگیا اور ۸ جنوری کو بادشاہی حکم سے فوج مجبور ہوکر کوچ کرتی ہوئی مقام کرنال پہونچی۔

مرزا زمان خان جو سربلند خان کا سکرٹری اور اس معرکہ جدال مین شریک تھا بادشاہی پڑاؤ کی کیفیت اس طرح مفصل لکھتا ہے۔

۱۲۔ ذیقعدہ ۱۱۵۱ھ ہجری کو شاہی کیمپ سات کوس کے پھیلاوے کرنال کے میدانون مین قائم ہوا۔ کیمپ کے گرد خندق کھدی تھی اس پر پانچہزار توپین چڑھی تھین۔ قلب لشکر مین بادشاہ کا خیمہ تھا۔ اسکے مقابل مین نظام الملک اور سعد الدین خان کے خیمہ اور مورچے تھے۔ جنپر شاہی توپین لگی ہوئی تھین اور دیگر عہدے داران توپ خانہ بھی وہین تھے۔ داہنے جانب۔ خان دوران۔ مظفرخان علی جاہ خان۔ میرگلو۔ شہداد خان اور خان زمان خان کے خیمے تھے اور بائین جانب قمرالدین خان عظیم اللہ خان۔ جانی خان۔ اور سید میان خان تھے۔ اور پس پشت سربلند خان[51] اور کیمپ سے پیچھے محمد خان بنگش۔ خان دوران کی پشت پر گربارام مع بہادران قوم جاٹ۔ قمرالدین کے عقب مین ہیرا نند عامل کوٹ پوتلی داہنے جانب نقارخانہ کے متصل بہروز خان۔

---

۵۱ اصلی نام خواجہ موسی خان۔ سلطان معز الدین جہاندار شاہ کا داماد تھا اخیر عہد عالمگیری مین ہزاری منصب اور سربلند خان کے خطاب سے ممتاز ہوا عالمگیر کے انتقال کے بعد محمد اعظم شاہ کے عہد دولت مین ایک ہزار منصب مین اور اضافہ ہوا۔

اسحاق خان اور اصلح علی کا لشکر تھا۔ ان سب کے پیچھے اہیر قوم راجپوت
رہنی جماعت کثیر سے موجود تھا۔
ان امرا مین سے ہر ایک کے پاس خاص اپنی ذاتی فوجین تھین جنکی
مجموعی تعداد دو لاکھ سوار اور پیادہ تھی۔
محمد شاہ دھس بندی۔ خندق۔ توپ۔ جزائر۔ رہکلہ۔ رسد۔ میمنہ۔ میسرہ اور
قلب لشکر وغیرہ سب سامانون سے لیس ہوکر آمد غنیم کا انتظار کھینچنے لگا۔
اُدھر سے ہمارا ہیرو نادر شاہ شیر کی طرح گرجتا ہوا روانہ ہوا اور پہلے اپنے ہراول
فوج حاجی خان کو لڑائی کی غرض سے بھیجا جس نے دریاے بیاس کو اپنی پشت پر
کیا اور لشکر حریف سے پانچ کوس کے فاصلے پر بودھ کرہ اور گج پورہ کے درمیان
اپنے مورچال قائم کئے۔ تین روز کے عرصہ مین سب سامان لیس ہوگیا۔
اسی دن محمد شاہ کو خبر پہونچی کہ حاجی خان نادر شاہ کا ہراول فوج قریہ تلاوری
تک ۲۰ ہزار کی جماعت سے آپہونچا ہے۔ ۱۳۔ ذیقعدہ کو چند سواران قزلباش
لشکر شاہی کے قریب دکھائی دئے جنھون نے ان آدمیون کو نادر شاہ کے جو
بیرونجات سے لشکر مین داخل ہورہے تھے مارا اور اکثرون کو قید کرلے گئے
ان مین سے چار قزلباش گرفتار ہوکر نظام الملک کے سامنے لائے بھی گئے۔
۱۴ ذیقعدہ نادر شاہ ایک بنگاہ شاہ آباد مین (جو سرہند سے ایک منزل
کے فاصلہ پر واقع ہے) اور دوسرا لشکر مقام تھانیسر مین چھوڑ چالیس ہزار
چیدہ چیدہ سواران جنگی کی جمعیت سے جن مین تیرو اور تیرانداز اور بندوقچی تھے

لہ اسحاق محمد زمان المخاطب بہ مؤتمن الدولہ المتخلص بہ اسحاق شوستر کا رہنے والا۔
مرد صاحب کمال ذی اخلاق اور مروت و سخاوت مین شہرہ آفاق تھا۔ محمد شاہ کے دوران
سلطنت مین مرتبہ امارت پر فائض ہوا ۱۱۵۲ھ مین بعد واپسی نادر شاہ دیوان خالصہ کے
عہدہ پر ممتاز ہوا اور اسی عہدہ کے زمانہ مین انتقال کیا۔ اسکی جاگیر اور خطاب اور منصب
اسکے بیٹے مرزا محمد کو کہ جس دنیا مین مشہور خلائق تھا اور جسے محمد شاہ کمال شفقت سے
فرزند کہا کرتا تھا تفویض ہوا۔ مؤتمن الدولہ کبھی کبھی شعر بھی کہا کرتا تھا چنانچہ کہتا ہے

سفتہ آید گوہر اشکم بچشم ❊ بسکہ در دل سنجید مژگان او

ں کی جانب بڑھا اُن مین سے ہر ایک سوار کے پاس دو دو تین تین نوکر تھے
اہیں اور ساربان وغیرہ جو خود بھی سب کے سب ہتھیار بند نوجوان تھے۔ یہ
ردن۔ اونٹون۔ یابوؤن پر سوار تھے اور کوئی متنفس پیدل نہ تھا۔ انکی تعداد
الکہ ساٹھ ہزار تھی۔ ان مردان دلاور کے علاوہ چھ یا سات ہزار عورتین
ین جو ترکون اور قندھاریون کی لڑائیون سے قید ہو کر آئی تھین کوچ کے
سپاہیون اور ان عورتون مین تمیز اور فرق کرنا مشکل تھا کیونکہ زنانہ کپڑون
اوڑھے ہوئے تھین کمرین پٹکے چہرون پر باریک نقاب۔ سرون پر پگڑی
ہر ایک ایک شال یا نور ن مین ہوتے اور مردون کی طرح فولادی ہتھیارون
ستہ تھین۔ نادر کی طرف سے ایلچی پیام صلح لیکر نظام الملک کے پاس
ئے۔ مگر اُس نے کل پیامون کو نامنظور کیا اور کہلا بھیجا کہ "اگر آپ
ور کی منزلین طے کر کے آئے مین تو مردانگی کے جوہر دکھایئے۔ صلح کیسی
ے لڑائی کے اور کچھ نہین چاہتے۔

نبدہ نادر شاہ کو جب پانی کی ضرورت پڑی تو خان دوران کی پشت پر
ں کے فاصلے پر اپنا پڑاؤ ڈالا۔ سعادت خان برہان الملک حسب الطلب
ودھ سے روانہ ہو کر صبح کو محمد شاہ کے کیمپ مین داخل ہوا اور حضوری بادشاہ
عزت پا کر چاہتا تھا کہ اپنے خیمہ مین داخل ہو کہ ۹ بجے ہرکارہ سعادت خان
ہرکارۂ بادشاہی نے خبر پہونچائی کہ چار پانچ سو قزلباشون نے محمد ضلبگ خان
ت خان کے بخشی کو جو بنگاہ پھیرتے ہوئے پانی پت سے آتا تھا اُس مقام پر
کے لوٹ لیا جو خان دوران اور نادر کے درمیان مین واقع ہے اور
ا بیگ خان کو مع اور بہت سے آدمیون کے قتل کر ڈالا۔ شیر جنگ بہادر
ت خان کی فوج کا ہراول یہ خبر پاتے ہی مدد کو پہونچا ہے۔ مگر اُسکے
فوج بہت تھوڑی ہے۔ اگر کمک پہونچنے مین ذرا بھی دیر ہوئی تو شیر جنگ
نہنگ اجل ہوگا۔ برہان الملک یہ خبر پاتے ہی فوراً بادشاہ سے
ت لیکر شیر جنگ کی مدد کو پہونچا۔ ڈیڑھ پہر کامل میدان کارزار گرم رہا۔
ین خان دوران بھی مظفر خان ہراول فوج۔ سید حسین خان۔ زمان خان۔

میر کلو۔ شہداد خان۔ اصلح علی خان وغیرہ کل ۲۱۲ امرا اور سرداران فوج کو ساتھ
لیکر کمک پر جا پہونچا۔ ان افسران فوج کے پہونچنے پر سعادت خان نے خاندوران
سے کہا کہ آج دوپہر تک ہم مقابلہ کرتے کرتے تھک گئے ہیں۔ مناسب ہے
کہ اب سب اپنے اپنے خیموں میں داخل ہوں۔ کل پھر پورے اطمینان اور انتظام
سے غنیم کو مار کر پسپا کر دینگے۔ خان دوران نے جواب دیا کہ آپ چلکر اپنے
خیمہ میں آرام کریں۔ بندہ آج ہی فیصلہ کئے لیتا ہے۔ پھر سعادت خان نے
رائے دی کہ مصلحت وقت یہی ہے کہ آج کے دن لڑائی موقوف رکھئے اور
کل پھر مقابلہ کیجئے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ تو دشمن کا سامنا کریں اور میں پیر پھیلا
سو رہوں۔ مگر خان دوران کو یہ امر ہرگز پسند نہ آیا اور کہا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے
کہ دشمن تو سر پر تلوار کھینچے ہوئے قتل پر مستعد کھڑا ہے اور ہم جان
دبا کے چپکے سے اپنے خیموں میں منھ لپیٹ کر سو رہیں۔ تب سعادت خان
نے مجبور ہو کر کہا کہ اگر مرضی والا یہی ہے تو بندہ کو کیا عذر ہو سکتا ہے۔ اس گفتگو کے
بعد خان دوران دست چپ کی طرف روانہ ہوا اور سعادت خان نے دست
راست کا رخ کیا۔ اور قریب دس کوس آگے بڑھ کے نادر کی فوج کو گھیر لینا چاہا
مگر نادر شاہ نے جو مقام تلاوڑی سے اسوقت اپنے کیمپ میں داخل ہوا تھا
نہایت چستی سے کرد۔ کالنغری۔ بختیاری وغیرہ چار ہزار سواران آزمودہ
علیحدہ کر کے انہیں کمینگاہوں میں پوشیدہ کر دیا۔ ایک ہزار افشار خود نادر کے ہمرکا
جوان لڑنے والوں کی ہمتوں۔ حوصلوں اور جراتوں کو جوش دلا دلا کر بڑھا رہے تھے
باقی ماندہ افواج کو حکم دیا گیا کہ ہر ایک فرقہ کی فوج علیحدہ علیحدہ پرا جمائے ہوئے
بروقت ضرورت حکم کے ساتھ ہی معاند کو پہونچے۔

خان دوران سے پیشتر ہی سعادت خان فوج غنیم پر جا پڑا۔ میدان کار
گرم ہو گیا۔ گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ طرفین کے قریب پانچ ہزار آدمی کے مقتول
و مذبوح ہوئے۔ نادر کی طرف مرزا سلطان۔ محمد قلی خان۔ علی مراد خان۔ بہادر بیگ کرد
رومی بیگ کردی۔ فرشا حسین۔ یوسف خان قندھاری سات بڑے بڑے افسران فوج
مارے گئے اور سعادت خان کی جانب نور الدین دکھنی۔ نواب احمد خان

ں ہزاری ۔ من چیت ہزاری ۔ رام سنگھ ۔ میر جعفر خان ۔ جمشید بیگ کرجی ۔
بیگ کوری ۔ جلیل بیگ قلاقی ۔ ہادی بیگ ۔ احمد قلی خان ۔ سعادت خان
زاد بھائی یادو سردار ملک عدم کو سدھارے ۔ اتنے ہی میں اس وقت
آتش جدال کے شعلے بلندیوں پر تھے ایک نیا گل کھلا یعنی کسی مشورہ کی
ت سے سعادت خان نے شیر جنگ ہراول فوج کو اپنے پاس بلایا ۔ یہ دونوں
اپنے ہاتھیوں پر سوار تھے ۔ اثنائے گفتگو میں شیر جنگ کے ہاتھی نے بگڑ کر سعادت خان
ہاتھی پر حملہ کیا ۔ ہر چند فوج نے سنبھالنے کی کوشش کی مگر یہ تند مزاج ہاتھی
کے روکے نہ رکے بلکہ اور زیادہ تیزی و دیوانگیاں شروع کر دیں یہاں تک
جنگ کا ہاتھی غالب آیا اور سعادت خان کا ہاتھی پسپا ہو کر بے تحاشا
بھاگا ۔ اس بھاگنے میں بھی مست ہاتھی نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا ۔ انجام کار
غنیم کے لشکر میں پہونچ گئے ۔ دونوں کیا کرتے پیچھے ہراول بھی فوراً محاصرہ
کر کے دونوں کو گرفتار کر لیا ۔ اور شیر جنگ و سعادت خان دونوں سرداروں
کو لیجا کر اپنے بادشاہ کے حضور میں پیش کیا جن کو نادر شاہ نے نظر بند کر دیا ۔
ناظرین اس جنگ میں گڑبڑی کا ملاحظہ کر کے غور فرمائیں کہ ابتدا کہاں دوران
مقابلہ کی بابت کیا کیا گفتگو میں پیش آئیں دشمن تو مقابلہ پر طبل بجا رہے ہیں اور آپ
ں میں آرام فرما رہے ہیں ۔ جب خان دوران راضی ہوا تو عین موقع
پہ ہراول فوج کو پاس بلانے کی اتفاقیہ ضرورت پیش آئی تھی کہ وہ غنیم
چھوڑ کر مشورہ کرنے آیا یہاں ہاتھی لڑ گیا ۔ اس فوج سے جو ایک
دشمن کا سامنا کرنے آئی تھی ۔ وہ کر سے ہاتھی بگڑ گئے ایسے کہ لاچار ہو کے
سرداروں کو دشمن کے حوالہ کر دیا ۔ وہاں غنیم کی فوج میں جیسے ہی پہونچے
مقدم و باکر اطراف سے ہو گئے ۔ واہ جی واہ ۔ اب ان کو بچاؤ کہاں ۔ جنگ مغلوبہ
نا فوج حریف نے بکری کی طرح کان پکڑ کر دونوں کو سیدھا کھڑا کر دیا ۔
ان سرداران فیل سوار کو یا بدست وگر یہ دست بدست دیگرے اس
کی صفائی سے پکڑ کر اپنے شاہ کے پاس پہونچایا ۔
ان کل باتوں سے ایک معمولی عقل کا آدمی بھی بخوبی سمجھ سکتا ہے

...یہ کہی بد ہی بات اور ملی بھگت تھی ؎
...بھرنگے کہ خواہی جامہ می پوش   من انداز قدت را مے شناسم

جب سعادت خان اس طرح سے اسیر ہو گیا تو آئی گئی بیچارے خان دوران
...جان پر بنی کیونکہ وہ ان واقعات سے غافل بہادری کے زعم میں اپنی فوج کو
...بڑھاتا ہوا دست چپ سے غنیم پر آپڑا اور یفیر بد قیر وار پروا کرتا اور آگے بڑھتا
...ا چلا آیا نادر کا لشکر عمداً حیلہ سے پسپا ہوتا ہوا پیچھے ہٹتا چلا آیا۔ خان دوران
...چھوٹا بھائی مظفر خان ہراول فوج آگے بڑھ آیا تو کمینگاہوں سے شلک توپخانہ
...آگ بتا دی گئی اور بندوقوں کے فیر کر دیے گئے۔ اس اچانک حملہ سے
...ڑی بیگ خان بخشی۔ میر فتح اللہ خان۔ سردار خان۔ الہ یار خان۔ فاروق خان
...سنگھ راجپوت۔ رحمت اللہ خان داروغہ توپ خانہ راہی ملک عدم
...ے اور خود مظفر خان ہاتھی سے کودتے ہوئے مارا گیا۔ جنگ کی ایسی
...گی ہوئی بے عنوان حالت دیکھکر خان دوران نے نہایت دلاوری
...رجات سے نادرشاہ کی طرف اپنا ہاتھی دوڑا دیا۔ نادر تو ایک ہی چلتا
...رہ تھا فوراً اچالاکی سے توپخانہ کے پس پشت ہو رہا ادھر بدستور اول کمینگاہ سے
...ر چلی۔ اس مرتبہ میر کلو۔ اصلح علی خان۔ بال کشن زمیندار پرگنہ پاری۔
...تل خان۔ مسعود خان وکیل۔ غازی بیگ خان مع فرزند میر الہ وردی خان
...ابن بخشش خان شہزاد خان۔ اخلاص خان۔ یادگار خان۔ خاندوران کا بڑا بیٹا
...علی خان وغیرہم خان دوران کے سرداران فوج نے جزائر اور بندوقوں
...زب سے گر کر جان دی۔ اور اکمل بیگ خان مع پسر عبدالرزاق جعفر خان
...پنے بیٹے اور بھائی سمیت غازی بیگ وغیرہ زخمی ہوئے۔ سید حسین خان
...مجروح ہو کر دہلی کو روانہ ہوا۔ علاوہ ان کے اور بہت سے آدمی کھیت رہے
...دوخان دوران خان کے بھی ایک گولی ہاتھ میں اور دوسری پہلو میں لگی
...ر تاہم وہ دلاور شیر دل ان کاری زخموں کی کچھ بھی پرواہ نہ کرکے آخر شام
...نک برابر لڑتا رہا اور وہ داد مردانگی دی کہ اگر رستم و اسفندیار ہوتے تو وہ
...بھی اس زخمی دلاور کی شجاعت دیکھکر عش عش کر جاتے اور اسکی جرأت

الت بر صد ہزار آفرین پڑھتے۔ آخر کار شب کی تاریکی مصلح بنکر بیچ میں پڑی
ا ظفر مندی کے دلاوران جنگی کو اپنی اپنی طرف ہٹا دیا۔ اور شام کی شبنم نے اس
کی ہوئی آتش فساد پر پانی ڈالا۔ طبل بازگشتی بجا۔ طرفین کے جنگجوؤں نے
اپنا خیمہ آباد کیا۔ نظام الملک اور قمر الدین خان وزیر الممالک جنھوں نے
خیال سے مورچہ سے آگے بڑھکر اپنی اپنی فوجیں آراستہ کی تھیں تا کہ غنیم
ہر نہ آپڑے وہ بھی واپس گئے اور خود محمد شاہ غروب آفتاب پر ایک گھنٹہ کے
اپنے خیمہ کو لوٹ گیا۔ نادر شاہ کی طرف مغل موسیٰ علی خان۔ میر مرتضیٰ خان
ا تقی بیگ خان یحییٰ خان وغیرہ افسران فوج مارے گئے۔ انکے سوا
ہزار پانسو دوسرے سپاہی مقتول اور پانچ ہزار تلوار کٹاری اور بندوق سے زخمی ہوئے
وارادات ہو گئی تھی۔ محمد شاہ کے کیمپ میں جو دیکھا گیا تو اکثر ان مقامات پر
ان آدمی پر آدمی کھچا کھچ بھرے ہوئے تھے۔ اب انھیں مقامات میں سناٹا
یا ہے۔ اور جا بجا بہت ہی تھوڑے لوگ نظر آتے ہیں۔ سب اپنی اپنی
ت چلتے ہوئے۔

شب کے وقت بادشاہ نے نظام الملک کو طلب کیا تو یہاں کوس کے
لہ تک بالکل خالی میدان پڑا ہوا تھا۔

تمام رات نظام الملک سربلند خان قمر الدین خان وزیر الممالک او
معزز و محترم امرا سے کونسل رہی۔ صبح ہوتے نادر کی چھاؤنی میں ٹھنڈ
ڈے سب اپنے اپنے خیموں کو سدھارے۔

بقیہ آج صبح کو چونکہ فوج کی تعداد میں بہت کچھ کمی آگئی تھی۔ اور
وجوں سے کچھ تو قتل ہوئے۔ اور بہت سے بھاگ گئے۔ لہذا مورچہ کا دو
بہت کم کر دیا اور سب کو سمٹ کر ایک جگہ اکٹھا کر لیا۔ ایک شبانہ روز فوجی گھوڑ
لگام سے کھینچے ہوئے طیار کھڑے رہے جنکو دانہ ملا نہ گھاس۔

بقیہ آج کا دن بھی اسی بیم و رجا میں گذرا۔ چونکہ نواب خان دوران بہا
زخم بہت کاری لگے تھے لہذا نواب ممدوح نے آج تیسرے دن شدت تکلیف
اپنے ولی نعمت کا حق نمک ادا کر کے جان شیریں حافظ حقیقی کے سپرد کی۔

نادر شاہ نے سعادت خان کو طلب کر کے دریافت کیا کہ محمد شاہ کے پاس اب کتنے سردار ہیں جو ہمارے مقابلہ میں جنگ آزمائی کر سکتے ہیں۔ سعادت خان نے جواب میں عرض کیا کہ حضور محمد شاہ کے ہمراہ بہت بڑے بڑے بہادر سپہ قوت والوالعزم سردار موجود ہیں جو اپنا ذاتی توپخانہ اور فوجیں رکھتے ہیں۔ میں تو ان سرداروں کے مقابلہ میں کچھ بھی ہستی نہیں رکھتا کیونکہ صرف صوبہ اودھ اور آگرہ کی نظامت میرے سپرد ہے جو صوبہ جات ہندوستان میں ایک ادنے صوبہ ہے۔ نادرشاہ نے اس جملہ سے کسی قدر اشتعال اور تشویش میں پڑ کر کہا کہ جو کچھ تم ہمارے ملک ایران کے رہنے والے ہو لہذا تم پر فرض ہے کہ اپنے وطن کی آبرو کا پاس کرو اور ایسی تدبیر نکالو کہ باہم صلح ہو جائے تو بعد کو روپیہ تاوان بطور خرچ کے دلادو۔ علاوہ اس کے قلعہ قندھار قدیم الایام سے سرحد ایران میں شامل ہے جسکو زمانہ سابق میں علی مردان[1] خان نے بمکر و حرامی سے ہند [illegible]

---

[1] رحلہ امیر علی مردان خان ولد گنج علی خان ایران کے امراے نامدار میں سے شاہ عباس اول اس کے باپ گنج علی خان کو اپنے محاورہ میں بابا لکھا کرتا تھا اور شاہ صفی اسکو بابا ثانی کہا کرتا تھا جب شاہ صفی نے بغاوت کی بدگمانی پر اس کے قتل کا ارادہ کیا تو اسکو بھی اس ارادہ کی خبر ہو گئی اپنے بچاؤ کی غرض سے ۱۰۴۷ھ جلوس شاہجہانی میں سعید خان بہادر صوبہ دار کابل کی معرفت شاہجہان کی طرف رجوع لا کر قلعہ قندھار کو شاہ ممدوح کے سپرد کر دیا جسکے صلہ میں چارقب وغیرہ کا خلعت بھیجا گیا اور شاہانہ پنجہزاری منصب عطا ہوا۔ اور ملازمت حاصل کرنے پر ایک ہزاری کا اضافہ کر کے نظامت کشمیر پر بھیجا گیا ۔۔۔ میں ہفت ہزاری منصب ملا اور ۱۰۵۰ھ میں نظم کابل کا ضمیمہ تفویض ہوا ۱۰۵۴ھ میں امیر الامرا کا خطاب اور ہفت ہزاری منصب پایا و ہفت ہزار سوار اس ترتیب سے کہ پانچ ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ ۱۰۵۵ھ میں بلخ و بدخشان کے معرکوں میں اکثر دشمنوں کو اپنے ہاتھ سے تہ تیغ بے دریغ کیا۔ ۱۰۵۷ھ میں کابل سے معزول ہو کر پھر نظم کشمیر پر مامور ہوا اور تیس لاکھ جاگیر عطا ہوئی۔ سال میں ایکبار دربار میں حاضر ہو کر پھر اپنے عہدہ نظامت پر چلا جاتا تھا ۱۰۶۷ھ کو اسہال کے مرض میں مبتلا ہو کر راہی ملک بقا ہوا۔ اسکی وفات کے بعد اسکی متروکہ جائداد میں سے پچاس لاکھ روپیے اسکے چار بیٹوں اور دو لڑکیوں پر تقسیم کیا گیا اور پچاس لاکھ روپیہ مطالبہ کے عوض میں داخل خزانہ شاہی ہوا۔

کی طرف بھاگ کر شاہ ہند کے حوالہ کر دیا تھا اب ہمنے بڑی محنت سے شاقہ سے دوبارہ فتح کر کے اُسپر قبضہ کر لیا ہو لہذا اُس کو ہم نہین چھوڑ سکتے" غرضکہ اس قسم کی بہت سی سازش اور ملاوٹ کی باتون کے بعد سعادت خان کو حکم دیا کہ تم اپنے آدمیون کو اسباب سمیت یہان بلوالو۔ چنانچہ ایک خیمہ ایستادہ ہوا اور یہ تمام ہنگاہ وہیر وداروغی سب اُس خیمہ مین رکھے گئے اُن پر نادر نے اپنا پہرہ قائم کر دیا۔

سعادت خان نے ایک عرضی لکھکر ہادی علی خان اپنے داروغہ توپخانہ کے ذریعہ سے محمد شاہ کے حضور مین بھیجی۔ اس عرضی کا مضمون یہ تھا کہ اگر میر بخشی کا عہدہ غلام کو عطا ہو تو بندہ ایک کرور روپیہ اپنی جیب خاص اور ایک کرور خزانہ شاہی سے دیکر نادر شاہ کو اسی مقام سے واپس کر دیگا اور شیر جنگ غلام کا ہمراول فوج نادر کے ساتھ ہوکر کابل کے اُس پار تک پہونچا آئے گا۔ اور حضور انور کی طرف سے کابل مین صوبہ داری قائم کر کے خدمت فیض موہبت مین حاضر ہو جائیگا ادھر نظام الملک آصف جاہ نے حضور والا مین عرضی گذرانی کہ وہ اگر میر بخشی کا عہدہ غلام کو عطا ہو تو غلام ذمہ لیتا ہے کہ دو کرور روپیہ اپنے خزانہ سے دیکر نادر کو رخصت کر دیگا۔ خداوند نعمت کو ایک دام بھی نہ دینا پڑیگا" پس محمد شاہ نے میر بخشی کی خدمت اور خلعت و شمشیر نظام الملک کو عطا فرمائی۔ ہادی علی خان نے تمام پیر کر تمام احوال سعادت خان سے بیان کر دیا جسکو سنکر وہ جل بھن گیا۔ انگارون پر لوٹا اور سخت پیچ و تاب کھا کر نادر شاہ سے عرض کیا کہ" اگر حضور میری رائے پر عمل فرمائین تو حضور کو تمام ہندوستان پر قابض و متصرف کرا دون اور بیس کرور روپیہ نقد تحصیل کر خزانہ عامرہ مین بھر دون یہان اس کے سوا اور مطلب ہی کیا تھا اسکی عرضداشت فوراً منظور ہوئی۔ حتی کہ نادر نے فرط مہربانی سے اس معاملہ خاص مین اُس کو اپنا وکیل مطلق کر دیا۔

۱۹- ذیقعدہ سعادت خان نے اپنے دست خاص سے بایں مضمون ایک رقعہ لکھکر نظام الملک کے پاس بھیجا" اس خبر کے سننے سے مجھکو بیحد خوشی اور تقویت حاصل ہوئی کہ نواب مہربان میر بخشی کے اعلیٰ عہدے پر ممتاز ہوے اب نادر شاہ سے جنگ کرنا میرے خیال مین بالکل مناسب وقت نہین ہے کیونکہ

لڑنے مین سوائے اسکے کہ جانبین کے مسلمان بھائی مارے جائین اور کوئی نتیجہ نہین نادرشاہ کو مین نے بہت معقول طرز سے سمجھایا اور صلح کے واسطے بالکل رضامند کرلیا ہے۔ اگر نواب صاحب اس حقیر کے پاس تشریف لائین تو نادرشاہ کو باہمی اتفاق سے شورہ کرکے یہین سے رخصت کردین"۔

ادھر تو یہ رقعہ روانہ کردیا اور ادھر نادر کے کان مین پھونک دیا کہ نظام الملک جو وقت یہان آئے فوراً گرفتار کرلیجیے کیونکہ سوائے اس سردار کے اور کسی مین اتنا دم نہین ہے کہ حضور کے مقابلہ مین آمادگی ظاہر کرسکے۔

نظام الملک نے اس رقعہ کے پہونچنے پر اپنے بادشاہ سے اجازت حاصل کی اور عظیم اللہ خان کو ہمراہ لیکر سعادت خان کے پاس چلا آیا۔ یہان آپس مین صلاح و مشورہ ہوا۔ بعدہ دونون سعادت خان کے ہمراہ نادرشاہ کے دربار مین حاضر ہوکر ۲ گھنٹے تک ٹھہرے۔ اثنائے گفتگو مین نادر نے اسکو حراست مین کرکے حکم دیا کہ اگر تم اپنے ولی نعمت یعنی بادشاہ سلامت کو ہمارے پاس لے آؤ تب تو تمھاری جان بچتی ہے ورنہ تمھارا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹا دونگا۔

اب تو مصرع
دھرے گئے دل خانہ خراب کے بدلے۔

نادرشاہ کا نکالنا کیسا اسکو خود اپنی جان کا بچانا دشوار ہوگیا مجبوراً نظام الملک نے عرض کیا کہ بغیر فدوی کے گئے اور سمجھائے یہ عقدہ حل نہین ہوسکتا لہذا فیاض الدین خان اپنے بیٹے کو بطور اول کے دیے جاتا ہون۔ اس طرح بات اسکی عرضی قبول ہوئی۔ بیٹا نظر بند کیا گیا۔ باپ بادشاہ کو پھانسنے کی غرض سے روانہ اپنے آقائے نعمت کی خدمت مین پہونچا۔ اور پیچیدہ گفتگو کے پھندے ڈال چرب زبانی کا جال پھیلانا شروع کیا یعنی وہ یہ غلام ہی ایسا تھا جس نے نادر ایسے آتش مزاج تند خو غضبناک پرخاش جو کو اپنی تدبیر اور کوشش سے صلح و آشتی پر آمادہ کیا ہے۔ ورنہ ممکن نہ تھا کہ ایسا رم خوردہ آہو کسی کے دام تزویر مین پھنس کر رام ہوجاتا۔ اور حضور والا وہان بڑے بڑے سامان مین سربندی کے علاوہ ایک لاکھ خونخوار سوار اسکے ہمرکاب ہین جن کا ایک ایک سوار یہان ۱۰۰ کے مقابلہ پر بھاری ہے۔ اور یہان حضور والا کے فوجی آدمی اول

ھوڑے رہ گئے ہیں اور دوسرے نادر کے صرف نام سے لرزاں اور لرزاں ہیں
ں کے علاوہ رسد اور دانہ گھاس وغیرہ کی آمد بھی بالکل بند ہے - تمام آدمی
جانور بھوک کی شدت سے زار و نزار اور ناطاقت و بیزار ہو رہے ہیں - ایسی
ری اور کمزوری کی حالت میں صلح کر لینا فدوی کے خیال میں مناسب
ضروری معلوم ہوتا ہے - آیندہ بندگان حضور کا جو کچھ ارشاد ہو غلام
انکھوں سے بجا لائے گا" اسی روز اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر
لک اپنے بادشاہ کی اجازت اور دریافت احوال کی ضرورت سے نادر
کیمپ میں گیا - اور قاسم بیگ خان وزیر کے ذریعہ سے دربار تک
یاب ہوا - نادر نے بڑے اخلاق سے بھیجے بھیجے اپنے سینے سے لگایا - ایک
م شربت دیا - اور وزیر نے اپنے خیمہ میں اس کی دعوت کی - باقی جو
یں ہوئیں راز کے طور پر مخفی رکھی گئیں -
ا - ذیقعدہ | بڑے انتشار اور اضطراب میں دن گذرا - رات کو نظام الملک
نے عہدہ میر بخشی گری کا خلعت پہنا -
ا - ذیقعدہ | علی الصباح خان دوران متوفی کی لاش کرنال کو روانہ ہوئی
س کے بعد خود بدولت محمد شاہ عمدۃ الملک امیر خان - اسحاق خان - سرفراز خان
ظیم اللہ خان - صلابت خان[1] - خاوند خان - بہروز خان - جواہر خان

[1] سید صلابت خان بہادر کا تخلص سید اور اصلی نام مرزا عبد الغنی تھا - فرخ سیر
کے عہد سلطنت میں میر آتش کے عہدہ پر مامور ہوا اور محمد شاہ کے مقبول رفیقوں
میں تھا - شاعری سے بھی شوق رکھتا تھا - چنانچہ کہتا ہے ؎

مرا ز حلقۂ گوشان آن کمان ابرو
کسے کہ کرد جلا خانہ اش خراب شود

[2] حاجی سہیل خواجہ سرا - آخر عہد عالمگیری میں منصب و خطاب اور نیابت
نظارت و داروغگی جواہر خانہ خاصگی کے ممتاز عہدوں پر سرفراز تھا - فرخ سیر کے زمانہ
میں حکمرانی میں چہار ہزاری منصب حاصل کیا محمد شاہ کے عہد دولت میں استقلال
یہ خواجہ سرا فی الحقیقت ملکی صفات فرشتہ منش تھا -

یحییٰ خان[1] میر منشی ۔ غازی الدین خان ۔ اور وزیر کے بیٹے اور بہت سے خواجہ سراؤں کے ہمراہ پیکر تخت روان پر سوار ہوئے ۔ اور دو سو بقول دیگر دو ہزار سواروں کی جماعت سے کیمپ نادر کی طرف نہضت فرمائی طبل و نقارہ ساتھ ساتھ بجتا جاتا تھا۔

تھوڑی دور پہونچکر سواروں کو اشارہ سے روک دیا صرف انھیں چند امرائے مسبوق الذکر کے ساتھ کیمپ کی طرف بڑھے ۔ وسط راہ میں طہماسپ خان وکیل نے بڑھکر پیشوائی کی اسکے بعد نادر شاہ کے دونوں بیٹے نصر اللہ مرزا اور ظفر اللہ مرزا اپنے اپنے گھوڑوں پر سے اتر کر سامنے حاضر ہوئے اور بہت ہی جھک کر دست بستہ آداب شاہی بجا لائے ۔ قرآن شریف نظر اقدس سے گذرانا جس سے یہ مراد تھی کہ ہمارے اور آپ کے معاملہ میں قرآن درمیان ہے کوئی بد عہدی نہو گی ۔ اور کہاروں نے حکم کے ساتھ ہی تخت روان کو اپنے کندھوں سے فرش زمین پر رکھا ۔ خود بدولت نے دونوں شاہزادوں کو اپنے قریب بلایا اور بطور فرزندوں کے اپنی بغل میں لیا سینہ سے لگایا ۔ پیشانیوں پر بوسہ دیا ۔ پھر کہاروں نے حکم پاکر تخت کو اپنے کندھوں پر رکھا اور روانہ ہوئے ۔ دونوں شاہزادے بھی گھوڑوں پر سوار ہمرکاب میں چلے ۔ نقیچانہ کے قریب پہونچکر سب آدمی روک دیے ۔ صرف وہی چند امرا اور چند خواجہ سرا ساتھ رہ گئے ۔ جب قریب خیمہ پہونچے باجہ نواز ہمراہیان شاہی نے شادیانہ بجایا ۔ نادر شاہ نے برآمد ہو کر اپنے اردوے معلے میں استقبال کیا۔

---

[1] یحییٰ خان میر منشی ۔ اسکی اصل قوم افشار ہے اسکا باپ بابر کے عہد میں ہندوستان میں آیا ۔ شہر لاہور میں یحییٰ خان پیدا ہوا تیس برس کی عمر میں ایران گیا ۔ وہاں تحصیل علوم سے تکمیل حاصل کر کے سات سال کے بعد پھر ہندوستان کو مراجعت کی ۔ فرخ سیر کے عہد دولت میں اعلیٰ عہدوں پر ممتاز رہا ۔ علما و فضلا و فقرا کے فیض صحبت سے مستفید ہوا ۔ اولاً اعظم شاہ کی ملازمت حاصل کی فرخ سیر کے عہد دولت میں توشک بیگی کی خدمت کو انجام دیا ۔ محمد شاہ کے زمانہ میں میر منشی کا عہدہ پایا ۔ سنہ ۱۲ جلوس محمد شاہی میں عبد المجید خان سے دیوان خالصہ کا عہدہ تغیر پاکر یحییٰ خان کے سپرد کیا گیا سنہ ۱۱۶۱ھ میں وفات پائی شاعر بھی تھا ۔ اس کا ایک شعر یہاں درج کیا جاتا ہے ۔ ؎

ز فیضِ رعشۂ پیری بوجہ آمد ایاغ من ۔ برنگ گل ز باد صبح روشن شد چراغ من

حکم تخت روان ٹھہرا۔ دونون بجم تخت مین شاہانہ سلام علیک ہوئی نادرشاہ
ے پر اور محمد شاہ تخت روان پر سوار ساتھ ساتھ کچھ معمولی باتین کرتے ہوئے خیمہ
ونچے داخل خیمہ ہوکر دونون سریرآرایان سلطنت ایک مسند پر متمکن ہوئے
ن باتون کے بعد نادرشاہ نے اس نہج پر تقریر شروع کی۔ "وہ بہت بڑی
اور نہایت تعجب کا مقام ہو کہ آپ ایسی وسیع مملکت پر حکمران رہکر
غافل اور خود فراموش ہین مین نے آپ کی خدمت مین کئی ایلچی بھیجے مگر
ے وزیر نے ایک کا بھی جواب ارسال نہ کیا اور آپ کو مطلق خبر نہوئی۔ بلکہ
ے اٹک کے قریب ایک ایلچی کو جو آپ کے پاس سفارت لئے ہوئے آرہا تھا
اجپوتون نے مار ڈالا۔ اُسکی آپ نے بالکل پرواہ نہ کی اور ان باغیون کو
سزا نہ دی۔ یہ بات آئین ملکداری کے بالکل خلاف ہو۔ جب خود مین آپ کے
ن آیا تب بھی آپ ایسے کھوئے ہوئے بیٹھے رہے کہ بھولے سے بھی نہ چونکے اور یہ
پوچھا کہ مین کون ہون۔ کہان سے آیا ہون اور کیون آیا ہون یہان تک کہ
ہور مین داخل ہوگیا اُسوقت بھی آپ کی طرف سے سلام و پیام کیا خود میرے
اور مزاج پرسی کا جواب تک نہ دیا گیا بعد اسکے جب آپ کے امرائے دولت
غفلت سے اچانک چونکے بھی تو اُسی نشہ غفلت کے خمار مین ذرایع صلح کو
در باب یکجہتی کو مسدود کردیا۔ میرے سد راہ ہوئے۔ مجھکو پیشقدمی سے روکا مگر
آپ کی ملاقات کا قصد مصمم کرکے چلا تھا۔ ایسے ایسے معمولی لوگون کے روکے
رکتا تھا۔ جب مین قریب پہونچ گیا تو اُن سبھون نے آپ کو اُبھار کر میرے
پر لاکے کھڑا کردیا جب آپ مقابل ہوئے تو وہ انتہائے بیوقوفی سے اپنے مورچون
در محفوظ بلکہ خود محصور ہوکر بیٹھ رہے۔ اتنا بھی خیال نہ کیا کہ اگر آپ کا دشمن شجاعت
۔ لشکر ہمت مین آپ سے زیادہ قوی ہوگا تو وہ اگر آپ کو ہر چہار طرف سے
گا۔ اسوقت آپ کو دانہ پانی بغیر ٹھہرنا دشوار ہوگا۔ اگر وہ دشمن آپ سے
قوت مین کمزور بھی ہو تو بھی یہ امر محض فضول اور بڑی بے غیرتی کا مقام ہے
آپ کا محاصرہ کرکے آپ کو مصیبتون مین پھنسا دے۔ اور اگر آپ اُسکو
حقیر اور ذلیل ہی سمجھتے تھے کہ بغیر سوچے سمجھے وہ آپ پر یورش چڑھ دوڑا ہو

تو بھی بالکل عقل کے خلاف تھا کہ آپ خود اپنے گھر بار سمیت اُس کے
مارنے کو طیار ہو گئے صرف ایک تجربہ کار افسر اُس کی سرکوبی کے لئے کافی تھا
کہ وہ اُسکو مار کاٹ کر پھینک دیتا۔ اور اگر آپ اسکو تجربہ کار جہاندیدہ سرد گرم
آزمودہ جانتے تھے تاہم یہ کوئی عقلمندی کی بات نہ تھی کہ آپ نے تمام لشکر اور
کل افسران فوج کو پہلے ہی حملے مین لا کر کھڑا کر دیا۔ آخر اُسی نادانی کا ثمرہ اُٹھایا
کہ جب بہت سے طرح آپ مصیبت کے جال مین پھنس چکے تھے تب بھی میری نیک
نیتون پر غور کیجیے کہ مین نے پیغام صلح بھیجا تاکہ اب بھی آپ مبتلاے رنج و بلا نہون
اسپر بھی آپ غافلانہ غرور اور بیوقوفانہ ارادون سے اپنے پھولے اور بھولے
بیٹھے تھے کہ میری باوقار ۔ پرقوت ۔ ذی عزت تجاویز کو سماعت نہ کیا۔ اور اپنے
حق مین فائدہ رسان باتون پر عقل سلیم سے کام نہ لیا۔ یہان تک کہ غلاف
زمین و آسمان کی مدد ۔ اسلحہ کے زور تجھنہ جنگ آزما افواج کی قوتون سے
آپ نے وہ دیکھا جو دیکھا۔

مدعا یہ ہے کہ ہمیشہ آپ کے باجگذار واجداد نامدار کا فرمان بلاد ہندوستان
سے خراج لیا کرتے تھے اور آپ نے پست ہمتی سے اپنے زمانہ سلطنت مین خود انکو
خراج یعنی چوتھ دینا گوارا کر لیا۔ اور ایسی قہار اور وسیع پرشوکت سلطنت کو ان ہی
برسون کے عرصہ مین بالکل تباہ و برباد کر دیا۔ مگر بات یہ ہے کہ چونکہ اسنیک خاندان تیموریہ
نے خاندان صفوی اور نیز رعایاے فارس کو نہ تو کوئی نقصان پہونچایا ہے اور نہ
کوئی گستاخی ہی کی ہے پس اسی کی یہ رعایت ہے کہ مین سلطنت تو آپ سے چھین لینا
نہین چاہتا مگر چونکہ آپ کی بے پروائی اور عجب و تکبر کی وجہ سے مجھکو دور دراز
سفر گوارا کرکے اتنی دور آنا پڑا ہے اور اس طے مسافت مین بہت زر کثیر صرف ہو گیا ہے
اور نیز میری فوج کے آدمی بھی بڑے بڑے لمبے کوچ اور دھاوا کرتے کرتے
تنگ آ گئے ہین اور انکو رسد کی بھی بہت بڑی ضرورت درپیش ہے اسواسطے مین
پایۂ تخت دلی تک جاؤنگا اور چند روز تک فوج کو آرام پہونچانے کی غرض سے
وہان ٹھہرونگا۔ اور وہان بڑی ضرورت یہ بھی ہے کہ نظام الملک سعادت خان نے
کچھ پیشکش دینے کا وعدہ کیا ہے وہ اس سے وہان پہونچکر وصول کرونگا۔ اسکے

ـے جائین اور آپ کا کام"
ـشاہ اس تقریر کو بالکل سکوت وخاموشی کے ساتھ سنتا رہا جس سے صاف
تھا کہ سخت پریشان وپشیمان ہے۔ اس گفتگو کے وقت جاوید خان بہروز خان
ـالدین خان کے سوا اور کوئی موجود نہ تھا۔ محمد شاہ وہان سے اٹھکر قریب
ـخیمہ کو واپس آیا۔ یہان بعض افسرون نے گرانی نماہ کے بارہ مین یون
ـت کی۔ حکم دیا کہ لوٹ لو۔ بازار لٹ جانے سے اور بھی ہڑتال مچ گئی
ـدہ اول وقت صبح کو وزیر الممالک۔ نظام الملک عظیم اللہ خان قمر الدین خان
ـر نادر شاہ کے دربار مین حاضر ہوئے ضروری معاملات پر گفتگو رہی۔ بادشاہ
ـت کے وقت ایک شیروانی۔ ایک نیم آستین۔ اور ایک گھوڑا نظام الملک کو
ـباقی اور سردارون کو ایک ایک شیروانی اور ایک ایک نیم آستین مرحمت
ـدہ تمام سردار رخصت ہوکر ۹ بجے شب کو اپنے بادشاہ کی خدمت مین
ـے اور حالِ سرگذشت بادشاہ کے حضور مین عرض کردی جو رموز سلطنت
ـے مخفی رکھی گئی۔ اسی روز بادشاہ کے بیلدارون کو حکم دیا کہ تمام
ـکی لاشون کو نہ زمین دبادین۔ ان عدم رسیدون کی لاشین ستر ہزار
ـرسات کوس تک پھیلی ہوئی پڑی تھین۔ بیلدارون نے بالکل بے پروائی
ـیا۔ لاشون پر برائے نام تھوڑی تھوڑی مٹی ڈال کر کچھ کھلی کچھ ڈھکی
ـچلے آئے۔ ان تیغ جفا کے شہیدون پر کیسی حسرت ویاس بیکسی۔ بے بسی
ـکہ بیچارون کو کفن کیسا قبر تک نصیب نہین۔ یونہین کھلے ہوئے
ـن کتون۔ گیدڑون کی نذر ہین۔
ـیہ بھی مشہور ہوا کہ نادر شاہ کی طرف چارسو مقتول اور سات سو مجروح
ـے۔ اس مقتل بادشاہ کے حکم سے اسی شب کو لوگ آئے اور راتون
ـن کرکے چلے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ ان مقتولون کی تعداد کا ٹھیک اندازہ
ـہ سکتا نہین ہاتھی بھی مارے گئے تھے۔
ـشاہ کے لشکر مین اس روز سے غلہ بالکل میسر نہ آتا تھا ہزار خرابی ایک روپیہ کا
ـسیر گیہون اور دو چار روپیہ سیر گھی دستیاب ہوتا تھا۔ اوسیہ [illegible]

کہ پڑاؤ پر کوئی دکاندار خوف کے مارے نہ آتا اور نہ کوئی سپاہی مورچہ سے باہر جاسکتا تھا۔

نادرشاہ کی طرف فراہمی غلہ کا یہ انتظام تھا کہ ہزارون سپاہی تیس چالیس کوس کا دھاوا لگاتے اور جہان سے پاتے زبردستی سینہ زوری سے لوٹ لاٹ کرلے آتے اور اپنے کیمپ مین انبار لگادیتے تھے لہذا گیہون روپیہ کا ۱۲ سیر بکتا تھا۔ صرف اس روزمرہ کی لوٹ مار کے ذریعہ سے چودہ پندرہ ہزار آدمی نادر کی خونخوار جابر ظالم فوج کے ہاتھون کام آئے۔

۲۲- ذیقعدہ | قاسم بیگ خان وزیر نادرشاہ کی طرف سے آکر نظام الملک کے ساتھ شام تک ٹھہرا۔ پھر اپنے کیمپ کو واپس گیا۔

۲۳- ذیقعدہ | آج محمد شاہ کا لشکر کیمپ نادرشاہ کے مقابل مین کرنال کی طرف ہٹالیا گیا۔ قزلباشی سوار آئے۔ ۲۷- ہاتھی اور پچیس اونٹ لے گئے۔

۲۴- ذیقعدہ | نادر کے دربار مین نظام الملک طلب ہوا اور پانچ آدمیون کے ساتھ اُسکو وہین رہنے کا حکم ہوا۔ بہت سے قزلباش تھانیسر کو بھیجے گئے۔ رعایا کو لوٹا مارا اور قتل کیا۔ اور بہت سا مال غنیمت لیکر اپنے پڑاؤ پر واپس آگئے محمد شاہ کے لشکر مین گرانی غلہ کی یہ نوبت پہونچی کہ اول تو غلہ ملتا ہی نہ تھا اور جو ملبھی جاتا تھا تو ڈھائی تین روپیہ سیر اسکی قیمت ہوتی تھی۔

رات کو ۹ بجے وزیر الممالک کے پاس نادرشاہ کا بدین مضمون فرمان آیا "قمرالدین خان وزیر کو معلوم ہو کہ کل محمد شاہ۔ سربلند خان۔ محمد خان بنگش اور عظیم اللہ خان حضور مین آدینگے لہذا تم اپنے تمام آدمیون کی خبرداری رکھو کہ ادھر اُدھر چلتے نہون۔ جب انتظامون سے فرصت کرلو تو تم بھی حاضر ہو" اس فرمان کے پہونچنے سے محمد شاہ کے دربار مین کھلبلی پڑگئی۔ سربلند خان اور دیگر امرا کو بلوا بھیجا۔ آدھی رات تک کونسل رہی مگر کوئی تدبیر کوئی مشورہ مفید نہ ٹھہرا۔ آخر کار بادشاہ نے مجبور ہوکر کہا کہ "کار از حد گذشت" ان تین باتون مین سے ہم کو ایک بات اب ضروری اختیار کرلینا چاہیے۔ اول یا تو کل ایک آخری حملہ کرکے دیکھ لین کہ پانسہ تقدیر کس کا جنبہ کرتا ہے یا ایک جرعہ زہر قاتل سے ہم کو کل تفکرات اور مصائب

کا خاتمہ کردینا چاہیئے۔ سوم یا نادر ہم سے جو جو شرطین کرے سب کو سر تسلیم جھکا کر مان لینا چاہیئے۔ رباعی

سرمد گلہ اختصار مے باید کرد — یک کار ازین دو کارمے باید کرد
یا تن برضائے دوست می باید داد — یا جان بفدائے یار مے باید کرد

مگر محمد شاہ کا رجحان طبیعت اخیری فیصلہ یعنی اپنے تئین نادر کے قبضہ اختیار مین دینے کا تھا۔

۲۵-ذیقعدہ | نادر کے پاس سے ایک شقہ سربلند خان کے نام اس مضمون کا آیا "سربلند خان حفاظت اور خیریت سے رہو۔ محمد شاہ کے آنے سے پیشتر تم یہان فوراً آجاؤ"

۲۶-ذیقعدہ | سربلند خان اپنے بادشاہ سے اجازت لیکر خانہ زاد خان اور تین سوار چار پانچ دیگر ملازمین کے ساتھ نادر کے کیمپ مین داخل ہوا بارگاہ شاہی سے قریب سعادت خان کے متصل ایک چھوٹا ساخیمہ اپنے لئے نصب کیا۔

۹ بجے صبح کو نادرشاہ کے حکم کے موافق محمد شاہ تخت روان پر سوار ہوکر جس پر ایک چترشاہی بھی سایہ فگن تھا امیرخان۔ اقبال خان اور چند خواجہ سراؤن کے ساتھ نادرشاہ کے خیمہ کی طرف روانہ ہوا۔

یہان ایک روز قبل سے محمد شاہ کے واسطے ایک وسیع خیمہ نصب ہوگیا تھا چنانچہ بروقت ملاقات محمد شاہ سے کہا گیا۔ کہ آپ جسقدر آدمی چاہتے ہون اپنے ہمراہ لیکر اس خیمہ مین رہیئے۔ اور خیمہ کے گرد ایک ہزار قزلباشون کا جنگی پہرہ مقرر کردیا۔ بجے شب کو نادر نے محمد شاہ کو اپنے خیمہ مین طلب کرکے تین گھنٹہ کی نشست کے بعد رخصت کیا اور حکم دیا کہ امراے بادشاہی مین سے کوئی شخص بادشاہ کے پاس جانے نہ پائے۔

۲۷-ذیقعدہ | نادرشاہ نے سربلند خان کو دربار مین طلب کرکے حکم دیا کہ دوسو سوار توپچی باشی اور دوسو سوار نانچی باشی کو اپنے ہمراہ لیکر بادشاہی کیمپ مین جاؤ اور توپچی باشی کو یہ حکم ملا کہ سعدالدین خان کی مدد سے بادشاہ اور دیگر امرا کی

توپین چھین لو۔ اور نسقچی باشی کو حکم دیا کہ خزانہ۔ جواہرات۔ توشہ خانہ۔ اسلحہ اور دیگر اسلحہ بادشاہی اور تمام مقتولین امرا کے لیلو۔ اور محمد شاہ کے پاس اسکے بیٹے سلطان احمد اور ملکہ زمانیہ بادشاہ بیگم کو بھیجیں۔ قمر الدین خان وزیر الملک اور سعد الدین خان کے نام یہ حکم جاری کیا کہ پرانے نوکر اور سپاہی اپنی اپنی جگہ پر بدستور نوکر رہیں اور ساتھ چلے آئیں۔ باقی تمام بہیر و شاگرد پیشہ جہان چاہیں چلے جاویں چنانچہ اُن تمام احکامات کی فوراً تعمیل ہوئی اور دیگر محلات شاہی بھی محمد شاہ کے خیمہ میں بھیجدیے گئے۔ اس روز محمد شاہ کی لشکرگاہ میں بڑی بے انتظامی رہی اسباب غنیمت مع دوسو ضرب توپ اُن کے گھوڑے گاڑیوں سمیت اور محمد شاہ توپخانہ کے ایک ہزار سوار دو ہزار قزلباشوں کی نگرانی میں براہ کابل قندھار بھیجے گئے۔ اس دن نادر شاہ نے اپنی فوج کے ہر ایک سپاہی نوکر۔ خدمتگار کو سہ ماہہ تنخواہ انعام میں عطا کی جیسا کہ اس سے پہلے تسخیر قندھار کے وقت بھی فوج کے ساتھ اس قسم کی رعایت ہو چکی تھی۔

۲۹۔ ذیقعدہ آج صبح کو طہماسپ خان وکیل چار ہزار سوار اور بندوقچیوں کے ساتھ قلعہ شاہجہان آباد کی تسخیر کی غرض سے بھیجا گیا۔ اور سعادت خان شاہی سامان اور مال و اسباب کی حفاظت اور عظیم اللہ خان انتظام دربار کے واسطے مع آدمیوں اور اسباب کے چند نسقچی سواروں کی ہمراہی میں روانہ کیے۔ اور سخت تاکیدی حکم دیا گیا کہ شہر والوں کو کوئی نقصان نہ پہونچے۔

نادر شاہ شاہجہان آباد کو روانہ ہوا

یکم ذالحجہ نادر شاہ نے خود شاہجہان آباد کے کوچ کی طیاری کر دی۔ دوسرے دن صبح کو بیس ہزار منتخب سوار اور چار ہزار قرق پوش محلات شاہی کی ہمراہی میں

لہ فارسی میں قرق اس جماعت کو کہتے ہیں کہ حالت سفر میں شاہی محلات کے ہمراہ کچھ آگے دورباش کے طور پر آگے روانہ کر دیے جاتے ہیں تاکہ منادی کرتے ہوئے چلے جاویں کہ آدمی اس راستہ سے نہ گذرے اب اس منادی کے بعد اگر کوئی مرد یا لڑکا اپنی جان سے اس راستہ میں آنکلا تو اسکو قتل کر ڈالتے ہیں یا کسی سخت عذاب میں مبتلا کرتے ہیں۔

روانہ ہوئے۔ یہ دونون جماعتین ایک پرتاب کے فاصلہ سے چلتی تھین۔ محلات شاہی کے عقب مین نادر شاہ اور نادر شاہ کے پیچھے ایک کوس کے فاصلہ پر محمد شاہ دس ہزار قزلباش سوار اور دو ہزار خرق پوش کی نگرانی مین ساتھ ساتھ چلا۔ محمد شاہ کے ایک جانب سربلند خان اپنے آدمیون اور اسباب سمیت تھا۔ اور دوسری جانب نظام الملک اور قمر الدین خان وزیر الممالک مع اپنے آدمیون اور اسباب کے۔ اور اسکے دوسری جانب محمد خان بنگش پاؤ کوس یا آدھ کوس کے فاصلہ سے اور ان ہر ایک کے بیچ بیچ مین سواران قزلباش اور دیگر جملہ سردار و امرا ہر ایک الگ الگ راستون پر جو انکے واسطے مقرر کر دیے گئے تھے روانہ ہوئے۔ اس جنگی اور شاہی قافلہ کے کوچ مین پانچ کوس کا طول اور تین کوس کے عرض کا رقبہ زمین گھرا ہوا تھا۔ پانچ روز کے عرصہ مین سون پت پہونچا۔ اس طولانی اور عریض سیلاب مین جو آدمی سامنے پڑگیا تلوار کے گھاٹ اتار اگیا۔ سیکڑون آدمی جان سے مارے گئے۔ سون پت اور پانی پت کو بھی لوٹ سے محفوظ نہ چھوڑا۔

۶۔ ذی الحجہ یوم سہ شنبہ یہ پر شوکت قافلہ سون پت سے روانہ ہو کر مقام نریلا مین پہونچا شب کو سربلند خان نے ناسازی طبیعت کا بہانہ کر کے اجازت حاصل کرلی اور سب سے پہلے اپنے گھر پہونچگیا۔

۷۔ ذی الحجہ یوم چہار شنبہ نادر شاہ مع اپنی فوج ظفر موج کے دہلی مین پہونچگیا۔

۸۔ ذی الحجہ یوم پنجشنبہ محمد شاہ نادر شاہ کے حکم سے تخت روان پر بیٹھکر دو نشان اور دو سو سوار اور پیادے ہمراہ لیکر چار ہزار قزلباشون کی نگرانی مین داخل ہوا اور علیش محل کے سلیمان برج اور رنگ محل وغیرہ مین ٹھہرنے کو جگہ دی گئی چونکہ نادر شاہ نے قبل سے سن رکھا تھا کہ شہر دہلی کے آدمی کینہ جو۔ دغا باز۔ اور بد مزاج ہین لہذا رات کو حزم و احتیاط سے خود قلعہ مین داخل نہوا صبح کے وقت بیس ہزار سوارون کی جمعیت سے بڑی خبرداری اور ہوشیاری کے ساتھ قلعہ مین پہونچا اور باقی فوج کو بیرون شہر چھوڑ آیا۔ محمد شاہ استقبال کر کے لے گیا اور دونون فرمانروایان سلطنت نے ایک ساتھ بیٹھکر ناشتہ نوش جان فرمایا۔ شام

ہونے تک باہم محفل مجالست اور مکالمت گرم رہی - نادرشاہ بڑی مہربانی اور گرمجوشی سے پیش آیا - اور بہت ہی جلد احکامات نافذ کیئے کہ ہمارے سپاہیوں میں سے کوئی خبردار شہر والوں کو کسی قسم کی ایذا نہ دے اور نسقچیوں کو حکم دیا کہ اگر کوئی سپاہی اس حکم کی خلاف ورزی کرے تو ناک کان کاٹ ڈالنا اور لاٹھیوں اور بانسوں سے پٹوانا اس قسم کی کوئی سزا اُسکے حق میں اُٹھا نہ رکھی جاوے - مگر چونکہ شہر والے خود ہی اُنکی وحشت ناک - خونخوار - بھیانک - ڈراونی صورتیں دیکھ دیکھکر بھاگتے اور چھپتے پھرتے تھے - اس وجہ سے نہ ان لوگوں سے کسی باشندۂ شہر نے بات چیت کی اور نہ اونکے کسی معاملات میں شریک ہوے بلکہ خود ہی الگ تھلگ رہے - لہذا ان کے لیئے کوئی ایسی سخت نافذ شدہ سزاؤں کا موقع ہی نہیں آیا - نادرشاہ کو بھی حیات بخش لعل باغ - خواص پورہ - اور رنگ محل میں فروکش ہوا اور مصطفیٰ خان مرزا طہماسپ خان جعفر خان - ابراہیم خان وغیرہ امراے نادرشاہ حویلی روشن الدولہ باغ بیگم صاحبہ باغ ہزاری میں قیام پذیر ہوئے - اور قاسم بیگ وزیر نے قلعہ کے اندر اُس مقام پر کہ جہاں محمد شاہ کا میر آتش یعنی داروغہ توپ خانہ رہتا تھا قیام کیا -

۹ ذی الحجہ یوم جمعہ

رات کو نادرشاہ نے سعادت خان کو دربار میں طلب کیا اور پیشکش والے روپیہ کا بڑی سختی سے متقاضی ہوا - سر دربار فحش الفاظ میں مغلظات گالیاں دیں - اُسی کی صبح کو سعادت خان دلی کے رندوں کا ٹھیکہ بغل میں دبا اور نمک حرامی کا داغ ماتھے پر لگائے ٹھنڈے ٹھنڈے ملک عدم کو سدھارا بعضوں کا قول ہے انتہاے ندامت اور صدمہ میں زہر کھا لیا - اور بعضے کہتے ہیں کہ شدت وجع پا سے جان دی وہ کسی طرح مرا - مگر ہم یہی کہینگے کہ نمک حرامی اور محسن کشی کسی کو نہیں پھلتی - اُسی کا یہ ثمرہ ملا - نادر ایسا سخت گیر وہ بھلا مرنے پر بھی کب چھوڑنے والا تھا - حکم دیا کہ اُس نمک حرام کی ساری جائداد ضبط کرو - چنانچہ کل مال و متاع ضبط ہوکر نادر شاہ کے خزانہ

؎ یہ وہ بیس کروڑ روپیہ جو سعادت خان نے وعدہ کیا تھا کہ اگر آپ میری رائے پر عمل کریں تو بیس کروڑ روپیہ ہندوستان سے تحصیل کرا کے خزانہ میں بھجرونگا -

ہوا جو دو کرور کا نکلا یہ خیر خواہی کا صلہ ملا۔

دہلی کا قتل عام

یوم شنبہ۔ عید اضحیٰ کے دن سربلند خان قلعہ مین طلب کیا گیا۔ یہان
خان وکیل مصطفےٰ خان عرض بیگی۔ نظام الملک اور قمرالدین خان کے
م دن مشورہ رہا کہ زر پیشکش کیونکر فراہم کیا جاوے۔
کے وقت طہماسپ خان نے غلہ کی منڈی مین نانچیون کو بھیجا کہ دوکانین
اور غلہ کا نرخ طے کردین۔ چنانچہ گیہون کا نرخ فی روپیہ دس سیر قرار پایا گیہون
خ بیوپاریان غلہ کے بالکل خلاف تھا۔ بعد شام کے وقت انھون نے اوباشان
لیا۔ جسکے علاوہ بہت سے ایسے لوگ جو نادر کے خلاف تھے آکر جمع ہوگئے
یون اور کئی ایک قزلباشون کو جو غلہ خریدنے آئے تھے مار ڈالا۔ بعد مغرب
ہی کہ نادر شاہ قید کرلیا گیا۔ بعضون نے خبر اڑائی کہ اسکو زہر دیا گیا۔ کوئی
تا تھا کہ تپنچہ سے مارا گیا۔ کوئی بیہودہ سرا تھا کہ عظیم اللہ خان نے پیش
ونک دی۔ غرض کہ جتنے منہ تھے اتنی باتین تھین۔ یہ اڑتے ہی تمام شہر
ہنگامہ برپا ہوگیا۔ شہر کے سپاہی۔ شہر کے اوباش بدمعاش جتنے تھے سب
ہو گئے۔ اور جنگی اور جسقدر ہتھیار مل سکے لیکر قلعہ کی طرف موج دریا
نہ چڑھ آئے اور گھنگھور گھٹاؤن کی طرح برس پڑے۔ نادر شاہ کے ان
ہیون کو جو بیرون قلعہ متعین تھے جہانتک مل سکے کاٹ کر ڈال دیا۔ باقی
ہی کچھ قلعہ کے اندر چلے گئے اور کچھ اس ریتی کی طرف جو قلعہ اور دریاے جمنا
بیان واقع ہے بھاگ گئے۔ وہ قزلباش جو خاندوران کے محل یا اور بڑی
ڑیون مین ٹھہرے ہوئے تھے بڑی خبرداری سے تمام رات پہرہ دیا کئے
سی توپین بندوقین اور رسد قلعہ اور بڑے بڑے اونچے مکانون سے سر
تا کہ اوباشان شہر کی جماعتین منتشر ہوجائین اور پاس آنے نہ پاوین

اوباشون کے سرغنہ سید نیاز خان۔ شہ زور خان۔ رہبان خان وغیرہ تھے انھین
ہی سے تمام اوباشون نے جمع ہوکر فساد برپا کردیا۔

مگر اُنکی تعداد ایک ٹڈی دل تھی کہ لمحہ بلمحہ بڑھتی ہی جاتی تھی۔ قمرالدین خان وزیر کے داماد شہنواز خان نے بہت سے ناچخیون کو جنکو اپنے مکان کی حفاظت کے واسطے چھپایا تھا ایک کوٹھری مین بند کرکے آگ لگادی سب جلکر خاک سیاہ ہوگئے۔

۱۱- ذی الحجہ یوم یکشنبہ | ۸- بجے صبح کو عین اُس حالت مین جبکہ ہنگامہ بڑھتا جاتا تھا نادرشاہ غیظ مین آکر گھوڑے پر سوار ہوا اور قلعہ سے باہر نکلکر آتش فساد فرو کرنیکی غرض سے چاندنی چوک مین آیا۔ اثناء راہ مین اپنے اُن سپاہیون کی لاشین جابجا پڑی ہوئی دیکھین جو رات کو اوباشون کے سفاک ہاتھون سے ذبح کئے گئے تھے۔ اس واقعہ کو دیکھکر ایک بہت ہی قوی خونخوار اور جرار جماعت کو مقرر کیا کہ اُس بلوہ کے بھڑکتے ہوئے شعلون کو دبادین اور ساتھ ہی یہ بھی کہدیا کہ دیگر حالی دھمکی چشم نمائی اور جائز ذریعون سے کام نہ نکلے تو تم بھی انکو قتل کرو۔ مگر اتنا ضرور خیال رکھو کہ جو لوگ اس فساد مین شریک نہین ہین انکو کسی قسم کا نقصان اور ایذا نہ پہونچے۔ اس مقررہ جماعت نے پہلے تو حسب الحکم نادر بہت ہی آہستگی دلجوئی اور نرمی سے کام لیا جس سے اوباشون کے اور بھی حوصلے بڑھگئے۔ اور تیر اندازی بان اور تیرون کا مینھ برسانا شروع کردیا۔ نادرشاہ کوتوالی چبوترہ کے قریب روشن الدولہ کی مسجد مین جاکر بیٹھ گیا۔ گرد و نواح مسجد کے باشندے مسجد کی فصیل اور مینارون پر چڑھ چڑھکر چونادر پر۔ اینٹ۔ پتھر۔ ڈھیلے پھینکنے لگے۔ بلکہ کسی منچلے اوباش نے نادرشاہ کو نشانہ بناکر بندوق سر کی مگر چونکہ نادر کو ابھی لاکھون آدمیون کے خون کا دریا بہانا اور بہت مظلمہ اپنے سر لینا بدا تھا بال بال بچ گیا۔ لیکن اُسکے ایک افسر کا جو قریب ہی کھڑا تھا اس ضرب سے کام تمام ہوگیا۔ جب یہانتک نوبت پہونچی۔ تو اُسکے نہایت غضب اور جلال کی کچھ حد نہ رہی۔ فرط غصہ سے چہرہ تمتما گیا آنکھین سرخ خون کبوتر ہوگئین اور معًا قتل عام کا حکم دیدیا۔ بس اسوقت کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ ہلچل مچ گئی۔ قیامت کبری کا نمونہ سامنے کھڑا ہوگیا۔ غضب الہی ٹوٹ پڑا۔ سرا فراز دو سے لیکر سرائی عیدگاہ تک جو تین کوس کے رقبہ زمین کے اندر ہے اور ایک طرف چتلی قبر تک اور دوسری طرف تمباکو منڈی اور مٹھائی

والے پل تک ان تمام مقامات مین قتل عام کا بازار گرم ہوا۔ لڑکا بوڑھا۔ جوان مرد یا عورت جو ملا مار مار کر زمین پر ڈالدیا۔ کشتون کے پشتے لگا دیے۔ ہزارون سر سر راہ ٹھوکر ین کھاتے پھرتے تھے۔ دھڑ دھڑا دھڑ زمین پر گرتے جاتے تھے۔ گھر کے نابدانون بازار کی موریون سے خون کی ندیان جاری ہوگئین۔ ہزارون لاکھون کو مار کر بھی ان ظالم سفاک بے رحم۔ غضبناک قاتلون کو کسی طرح سیری نہ تھی ہر ایک بیکس مظلوم پر اس طرح جھپٹ کر جا پہونچتے تھے جیسے کوئی بھوکا شیر بکریون پر جا پڑتا ہے۔ بازارون کی گلیان۔ خانم کا بازار۔ گرد نواح جامع مسجد۔ روٹی بازار جوہری بازار سب لوٹ لے گئے۔ اکثر مقامات کو آگ لگا کر پھونکدیا۔ بڑی بڑی عمارتون کو کھودا۔ لوٹا۔ پھونکا۔ عورتون کو بیوہ بچون کو یتیم بنایا۔ اسیر کر چین نہ لیا۔ اسیر کیا۔ معرکہ کربلا کا نمونہ نظرون کے سامنے پھر گیا۔ وہ پردہ نشین عورتین جنکو اپنے ترشے ہوے ناخنون کو علانیہ پھینکدینے مین حجاب ہوتا تھا۔ آج وہی عورتین ان سنگدلون کے پنجہ مین کھلے سر برہنہ پا گرفتار تھین جنکو وہ نہایت بیدردی کے ساتھ گھسیٹے ہوئے لیے جاتے تھے۔ تمام شہر مین ایک کہرام مچا ہوا تھا مگر کوئی فریاد کا پہونچنے والا نہ تھا۔ آہ گویا ان ظلم کی مجسم تصویرون کو خدا نے رحم و ہمدردی کے لئیے پیدا ہی نہ کیا تھا۔ جب لطف علی خان یعنی وہ افسر جو قتل و غارت کے واسطے محلہ سعد اللہ خان اور دلی دروازہ کی طرف مقرر ہوا تھا لوٹ مار کرتا ہوا سربلند خان کے مکان کے برابر پہونچا وہ بڑے تعجب اور خوف کے ساتھ گھر سے نکلا اور کہا کہ "اس طرف کے آدمیون کا مطلق قصور نہین ہے کیونکہ یہ لوگ اس بلوہ مین بالکل شریک نہین ہین" اور کچھ روپیہ بھی دینے کا وعدہ کرکے ان غارتگرون کو واپس بھیجا۔

مگر دیگر مقامات مین قتل و غارت اور آتش زدگی کا قیامت خیز ہنگامہ وحشیانہ طریقہ سے بدستور جاری رہا۔

قتل عام کے شروع ہوتے ہی بلوائی لوگ تو فوراً کافور ہو گئے آئی گئی بیچارے مظلوم ناکردہ گناہ۔ دکاندار و بازارون مین معزز شرفا۔ اعلی خاندان والون اور رؤسا پر آ بنی۔

چنانچہ ایک باعزت اور مقتدر شریف کے پردۂ محذرات مین بیس باعصمت عورتین تھین اُسنے شرم ناموس اور غیرت عفت کے شریفانہ خیال کی وجہ سے اُن تمام عورتون کو ایک مقام مین اکٹھا کرکے آگ لگادی جب یہ ظالم قزلباش اُسکی طرف سے گذر گئے۔ اور اُسکے مکان سے کچھ تعرض نہ کیا تو اُسنے خود ان کو دولت کی چاٹ ولاکر اپنے مکان کے اندر بلالیا اور تمام مال و متاع لٹوا دیا جب اس حالت پر بھی قزلباش اُسکی جان کے خواہان ہوئے تو مجبوراً اُسنے اپنے ہاتھ سے اپنا کام تمام کردیا۔ نادرشاہ یہ بے رحمانہ حکم دیکر قلعہ کو واپس آیا۔ دو بجے دن کے قریب محمد شاہ اور نظام الملک اُسکے پاس گئے اور بہزار منت اور سماجت یہ ہنگامۂ گیرودار موقوف کرایا۔ چنانچہ نادر کے حکم سے منادی ہوئی کہ اب باشندگان شہر کو امان دیجاے اور اب اُنکے جان و مال سے کچھ تعرض نہ کیا جائے۔

اس خانخان خراب ہنگامہ کی نسبت مشہور ہے کہ بہت سے لوگ مضطر و پریشان کسی عارف اللہ گوشہ نشین کی خدمت مین دوڑے گئے اور بحال زار عرض کیا کہ یا حضرت ہم لوگون پر قہر آسمان ٹوٹ پڑا آپ للہ دعا کیجیے کہ جو خونخوار سفاک نادر کے ہاتھ سے امان ملے۔ اُن بزرگوار نے حسرت و افسوس کے لہجہ مین فرمایا کہ۔

مصرعہ شامت اعمال ماصورت نادر گرفت۔ میان یہ اپنے ہی اعمالون کا نتیجہ ہے غرضکہ آٹھ بجے صبح سے تین بجے شام تک معرکہ قتل اور غارت گرم رہا۔ قزلباش چار سو سے کچھ زیادہ کام آئے۔ اور باشندگان شہر کے کشتون کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار اور بقول بعض مورخ ڈیڑھ لاکھ تھے۔ مال غنیمت اور زر نقد کچھ نادرشاہ کے پلے پڑا اور زیادہ حصہ آگ کی نذر ہوا۔ اہل ہنود کے مکانات مین جہان کہین ایک بھی زندہ بچ گیا تھا۔ تین تین چار چار لاشون کو جمع کرکے اُنکو بھی جلادیا۔

۱۲۔ ذی الحجہ اسیران ستم جنمین خاصکر عورتین تھین اپنے اپنے گھرونکو واپس اُئین رہا شدہ عورت مرد پچاس ہزار تھے۔ رہائی کے بعد ان عورتون مین سے دس ہزار عورتون نے فرط غیرت سے کنوون مین گر کر جانین دیدین ان مین سے بعض بعض دو تین روز

کے بعد زندہ نکالی گئین - جن کی آنکھون سے آنسو جاری تھے اور اُنکی وہ بری حالت تھی جو دیکھی نجاتی تھی -

۱۳ ذی الحجہ | سپاہی جنکو نادر شاہ نے روح اللہ کی سرا سے والی توپ چھین لینے کو بھیجا تھا وہ سب کے سب مارے گئے - دوبارہ کثیر جماعت سے ہزار سپاہی روانہ کئے گئے جنھون نے وہان پہونچکر پانچ چھ ہزار آدمیون کو تہ تیغ بیدریغ کیا اور بڑے بڑے افسرون - ہزاریون - اور تین ہزار توپ خانہ کے آدمیون کو پکڑلائے -

آج شیدی فولاد خان کو کوتوالی کا خلعت عطا ہوا - اور ڈھنڈھورا پٹ گیا کہ اب سپاہیون مطلق خوف نہ کرین اور اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہون - سعادت خان متوفی کا ال واسباب ضبط ہوا - نظام الملک اور قمرالدین خان وزیر نے کچھ زر نقد اور مال و سباب پیشکش کیا جو داخل فہرست کیا گیا - خان دوران مرحوم کی جائداد بھی ضبطی ین آئی جسکا چار کرور روپیہ کا تخمینہ کیا گیا -

در کے حکم سے دستہ فوج شہر کے چار طرف اور دریا کے کنارے اور قلعہ کی سامنے الی ریتی پر مقرر کئے گئے اور یہ اس غرض سے کہ کوئی شخص بلا اجازت شہر سے ہر جانے نہ پائے مگر داخل شہر ہونیوالا روکا نہ جائے -

وح اللہ کی سرا سے جو قیدی گرفتار ہوکر آئے تھے اُنکے سر کٹوا کر ریتی مین پھکوا دیے گئے -

۱۴- ذی الحجہ | کچھ کوچہ گرد فقیرون نے چاہا کہ باہر جاکر بھیک مانگ کر اپنا پیٹ لائین پہرہ والون نے ان غریب مسکینون کے ناک کان کاٹکر پھر شہر کو واپس بھیجا

۱۵- ذی الحجہ | جب گلی کوچون مین سڑا ہند پھیلی کہ ناک نہ دی گئی تو لاشین اٹھوائی گئین - نون کے پیر مین رسی باندھ باندھ کر مرے ہوئے کتون کی طرح گھسیٹتے ہوئے شہر کے ہر پھنکوا دیا اور اکثرون کو دریا مین بہا دیا - ہندؤون کی لاشون کو چالیس چالیس پچاس پاس ایک جاکر کے مکان کے گرائے ہوئے لٹھون اور دھنیون سے جلوا دیا -

- ذی الحجہ | نادر شاہ نے ایک خاص چاپا (دربکلدہ) فرمان دے کر فارس کو روانہ جسکا یہ مضمون تھا کہ "تمام ممالک محروسہ فارس کو تین سال کی مالگزاری معاف کی اسی دن سپاہیون کو بقایا تنخواہ جس کی تعداد چار کرور اٹھاسی لاکھ تھی

بیباق کی گئی۔ علاوہ اسکے ایک سال کی پیشگی اور ششماہی تنخواہ ہر ایک عہدہ کے ملازم اور نوکر کو انعام مین عطا ہوئی۔

شار محمد خان ایک ہزار قزلباشون کی جماعت سے سعادت خان کا خزانہ لینے کی غرض سے صوبۂ اودھ کو بھیجا گیا جو لکھنؤ سے خزانہ لیکر ۲۵۔ محرم مطابق ۲۳۔ اپریل کو واپس آگیا جسکی تعداد اسی لاکھ روپیہ تھی۔

فتح دہلی کی مسرت مین ایک جشن ترتیب دیا گیا۔ ارباب طرب نے ناسازیِ زمانہ کی موافقت مین ساز ملاکر شادیانہ الاپنا شروع کیا۔ نور بائی نے حسب حال یہ غزل شروع کی ؎

دلربایانہ دگر بر سر ناز آمدۂ
از دل ما چہ بجا ماند کہ باز آمدۂ

نادر شاہ نے نہایت محظوظ ہوکر چار ہزار زر نقد انعام دیکر حکم دیا کہ ان کو ایران لے چلیں ایران کا نام سنتے ہی نور بائی کے حواس جاتے رہے۔ اسہال شروع ہوے بیماری نے طول کھینچا قریب تھا کہ جان شیرین اُسکے تن نازنین سے مفارقت کرجاے۔ آخرکار تبلیس تمارض سے اُس خونخوار پلنگ کے چنگل سے نجات پائی اور پھر تازہ جان مین جان آئی۔

اسی حالت مین نادر شاہ دردسر مین مبتلا ہوا۔ جو لحمہ بلحمہ بڑھتا گیا۔ ہمراہی طبیب نے ہر چند معالجہ کیا سود مند نہوا۔ آخرکار محمد شاہی طبیب[1] حکیم علوی خان کو طلب کیا۔ حکیم موصوف نے بعد دریافت حقیقت حاضری مین تساہل کیا۔ یہان حکم پر حکم جاری ہونا شروع ہوگئے ہرکارون کی ڈاک بیٹھ گئی۔

---

[1] معتمد الملک سید علوی خان بن حکیم محمد ہادی ابن سید مظفر الدین حسین علوی حضرت امام محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہم کا اصلی نام محمد ہاشم تھا حکیم ممدوح کی والدہ ماجدہ کا نام حنیفہ ہے سید مظفر الدین حسین علوی کہ خراسان کے بہت بڑے طبیب اور فاضل زمانہ دار العلم شیراز مین مسکن گزین ہوے اسی زمانہ سے خطۂ پاک شیراز انکی تمام اولاد کا وطن ہوگیا علوی خان کے پدر بزرگوار حکیم محمد ہادی فن طبابت۔ جراحی۔ خوشنویسی شاعری اور نیز دیگر کمالات مین دستگاہ کامل اور قلندرانہ وضع رکھتے تھے اسی وجہ سے مرزا

نادر شاہ کا نہایت غضبناک حکم پہونچا۔ اُسوقت حکیم مذکور داخل دربار ہوا۔
اور نادر شاہ نے عتاب سے کہا "تو نہایت متمرد اور سرکش معلوم ہوتا ہے

محمد ہادی قلندر کے نام سے پکارے جاتے تھے - مرزا مذکور ایران کے مشاہیر شعرا میں شمار
کیئے گئے ہیں اور صاحب دیوان تھے۔ اُنھوں نے [illegible] ہجری میں ۹۶ برس کی عمر میں
اس دار فانی سے رحلت فرمائی اور جوار امام زادہ احمد بن حضرت موسیٰ کاظم المعروف بہ
شاہ چراغ میں مدفون ہوئے۔ حکیم مرزا محمد ہادی کے انتقال کے بعد دو لڑکے باقی رہے۔
مرزا عبد الحسین اور مرزا محمد ہاشم۔ مرزا عبد الحسین بھی اعلیٰ درجہ کا طبیب حاذق تھا چنانچہ
اُنکا کمال اس شرح سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے جو قانونچہ پر لکھی ہے۔ میرزا محمد ہاشم اپنے
پدر بزرگوار کی خدمت میں تحصیل علوم کرنے کے علاوہ ملا لطف اللہ شیرازی اور آخوند
میحائی فسائی سے بھی کرتا رہا۔ سنہ ۱۱۱۱ھ میں جس وقت کہ سن اُنکا تیس برس کا تھا شیراز سے
روانہ ہوکر ہندوستان میں داخل ہوا اور قلعہ ستارہ میں شاہ عالمگیر بادشاہ غازی کی
ملازمت حاصل کرکے خلعت اور منصب سے سرفرازی پائی اور شہزادہ اعظم شاہ کی
خدمت میں متعین ہوا۔ حکیم محمد شفیع شوستری نے اُنکی شرافت آبائی اور کمالات ذاتی پر خیال کرکے
اپنی دختر کے ساتھ منسوب کردیا۔ اپنے کمالات کی بدولت شاہ عالم بہادر شاہ کے دوران
سلطنت میں علوی خان کا معزز خطاب پایا اور اضافہ جاگیر و منصب سے سرفراز ہوا۔
محمد شاہ کے زمانہ میں وہ معالجات مسیحائی کیئے کہ محمد شاہ نے ششش ہزاری منصب اور تین ہزار
روپیہ مقرر کردیا۔ اور خطاب میں معتمد الملک کا لقب اور اضافہ کیا۔ اب تھوڑے ہی زمانہ میں
ملکوں ملکوں شہرت ہوگئی۔ باوجود بیماروں کے ہجوم اور وفور معالجات کے تصانیف سے
بھی غافل نہیں رہا۔ جملہ تصانیف سے جمع الجوامع ایک کتاب ہے جس سے تمامی مسائل
حل ہوسکتے ہیں۔ باوجودیکہ اسی برس سے سن تجاوز کرگیا تھا۔ ہرگز عینک کا محتاج نہ تھا
اور بائیں ہمہ قوت و توانائی اور وفور جماع کے کوئی لڑکا نہیں پیدا ہوا۔

نادر شاہ جب حکیم مذکور کو اپنے ہمراہ لے گیا تو مشہور کرتے ہیں کہ دو بڑے مرض کے
علاج کیئے۔ ایک تو یہ کہ نادر شاہ کے اخیر عمر میں بوجہ ضعف پیری کے کچھ ایسی خرابی واقع
ہوگئی تھی کہ اکثر بول کے ساتھ ہی براز بھی نکلجاتا تھا۔ علوی خان کی اصلاح سے
وہ مرض دفع ہوا۔ دوسرا مرض نادر کی بیگم کو یہ تھا کہ ایک طرف کی پستان بڑھ کر

کہ اینجانب کے دربار سے ایسی طلب اور تیری طرف سے یہ غفلت"۔ علوی نے دست بستہ گذارش کی کہ حضور پر نور کے علاج میں مشغول تھا۔ اس جملہ سے نا[illegible] اور بھی پر غضب ہو کر کہنے لگا کہ یہ علاج کا نیا طریقہ ہے کہ نہ تو مریض کا سامنا [illegible] نہ دریافت مرض کیا اور نہ دوا دی۔ پھر علاج میں مشغول کیا۔ عرض کیا [illegible] حضور انور کو کیا شکایت تھی۔ کہا کہ درد سر۔ عرض کیا کہ آپ بھی وہ درد باقی ہے" و تامل کے بعد کہا کہ اب تو نہیں ہے۔ عرض کیا کہ یہی علاج تھا۔ اسوقت [illegible] بہت خوش ہوا اور سبب مرض و علاج پوچھا علوی خان نے عرض کیا کہ بعد [illegible] دہلی تسلط بلوہ کے انفراغ سے بندگان عالی کے دماغ میں مسرت اور [illegible] کے انجرات صعود کر گئے ایسے مرض کا علاج خارجی طور سے دوا کے ذر[illegible] غیر ممکن تھا۔ لہذا ضروری تھا کہ خاطر اقدس میں پھر کسی قسم کا غیظ و غضب کیا جائے وہ غلام کے دیر پہونچنے سے حاصل ہو گیا۔ اس دانائی سے نادر [illegible]

قتل تعجب کے ہو گیا تھی اور دوسری بار تشور آیا جبکہ اصلی حالت پر تھی اور بیگم کہتی تھی کہ [illegible] اور نہ دوا لگاؤنگی اگر کسی تدبیر سے صحت ہو جائے علوی خان نے ایک کمرہ میں باریک [illegible] فرش بچھوایا اور عرض کیا کہ بیگم صاحب ایک مرتبہ اس فرش پر سے گذر جائیں جب وہ [illegible] پیر رکھتی ہوئی گئی تو علوی خان نے لوگوں کی نظر بچا کر اور پیر کی رگ پہچان کر اسی [illegible] ایک نشتر چھپا دیا اور دوبارہ عرض کیا کہ ایک بار اور بیگم صاحب انھیں نشا[illegible] اپنا پیر رکھتی ہوئی تشریف لے جائیں۔ چنانچہ بیگم نے بدستور سابق انھیں نقش [illegible] جاتی ہوئی چلی نشتر اچانک پیر میں در آیا۔ بیگم فوراً چیخ کر گر پڑی اور نشتر سما گیا [illegible] سے پرستاروں نے نشتر کو نکالا۔ خون جاری ہوا فصد کھل گئی خون کا بہنا تھا کہ [illegible] برابر ہو گئے۔ بعدہ انعام و اکرام سے سرفرازی پا کر زیارت حج کے ذریعہ سے گویا [illegible] سے خلاصی پائی اور ہندوستان پہونچکر کچھ زمانہ کے بعد داعی اجل کو لبیک کہا [illegible] رمضان المبارک ۱۱۴۰ھ ہجری کو شیراز میں پیدا ہوا تھا اور ۲۵ رجب المرجب ۱۱۶۰ھ کو دار الخلافت شاہجہان آباد میں مرض استسقاء سے انتقال کیا حسب وصیت [illegible] نظام الدین اولیا قدس سرہ کے حوالی میں مدفون ہوا۔ اکثر شعراء نے انتقال کی [illegible] کہی ہیں ان میں سے ایک مصرعہ یہ ہے ع بر فلک رفت مسیحائے جدید [illegible]

محفوظ ہوکر انتہائے شفقت میں زیارت حج کے وعدہ پر اپنے ساتھ ایران لے گیا

۱۷-ذی الحجہ | نادرشاہ نے سربلندخان کو دربار میں طلب کرکے کہا "ہم خوب
سمجھتے ہیں کہ تم اپنے ضعف اور پیری کا بہانہ پیش کرکے نذر پیشکش اور زر بہا ور
ا فراہمی میں تساہل کرتے ہو۔ مگر تاہم جسقدر جلد ممکن ہو نہایت تیزی اور
مستعدی کے ساتھ مہیا کرو۔

۱۸-ذی الحجہ | سربلندخان حاضر دربار ہوا۔ اُسوقت نظام الملک اور قمرالدین خان
ربھی موجود تھے۔ طہماسپ خان اور مصطفےٰ خان نے روپیہ کا تقاضہ کیا
ربلندخان نے نظام الملک کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ مجھے قبل سے معلوم تھا
یک نہ ایک دن یہ روز بد پیش آنے والا ہے اور میں نے بادشاہ کی خدمت میں
اعرض کیا کہ کچھ پیشکش وغیرہ دے دلا کر اس آنے والی مصیبت کو ٹال دینا
چاہیئے مگر افسوس کہ میری ایک نہ سنی گئی بلکہ یہ خیال کیا گیا کہ عرض معروض میں
کسی قسم کی ذاتی منفعت ہے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آج اس مصیبت اور بے عزتی
بے عزتی کا سامنا ہوا۔ نظام الملک نے سوائے سکوت کے کچھ جواب نہ دیا۔
سپ خان نے قمرالدین خان کو مخاطب کرکے انھیں الفاظ کا اعادہ کیا جن
میں ملاقات اول کے وقت نادرشاہ نے محمد شاہ کو لعنت ملامت کی تھی
الہ مضی ما مضے اسوقت ہمارے بادشاہ روپیہ طلب کرتے ہیں۔ پس جس ذریعہ
ے ہوسکے اُسکو مہیا کردو تاکہ اس سے زیادہ کوئی بے عزتی نہو۔ سربلندخان نے
ب دیا کہ بیشک جہان سے اور جس ذریعہ سے ہوسکے گا روپیہ ہم فراہم کرینگے
ا کے بعد طہماسپ خان نے سربلندخان سے پوچھا کہ تمھارے پاس بھی کچھ روپیہ
ہے دیا کہ میرے پاس یا میرے امکان میں کچھ بھی ہوتا تو میں پہلے ہی قندھار
بھیجدیتا یہان تک آنے کی تکلیف نہ دیتا۔ اس جلسہ میں جو کچھ باتیں
ئین اُن سب کا ماحصل یہ تھا۔ قتل عام کے ذریعہ سے ۲۰ کرور روپیہ نقد
دہ جواہرات مرصع زیورات اور دیگر اسباب اور مختلف وسیلوں سے جمع ہوچکا تھا
ت ڈیڑھ کرور روپیہ نقد نظام الملک نے حاضر کیا اور اسیقدر قمرالدین خان
ہیں کیا سربلندخان بالکل نادار تھے اس سبب سے معاف کیے گئے۔ اور ذریعہ طے پایا کہ

تین کروڑ روپیہ منصب داران سے اور دیگر افسران اور امراؤ و روسا شہر سے
علی قدر مراتب وصول کیا جائے۔ قبل اس سے تحصیل زر کا کام سعادت خان
کے تفویض تھا اب اسکے مرنے کے بعد سربلندخان کے متعلق کیا گیا۔ ایک جلسہ سربلندخان
کے مکان پر ترتیب دیا گیا اور جملہ امرا و روسا شہر جو اہل دول خیال کیے گئے طلب
ہوئے اُن سے حکم کیا گیا کہ اپنے اپنے مال و دولت کی ایک ایک فہرست مرتب کرکے
نادرشاہ کے حضور میں پیش کرو اس میں جسقدر مناسب ہوگا لیا جائیگا جتنا بادشاہ چاہیگا
معاف کردیگا۔ مگر ہاں اتنا خیال رہے کہ جو شخص مفلسی کا عذر پیش کریگا اور بعدکو
ثبوت نہ ملیگا تو وہ مستوجب سزا ہوگا "دیہ موئے پہ سو درے ہیں۔ قتل عام سے
جانبر ہوئے تو ان مصیبتوں میں گرفتار ہوئے۔ سچ ہو زبردست کا ٹھینگا سر پر"
اسی دن اعظم اللہ خان۔ جگل کشور وکیل صوبہ دار بنگال۔ سیتا رام اور دیگر
منصب دار و افسران چبوترہ وغیرہ سربلندخان کے مکان پر جمع ہوئے اور شام
تک ٹھہر کر چند ناموں کی فہرست طیار کی بعدہ اپنے اپنے گھروں کو واپس گئے۔

۱۸۔ ذی الحجہ یوم دوشنبہ حسب معمول پھر سب کے سب سربلندخان کے مکان پر جمع ہوئے
اور ناموں کی فہرست طیار کراتے رہے۔ سید نیاز خان جس نے
قتل والی رات کو قزلباشوں کو کمرہ میں بند کرکے آگ لگادی تھی حکم نادرت سے قتل ہوئے
گلا گھونٹوا کر مار ڈالا گیا شہزور خان کا سر قلم ہوا۔ اور ربیان کا پیٹ پھاڑا گیا۔ کیونکہ
اُن لوگوں نے اس رات کو آتش بلوہ کے مشتعل کرنے میں کوشش کی اور مدد دی تھی

۱۹۔ ذی الحجہ یوم سہ شنبہ سربلندخان نے دربار میں طلب ہوکر ایک نیم آستین کا
۲۰۔ ذی الحجہ یوم چہارشنبہ خلعت پایا رحیم بیگ خان ہمراہ باشی دو سو سوار اور بندوقچیوں
کے ہمراہ سربلندخان کی ماتحتی میں بھیجا گیا کہ تمام منصب داروں کے یہاں جاکر گھوڑے
ہاتھی اعداد نسبوں کو دیکھے اور جن کو لایق اصطبل شاہی سمجھے زبردستی چھین کر لے آ

دوسرے روز بھی یہی کام بدستور جاری رہا۔
۲۲۔ ذی الحجہ یوم جمعہ حسب الحکم نادرشاہ سربلندخان اور عظیم اللہ خان قلعہ
میں حاضر ہوئے اور زر پیشکش کے واسطے مشورہ ہوکر حکم ہوا کہ مریدخان عرف محمد ہادی
سو ازاں سربلندخان سے پچاس سوار اور ایک خزانچی اور قربان لے کر شجاعت خان

دارنگال کے پاس جائے تین برس کی مالگذاری اور زر پیشکش وصول کرلائے
ناہی سے مرید خان کو ایک ہزار روپیہ اور دو سومیں روپیہ سواروں کے لئے
ہ دیا گیا۔

یکشنبہ ۔ دوشنبہ | یہ تینوں یوم زرپیشکش کے مباحثہ اور جھگڑے میں گذرے
مد مرزا کے عقد کا سامان شروع ہوا۔ شاہزادی سکینہ بنت سلطان یزدان بخش
طان داد ار بخش بن سلطان مراد بخش بن شاہجہان بادشاہ صاحبقران کے ساتھ
نہ قرار پائی۔ محفل نشاط گرم ہوئی۔ ارباب طرب جمع ہوئے۔ تمام دربار کو اپنی
ت اور سحر سندی سے مست و متوالا بنا دیا۔ ایک محویت کا عالم طاری ہوگیا۔
بمنار روشنی کا انتظام کیا گیا۔ تمام شب آتشبازی چھوٹا کی۔ مولوی تاج محمود صاحب
العصر نے حاضر دربار ہو کر نکاح پڑھا۔ مبارک سلامت کی دھومیں مچیں ۔
اہ نے پچاس ہزار کے قیمتی جواہرات اور پچاس ہزار روپیہ نقد جہیز میں دیا۔
دوسرے مورخ کا قول ہے کہ علاوہ بیش بہا جواہرات کے سات کرور روپیہ نقد
وپخانہ وغیرہ و دیگر کارخانہ جات جہیز میں دئے۔ شادی کے کچھ دنوں بعد نادرشاہ
پنی بہو کو پانچ لاکھ کے قیمتی جواہرات بھیجے۔

دوپہر کو عین جلال کے وقت تمام امرا قلعہ کی بارگاہ عدالت میں حاضر ہوئے
م | کیا
ب آفتاب تک ٹھہر کر اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے انھیں خوفناک اور پریشانیں
تا ہیں بلکہ اسکے بعد بھی اکثر اشخاص معاملہ نازک دیکھکر مال و متاع کو چھوڑ جلاوطن
ے اور یوں بھاگ کر اپنی جانیں بچائیں ۔ گو محرم کے ایام عزاداری کا زمانہ تھا
وف نادر کوئی شخص ہندوستانی اور قزلباش تعزیہ داری یا ماتم کا نام بھی نہ
سکتا تھا۔ نادر شاہ کے سپاہیوں نے جو بیرون شہر خیمہ ڈالے ہوئے پڑے تھے
ی شب کو رسم تعزیت ادا کی اور ماتم شروع کیا۔ ماتم کے شور اور سینہ کوبی کی
ب آوازوں پر سخت سزایاب ہوئے۔

اسی زمانہ میں بہت سے غیر متمند شریفوں نے زرپیشکش کے تقاضہ سے تنگ آکر
پنے تئیں آپ ہلاک کر ڈالا۔ انھیں جان دینے والوں میں شیدی فولاد خان
بیٹا علیم اللہ اور اس کا نائب بھی تھا جنھوں نے پانچویں محرم کو اپنے پیٹ اور

انتڑیون مین کٹاری بھونک کر جان دی۔

۶- محرم | قمر الدین خان کا وزیر دیوان مجلس رائے دربار مین طلب ہوا طہماسپ خان نے اپنے آقا کے سامنے اسکا ایک کان کٹوانے کا حکم دیا قمر الدین خان چاہتا تھا کہ کچھ سفارش کرے طہماسپ خان نے بگڑکر کہا کہ کیوں گھبراتے ہو رفتہ رفتہ تمھاری بھی باری آتی ہو۔ مجلس رائے کے دل پر اس کان کٹنے کی بے عزتی کا ایسا صدمہ ہوا کہ اُس نے ۱۲۔ محرم کو خودکشی کر لی۔

بہت سے شاہی متصدی طہماسپ کے حضور اس طرح ڈنڈون اور لگدون سے پٹوائے گئے کہ اُن غریب مظلومون کے منھ اور نیز اکثر اعضا سے خون جاری ہوگیا۔ اپیتارام اور جگل کشور کے ساتھ بھی ایسا ہی برتاؤ ہوا۔ جب فہرست زرپیشکش تیار ہوگئی تو نادرشاہ نے نظام الملک۔ سربلند خان۔ قمر الدین خان عظیم اللہ خان مرتضیٰ خان برادر مراد خان کو تحصیل زر کے واسطے مقرر کیا اور کہا امید ہے کہ دس روز کی مدت مین تم لوگ متعدی سے تین کرور روپیہ جمع کر دوگے ان لوگون نے روپیہ اور تمام پانچ حصون مین منقسم کئے اور ہر ایک نے دو دو سو سوار قزلباش ساتھ لئے۔ کہ اگر کوئی زر مطلوبہ دینے مین ذرا بھی چون وچرا کرے تو گھونسے اور لات سے خبر لی جائے۔

دسوین تاریخ دوپہر کے وقت سے تحصیل زر کا کام بڑی بے انصافی سے شروع ہوا کیونکہ اکثرون سے جن کے پاس دس دس لاکھ روپیے موجود تھے صرف پانچ ہزار مانگے گئے۔ اور بعضے غریبون سے جن کے پاس دس ہزار بھی نہ تھے بارہ ہزار طلب ہوئے اب اس مین قسمتون کا قصور سمجھئے یا ان مسکینون کی قسمتون کا پھیر بہت لوگ اُس بیجا برتاؤ اور بیداد سے جان بحق ہوئے۔ بہتون پر اتنی مار پڑی کہ مرگئے۔ جو اہی بے عزتی سے جانبر ہوکر سستے چھوٹے ان مین بھی کوئی لنگڑا کوئی لولا۔ غرضکہ کوئی سختی کوئی بیداد اور کوئی تشدد ایسا نہ تھا جو اُٹھ رہا ہو۔ یہ تحصیل اس روز تک جاری رہی جس دن نادرشاہ شہر کو چلا گیا۔ ہزار دقت لوگون کے گلے دبا دبا کر چار کرور روپیہ جمع ہوا۔ اس مین سے تین کرور تیس لاکھ روپیہ نادرشاہ کے خزانہ مین داخل ہوئے۔ باقی ستر لاکھ اُن امرا اور اُن سوارون کی زنبیل مین

ں ہوئے جو تحصیل کے کامون پر متعین تھے بہت کچھ نقصان قیمت کم آنکنے مین ہوا
لمہ پانسو کا گھوڑا ایک پانچ تومان کو اندازہ کیا گیا جس کے صرف سو روپیہ ہوتے ہین
پچاس روپیہ کا شال ایک تومان کو جس کے بیس ہی روپیہ ہوتے ہین علی ہذا القیاس
باب نادرشاہ نے خرید کیا وہ اسیطرح مین مانی قیمت لگا کر فہرست حساب مین درج ہوا۔

قتل عام کے دن جسقدر تمام شہر مین بھڑسالین تھین اُن پر قزلباشون نے اپنا قبضہ
یا تھا کچھ تو یہ باعث ہوا اور کچھ راستون کے بند ہونے کے سبب سے گیہون
یہ کا دو سیر۔ چاول ڈیڑھ سیر گھی آدھ سیر بکنے لگا۔ بیس دن تک یہی نرخ رہا۔
ار سربلند خان اور عظیم اللہ خان نے اجازت حاصل کر کے غلہ لانے کے واسطے
آباد گاڑیان بھیجین اُن کے علاوہ اور بھی جتنی گاڑیان ملین سب بھیجی گئین بہت
ذیب آدمی اور بنئے ساتھ گئے۔ اب تھوڑے دنون کے بعد گیہون کا نرخ
ن سیر اور چاول اڑھائی سیر اور گھی ۱½ سیر بکنے لگا ان ایام مین قزلباش سوار
آباد اور دیگر گرد و نواح مین دھاوے مار مار کر بیس بیس تیس تیس کوس
لوٹ لاتے تھے۔ جو کوئی روک ٹوک کرتا تھا اس کی شامت آجاتی۔ جان سے
جاتا۔ یہ قزلباش اپنے گھوڑون اور اونٹون کو گھاس کی جگہ جو اور گیہون کا چوکر
تے تھے اور شہر والون کو کسی نرخ پر چارہ میسر نہ آتا لہذا اُنکے مویشی بھوکون مر گئے۔

آخر ماہ محرم مین دانشمند خان جسکا بھائی ملا علی اکبر جو نادرشاہ کا ملاباشی تھا
ہ مذکور کی سفارش سے محمد شاہ کے دربار مین ہفت ہزاری کے منصب پر مع پوری
بر کے سرفراز ہوا۔ علاوہ ازین قدیم عہدہ خانسامانی کا بھی قائم رہا۔ لیکن نادرشاہ
چلے جانے کے کچھ دنون بعد ربیع الآخر کو بیمار پڑ گیا۔ سوائے ایک دانشمند خان
اور کسی کے لیے محمد شاہ سے نادر نے سفارش نہین کی۔

صفر یوم چہارشنبہ | نادرشاہ نے ۵ بجے صبح کو کل امرائے محمد شاہی کو حاضری دربار کا
دیا محمد شاہ نے بیالیس خلعتین مرحمت فرمائین۔ نظام الملک۔ سربلند خان
لدین۔ اور محمد خان بنگش کی خلعتین حسب ذیل تھین۔ اطلس کی ایک قیمتی صدری
وزی کام کی ایک شکاری شیروانی۔ چار گز کا ایک بیش قیمت مندیل پگڑی
س کی ایک مطلا تلوار ایک چاقو مع میان مطلا۔ باقی خلعت مختلف تھے بعضون کا

پانچ پارچہ کا بعضوں کا چار بعضوں کا تین دو ایک تک۔ ۸ بجے صبح کو محمد شاہ
تخت رواں پر سوار ہو کر مع چند خاص امرا کے دیوان عام کی طرف روانہ ہوئے
دیوان عام کے دروازے پر تمام امرا پیادہ پا ہو کر جلو میں چلے۔ محمد شاہ دیوان خاص
میں پہونچ کر تخت رواں سے اُترے اور بڑھکر نادر شاہ سے بغلگیر ہوئے باہم ایک ہی
جلسہ میں دونوں تاجداروں نے چاشت کھائی۔ خاص خاص امرا بھی شریک ہوئے
تھوڑے عرصہ کے بعد محمد شاہ کے واسطے ذیل کی چیزیں حاضر کی گئیں۔
تاج مرصع۔ سرپیچ مرصع۔ سیف مطلا۔ کٹاری مینا کار۔ نادر شاہ نے اپنے
ہاتھ سے محمد شاہ کے سر مبارک پر تاج شاہی رکھا اور معذرت خواہی کے کلمات ادا کرکے
معذرت چاہی پھر حسب ذیل صلاحیں دیکر رخصت ہوا۔
سب سے پہلے کل امرا کی جاگیریں ضبط کرو اور اُن کے منصب اور مرتبہ کے
لائق تنخواہیں مقرر کردو اور کسی کو ذاتی فوج رکھنے کی اجازت نہ دو۔ تم خود ساٹھ ہزار
سوار چرار ۲۰ روپیہ سالانہ کے حساب سے نوکر رکھو اور ہر ایک سوار کے ساتھ دو ہزار
سوار رہے" دس آدمیوں پر ایک دہ باشی۔ اور ہر دہ باشی پر ایک صدی وال
اور ہر ایک صدی وال ایک دہ صدی وال یعنی پنجم باشی مقرر کرو تم کو خود
ہر ایک کی لیاقت۔ نام اور خاندان جاننا۔ اور کسی سپاہی یا سوار کو بیکار نہ رکھنا چاہئے
جب کسی مہم کی ضرورت پڑے تو ایک کافی تعداد فوج کسی ایسے شخص کی ماتحتی میں
جسکی ایمانداری۔ بہادری اور چال چلن پر پورا بھروسہ ہو بھیجنا چاہئے۔ اور جب وہ
مہم اختتام کو پہونچے تو وہ فوراً معہ سلسلہ افسر بلا لیا جاوے تاکہ اسکا کوئی خراب نتیجہ
نہ پیدا ہو۔ اور خاصکر اس پیر فرتوت کمتہ فرسا تی نظام الملک سے بہت ہی خبردار
رہنا کیونکہ اُسکے اطوار سے مجھے بخوبی معلوم ہو گیا کہ وہ بڑا مکار اور خود غرض ہے۔
محمد شاہ نے نہایت عاجزی سے شکریہ ادا کرکے کہا کہ اب میری سلطنت آپکی
ذات پر منحصر ہے لہذا مناسب ہوگا کہ آپ ہی عہدہ داروں کو منتخب فرما دیجئے۔
نادر نے جواب دیا کہ اپنا انتظام آپ خود ہی اپنا فائدہ سمجھکر کر لیجئے۔ یہ اس لئے
کہ میرے جانے کے بعد میرا انتخاب ٹھیک نہیں رہیگا لہذا آپ خود ہر شخص کے لئے اُسکی
لیاقت کے موافق عہدہ تجویز کیجئے۔ اگر اچانک اُن میں سے کوئی سرتابی۔ شورش

رے تو مین پہلے ہی اطلاع پر ایک آدمی اور اگر اور زیادہ ضرورت سمجھونگا تو فوج
ہرکوبی کے واسطے روانہ کرونگا اور اگر نہایت ضرورت ہوئی تو قندھار سے چالیس
عرصہ مین خود بھی تمھارے پاس پہونچ سکتا ہون۔ ہر موقع پر مجھکو اپنے پاس
نہ سمجھنا اسکے بعد محمد شاہ دربار برخاست کرکے عیش محل مین رونق افروز ہوئے
ست ہوکر اپنے اپنے گھرون مین آگئے۔

نادر شاہ نے نظام الملک۔ سربلند خان۔ اور نیز دیگر امراکو بلوا بھیجا اور
کی اطاعت کی تاکید کی اور دھمکی دی کہ اگر بغاوت یا سرتابی کروگے تو سخت
ہوگی بعد اسکے کوچ کیا پھر یہ بھی افواہ اڑی کہ نادر شاہ نے چند امرائے طہماسپ خان
ف علی خان وغیرہ سے کہا کہ مین نے دو باتون مین دانائی سے کام نہ لیا ایک تو
ہ کو تفویض سلطنت کیونکہ وہ اس عظیم الشان مرتبہ اور انتظام کے لائق نہین ہے
ظام الملک کو امان دینا۔ اسواسطے کہ وہ بڑا اسکار ہے ضرور کچھ نہ کچھ فساد برپا کریگا
حکم قضا اور نیز انکی خوبی قسمت سے مین وعدہ کرچکا تھا لہذا اسکے خلاف نہین کیا

فر یوم جمعہ | نادر شاہ کا پیش خیمہ باغ شالامار کو روانہ ہوا گشتی فرمان جاری
جب کوچ شروع ہو جائے تو فوج کا کوئی شخص خواہ قزلباش یا اور کوئی ہرگز
ہین نہ ٹھہرے کسی قیدی مرد یا عورت کو کوئی اپنے ساتھ نہ لے جائے سوائے
ہون کے جو زر نقد سے خریدے گئے ہون اور بیچنے والے کے تحریری دستخط اور
ن کی گواہیان اور بیچنے والے کی رضامندی لکھی ہو یا اُن عورتون کو جن سے
شریعت نبوی عقد کیا گیا ہو اور وہ غلام اور وہ منکوحہ بیویان بھی بغیر اُن کی
دی کے ساتھ نہ لیجائی جائین۔ اور عام منادی کی گئی کہ باشندگان دہلی
ے کوئی شخص اپنے گھر مین ایسے آدمی کو جسکو ہماری فوج سے تعلق ہے نہ مہمان
ور نہ چھپائے جو شخص ان احکامات کی خلاف ورزی کریگا اسکا مال ضبط ہوگا
ہ جان سے مارا جائیگا۔ اس حکم کے نفاذ کے بعد جن لوگون نے دہلی مین عقد
تھا اور اپنی بیویون کو ناراض پایا فوراً طلاق دی۔ چند افسرون نے بیویون
ت سماجت کرکے انکو اپنے ساتھ لے لیا تھا مگر جب نادر شاہ کو اسکی خبر پہونچی
بھی واپس بھجوا دیا۔

۷۔صفر۔یوم شنبہ	نادر شاہ باغ شالامار کو روانہ ہوا اور حکم دیا کہ آج تمام

سپاہی شہر کو چھوڑ کر چلے آدیں۔

۸۔صفر یوم شنبہ	فوج کا جائزہ ہوا چار سو سپاہی اور دیگر نوکر کم نکلے۔ شیدی فولاد

کوتوال دہلی کے پاس حکم بھیجا کہ گرفتار کر کے بھیجدو۔ چنانچہ ساٹھ آدمی جو اُسنے روانہ کئے تھے مقام سرہند میں پیش کیئے گئے ان سب کے سر قلم کروا دیے۔ بعد ازان کچھ آدمی اور بھی دستیاب ہوئے مگر محمد شاہ کی سفارش سے رہا کیئے گئے۔

نادر شاہ کوچ و مقام کرتا ہوا لاہور پہونچا۔ اور راستہ مین تھانیسر اور چند قریون کو لوٹ لیا اسکی ایک وجہ یہ بیان کی جاتی ہو کہ کچھ فوج غلہ اور دیگر ضروریات فراہم کرنے کے واسطے بھیجی گئی تھی۔ اسکو بدمعاشان شہر و دیہات نے جو ایسے موقعون کے منتظر رہا کرتے ہین لوٹا اور قتل کیا تھا۔ چنانچہ لاہور پہونچنے سے پہلے نادر شاہ کے ایک ہزار سے زاید خچر۔ اونٹ۔ یابو۔ چوری گئے۔

کہتے ہین کہ زمیندار کرنال کو جہان اُس نے فتح حاصل کی تھی پانچہزار روپیہ ایک گانون بنام فتح آباد بسانے کی غرض سے دیئے۔

دہلی سے کوچ کرنے سے کچھ دنون پہلے اُس نے کچھ حصہ اپنی فوج کا لاہور کو روانہ کیا۔ جب ذکریا خان کو خبر پہونچی تو اُسنے ایک جلسہ ترتیب دیا اور کل روسا لاہور و تاجران دولتمندون کو جمع کر کے مشورہ طلب کیا۔ کہ ذکریا خان افسر فوج کے نام پیغام بھیجین اگر تمھارا ارادہ قتل کا ہو تو سر تسلیم خم ہو۔ ہم حاضر ہین اگر شہر کو لوٹنا منظور ہو تو ہم شہر کو خالی کر کے ہٹ جاتے ہین مال و اسباب موجود ہو اُٹھا لے جاؤ اگر زر نقد کی ضرورت ہو تو صوبہ دار اور تمام باشندگان شہر ایک کرور سے زاید نہین جمع کر سکتے پس جو تمھارا ارادہ ہو اس سے اطلاع دو۔ لاہور بہت ہی مختصر شہر ہو اور جس ضبط اور استقلال کے ساتھ دہلی نے ایسی قہار فوج کے قہر کا سامنا کیا ہو یہ شہر بیچارہ اُسکی تاب نہین رکھتا ہو۔ افسر نے یہ پیغام اپنے آقا کے پاس بھیجدیا حکم ہوا کہ ایک کرور روپیہ لے لو اور اُن کو مت ستاؤ۔ روپیہ وصول کر کے فوج واپس بلا لی گئی۔

۱۵۔صفر یوم یکشنبہ	محمد شاہ عیش محل سے برآمد ہو کر دیوان عام مین ڈیڑھ گھنٹہ

سے زاید عرصہ تک جلوہ فرما رہے نذرین گذرین۔

...صفر یوم جمعہ	عمدۃ الملک کو ایک پالکی اور بخشی سوم کا عہدہ - اسحاق خان کو

...ان خالصہ عظیم اللہ خان کو دیوان صدارت - احتشام خان فرزند خان دوران سوئی
...داروغہ خاص عطا ہوا -

... ربیع الاول	دانشمند خان کے انتقال پر سعد الدین خان اسکے عہدہ پر مامور ہوا -
... ربیع الاول	معاملات ملکی میں کوئی جدید انتظام اور معقول بندوبست نہوا -

...ت حیرت ہو کہ یہ بربادی بھی جسکو صور اسرافیل یعنی قیامت کا نمونہ سمجھنا چاہیے
...لوگوں کو جو شراب نخوت سے معمور اور نشہ رعونت میں چور ہو رہے تھے نہ ہوشیار
...لی ایک دوسرے کے دلوں میں پرانا زنگ آلودہ کینہ حسد بغض - پرخاش - رشک
...وت کا بازار گرم رہا - وہ عمارتیں جنکو تھوڑا نقصان پہونچا تھا پھر مرمت ہو کر آباد
...ہیں اور جو بالکل منہدم و مسمار ہو گئی تھیں وہ اسی حالت میں پڑی رہیں واہ رے
...للہ نادر شاہ کے وحشیانہ برتاؤ اور فحش کلمات کا ذکر بڑے ہی مذاق وطمانیت اور دلفریبی
...سرت کے ساتھ ہوتا ہو اور خالی ذکر ہی نہیں بلکہ ہر ایک بات یاد کرکے قہقہہ اڑاتے
...ں - دلچسپیاں پیدا کی جا رہی ہیں - ایک دوسرے پر منھ آرہا ہو نوک جھوک
...رہے ہیں - اپنے مصائب اور بے عزتیوں کا کسی کو بھی خیال نہیں - بڑا لطف تو یہ ہو کہ
...در کے چلے جانے سے رنجیدہ ہیں - واہ رے ع ایسا چکنا گھڑا نہیں دیکھا پیشکش والے
...معاملہ میں چونکہ سربلند خان نے بھی شرکت کی تھی اسپر لوگ سخت لعنت و ملامت
...رتے تھے - مگر وہ بالکل بے قصور تھا وہ کر ہی کیا سکتا تھا زبردست مارے اور رونے
...دے - او مین زبان خلق کو کس نے بند کیا کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہو ؎

قال ان الالہ ذو ولد ہی — قال ان الرسول قد کہنا
کہا تحقیق کر اللہ صاحب اولاد ہو — کہا تحقیق کر رسول جادوگر ہو
ما نجی اللہ والرسول معاً — من لسان الوری فکیف انا
جبکہ نجات پائی اللہ و رسول دونوں نے — زبان خلق سے - پس - کیونکر میں

نقصان کا تخمینہ

ابتدائے جنگ کرنال سے شاہجہان آباد سے واپس ہونے تک بادشاہ اور

رعایا کا مالی نقصان از قسم جواہرات - خزانہ مال و اسباب - اور نیز زراعت انہدام مکانات کے علاوہ قریب قریب ایک ارب کے ہے - جسمین سے ستر کروڑ کا جواہرات خزانہ اور مال و اسباب نادر شاہ کے تصرف مین آیا - اسکے دس کرور افسرون اور سپاہیون کی جیبون اور خریتون مین بھر اگیا - اخراجات فوج جب تک کہ ہندوستان مین رہی اسکی بقایا پیشگی - زر انعام سب یہین عنایت ہوا - نقصان آتشزدگی نقصان مزارع کی تعداد بیس کرور کے قریب ہوتی ہے - نادر جو کچھ ہندوستان سے لے گیا اس کی تفصیل ذیل مین درج ہے :-

جواہرات جو محمد شاہ اور امرا سے لئے -	۲۵ - کروڑ
ظروف مینا کار - قبضہ مرصع - اسلحہ بیش بہا - تخت[1] طاؤسی اور نو عدد دوسری قسم کے تخت مرصع -	۹ - کروڑ
اشرفی و زر نقد -	۲۵ - کروڑ
سونا اور چاندی جسکو گلوا کر اپنے نام کے سکے بنوائے	۵ کروڑ
پارچہ جات اور امتعہ بیش قیمت -	۲ - کروڑ
اسباب خانہ داری اور دیگر اشیاے قیمتی -	۳ کروڑ
اسلحہ و توپ	ایک کروڑ
میزان کل	۷۰ - کروڑ

[1] یہ وہ تخت طاؤسی ہے جس کی خوبی اور صناعی کا تذکرہ آج تک تمام دنیا مین ہو رہا ہے اس تخت کو شاہجہان نے ۱۰۴۴ھ ہجری مین بنوایا تھا - اس کی طیاری مین حسب ذیل روپیہ صرف ہوا تخت کا درمیانی حصہ جسپر شاہجہان تکیہ لگا کر جلوس فرماتے تھے دس لاکھ روپیہ مین طیار ہوا اس کے وسط مین ایک لاکھ روپیہ کا ایک لعل آویزان تھا یہ بیش بہا جواہر شاہ عباس بادشاہ ایران نے اپنے ایلچی زنبیل بیگ کے ذریعہ سے جنت مکانی جہانگیر بادشاہ کو ہدیۃً بھیجا تھا جب شاہجہان نے دکھن فتح کیا تو جہانگیر نے خوش ہو کر اس فتح کے صلہ مین اپنے غلام افضل خان کے ہاتھون شاہجہان کو عنایت کیا تھا اس لعل پر حضرت صاحبقرانی امیر تیمور گورکان - مرزا شاہ رخ - اور مرزا الغ بیگ جیسے نامورانِ روزگار کے اسما کندہ تھے - بعد اس کے زمانہ کے انقلاب سے

فیل	اسپ	شتر
...ہزار زنجیر	معـ ہزار زنجیر	ـ ہزار زنجیر
...ا جـ سرا	متصدی	کاریگران علاقات از قسم زرگر و آہنگر وغیرہ
...ب صد نفر	یک صد وسی قلم	دو صد نفر
...معار	سنگ تراش	نجار
...صد نفر	یک صد نفر	دو صد نفر

نادرشاہ کی نظرون مین شہر شاہجہان آباد اور اُسکا قلعہ کچھ ایسا بھلا معلوم ...ہ اسکا ایک نقشہ بنواکر اپنے ساتھ لیگیا اور ان تمام کاریگران مرقومہ بالا کو ...قول تنخواہین دیکر اس شرط سے اپنے ہمراہ لیا کہ تم سب کو تین برس تک قندھار مین ...م کرنا پڑیگا اس مدت کے بعد تمکو وہان رہنے یا پلٹ آنے کا اختیار ہو۔ لاہور تک ...ہنچتے پہونچتے بہت سے کاریگر جو بھاگ سکے پلٹ آئے۔

نادرشاہ کے شاہجہان آباد مین داخل ہونے اور وہان سے لاہور پہونچنے تک کے ...نہ مین دو لاکھ آدمی رعایا مین سے حسب ذیل ضایع ہوئے

...ہور سے کرنال آنے تک سڑکون اور گانؤن مین ۸ - ہزار

...لک کرنال مین۔ ۱۷ - ہزار

...ت کے بعد تین یوم تک شاہراہون اور دیگر اطراف کیمپ مین۔ ۱۴۴ - ہزار

...جہان آباد پہونچنے تک سون پت اور پانی پت اور دیگر دیہات مین - ۷ - ہزار

...ز رفتہ شاہ عباس کے ہاتھ لگا اسنے بھی ایک طرف اپنا نام نامی منقوش کرایا جب شاہجہان ...انکے والد مہربان جہانگیر نے عنایت کیا تو شاہجہان نے اپنا اور اپنے پدر بزرگوار کا نام اُسپر ...م کرایا اس لعل کے علاوہ اور بھی جواہرات ۸۶ لاکھ روپیہ کا قیمتی اس تخت پر چڑھے ...۔ چالیس لاکھ روپیہ کا سونا صرف ہوا تھا۔ اس حساب سے ایک کروڑ گیارہ لاکھ کا تخمینہ ہوتا ہی ...سرے مورخ ۸ کروڑ تک قیمت کا اندازہ بتلاتے ہین۔ ہان اس زمانہ کے سکہ اور زمانہ حال کے ...ہ کے تفاوت سے غالباً وہ اندازہ ٹھیک ہوگا اُسی زمانہ کے شاعر حاجی محمد قاسمی نے اس ...ت کے تیار ہونے کی یہ تاریخ کہی تھی ع چونا بخش زبان پر سیدانے دل بگفت اورنگ شہنشاہ عادل ...ر دوسرا تاریخی مصرعہ یہ ہے۔ سریر ہمایون صاحبقران۔

قتل عام دہلی مین ایک لاکھ دس ہزار

قتل عام کے بعد روح اللہ اکبر کی سرائے اور اس اطراف و جوانب کے دیہات مین ۲۰ کوس تک۔ ۲۵ ہزار

واپسی کی حالت مین مقام تھانیسر اور دیگر قریون مین۔ ۱۲ ہزار

اور جنھون نے خودکشی کر لی۔ ڈوب مرے۔ اپنے تئین آگ مین ڈال دیا۔ یا قحط یا دیگر مصائب سے فوت ہوئے۔ ۷ ہزار

کل میزان دو لاکھ

لاہور پہونچکر ملک سندھ پر فوج بھیجی۔ صوبہ مہنا اور قلعہ امرگڈھ پر جو دریائے ستلج کے کنارے بہت مضبوط قلعہ بھاری توپون رسکلون اور بیشمار فوجون سے مستحکم تھا اور جہان حاکم خدایار خان لٹی حکمران تھا فوج نے حملہ کیا۔ اور چار روز متواتر دھاوون سے خدایار خان لٹی کو دستگیر کر کے حضور شاہ مین حاضر کیا۔ اُس کو دو کروڑ روپیہ نقد لیکے خلعت عطا کیا اور خان بہادر کی معرفت رخصت کیا گیا۔ اسکے بعد دریافت ہوا کہ قلعہ … مین راجہ غازی خان اور اُسکا بیٹا اسمعیل خان خودسر حاکم بن بیٹھا ہی اور قلعہ … کو توپون اور فوج سے کچھ ایسا مستحکم کر لیا ہی کہ خان بہادر صوبہ ملتان کو محصول کی بابت ایک حبہ نہین دیتا۔ اور اسی کے تحت مین دراگڈھ اور عثمان گڈھ بھی ہین۔ فوراً نادرشاہ نے اُسپر بھی فوج روانہ کی جسنے پانچ روز مین یلغار کر کے عثمان گڈھ کو تاخت و تاراج کیا۔ راجہ غازی خان کا سر کاٹا اور اسکے بیٹے اسمعیل خان کو زندہ گرفتار کر کے نادرشاہ کے دربار مین حاضر کر دیا۔ اسمعیل خان سے پچاس لاکھ روپیہ نذرانہ لیا اسکا راج اسی کو بخش دیا اور خان بہادر کی معرفت خلعت دیکر رخصت کیا۔ نادرشاہ لاہور سے کوچ کر کے کابل پہونچا۔ خان بہادر کو قلعہ اٹک تک ہمراہ لایا۔ ایک کروڑ روپیہ نذرانہ لیا۔ اور فرزندخان کا خطاب عطا فرما کر رخصت کیا۔ یہ ساڑھے تین کروڑ روپیہ اس ستر کروڑ والی فہرست سے علحدہ ہی۔

امیر ادریس حاکم توران پر چڑھائی

نادر نے کابل پہونچکر قلعہ قندھار کو بائین ہاتھ چھوڑا اور ولایت توران

ف رُخ پھیر کر گڑھ غزنین مین خیمہ ڈالا وہان سے شہر بلخ پر جو امیر ادریس
توران کا تخت گاہ تھا پہونچ گیا۔ امیر ادریس نے اپنی فوج کو اوزبکون
راستہ کیا اور قریب پچاس ہزار سوار کی جمعیت بہم پہونچا کر نادر شاہ کے مقابلہ کو چڑھ دوڑا
باہ کے مقابلہ کے بعد صلح ہوگئی۔ اور امیر ادریس کی بہن کے ساتھ نادر شاہ
سے بیٹے ظفر اللہ مرزا کا عقد ہوا۔ ایک کرور روپیہ نقد اور جواہرات بیش بہا
مین ملا نادر نے سلطنت توران سے کچھ تعرض نہ کیا اور قوم قلماق سے بیس نفر
ایک راس اسپ ترکی اور دوسری قسم کے پچاس گھوڑے اور تورانی
بات محمد شاہ کی خدمت مین روانہ کرکے ولایت ایران کی طرف سدھارا۔

والی ترکستان شیر دل بادشاہ اتنے بڑے طول طویل سفر کے بعد بھی فراغت سے
نہ پایا۔ اچانک خبر پہونچی۔ کہ نادر شاہ کا بڑا بھائی محمد ابراہیم خان صوبہ دار خراسان
لاکھ روپیہ وصول کرنے کی غرض سے ترکستان گیا ہوا تھا جو والی ترکستان سال بسال
ایران کو پیشکش دیا کرتا تھا۔ ترکون نے ابراہیم خان کو روپیہ نہ دیا۔ بلکہ اُلٹے لڑائی
ادہ ہوگئے۔ اتفاقاً ایک شب کو ترکون نے شبخون مارا۔ محمد ابراہیم خان نا مقابلہ
بھاگ کھڑا ہوا۔ اور اسکا تمام لشکر اور خزانہ چھوٹ گیا۔ محمد ابراہیم خان مارا گیا
ب کرکے اُسکا سر کاٹ کر اپنے سردار کے پاس لے گئے۔ نادر شاہ یہ خبر سنتے ہی
بھبھوکا ہوگیا۔ اور شعلۂ آتش کی طرح لپکا۔ بہت سے قصبات اور محلات کو لوٹ لیا
قریب پچاس ہزار کے لڑکے گرفتار کرکے غلام بنائے پانچ مہینے تک لڑائی رہی
ن چھ مہینے تک برف کثرت سے گرتی ہے۔ اس برف نے آتش فساد کی گرما گرمی ہی
ڈالکر مردان دلاور کی حرارتین بجھا دین۔ اب سب ٹھنڈے ہوکر بیٹھ رہے۔
ر نادر شاہ حیران اُدھر ترکستان والے عاجز و پشیمان مجبوراً صلح ہوئی۔ نادر شاہ نے
کو غنیمت سمجھکر فوراً قبول کرلیا حاکم ترکستان نے پانچسو راس اسپ عراقی اور
نہ و جواہر بہت کچھ دیا۔ نادر شاہ یہ نذرانہ قبول کرکے اصفہان پلٹ آیا۔

سلطان روم کی خدمت مین نامہ

نادر نے سلطان روم کی خدمت مین اس مضمون کا نامہ بھیجا کہ دو حاجیان

بیت اللہ شریف کو جو دور دراز ملکوں سے آتے ہیں خرابی راہ اور بدوؤں کی رہزنی کی وجہ سے سخت تکالیف اٹھانی پڑتی ہے اور بہت کچھ جان کا خطرہ رہتا ہے لہذا کچھ ایسا انتظام فرمایئے کہ حجاج بیت اللہ بحفاظت و بخیریت اور آسانی و آسایش کے ساتھ اس دشوارگذار راستہ سے گذر سکیں۔ اور اسی ضمن میں اس امر کا بھی متمنی ہوا کہ خانہ کعبہ میں حنفی۔ مالکی۔ حنبلی۔ شافعی چار مصلے ہیں اور ہر چار مذہب کے امام ان مصلوں پر اس سلیمان جاہ کے نام کا خطبہ پڑھتے ہیں۔ آیندہ سے اجازت دیجیے کہ مصلائے شافعی پر جو ایران کی جانب واقع ہے اس دوستدار کے نام کا خطبہ پڑھا جائے"۔ اس کے علاوہ اور دوسرے مطالب بھی تحریر کئے اور تحایف و نفایس ہندوستان ایلچی کو دیکر روانہ کیا۔ سلطان روم نے باوجود ان تمام تالیف قلوب کے مطلق غریب نہ کھایا اور محاربہ کے واسطے مستعد ہو گیا ادھر سے بھی سامان جنگ ترتیب دیا گیا۔ پھر بغداد پر چڑھائی کی اور سوا برس تک محاربہ اور محاصرہ قایم رکھا لیکن محض بے سود ہوا کیونکہ عمارت قلعہ اس نہج پر قایم ہوئی تھی کہ تمام شہر کی آبادی اندرون قلعہ تھی۔ ہر چند ظاہر میں دیوار قلعہ کی بلندی دوسرے قلعے کے مانند معمولی ہی تھی لیکن اس زمانہ کے انجنیروں نے کچھ طرفہ تدبیر سے قلعہ کی بنیاد ڈالی تھی کہ اس دیوار پر گولہ ہرگز نہ پڑتا تھا۔ اگر سر تو پ کا منہ اونچا کیا جاتا تو گولہ اوپر سے نکل جاتا اور اگر ذرا بھی نیچے کو رخ ہوتا تو فصیل میں جا لگتا۔ اور اگر دھاوا کر کے جانا چاہتے تو قلعہ کے گرد عمیق خندق پانی سے لبریز موجیں مارتی تھیں فصیل تک رسائی محال تھی۔ ناچار ہو کر محاصرہ اٹھالیا۔

نادر شاہ کی موت

نادر شاہ جیسا اولوالعزم۔ شجاع۔ بلند ہمت مضبوط اور بہادر تھا ویسا ہی انتظام سلطنت میں خود رائے۔ غیر مشورہ طلب۔ جابر اور ظالم تھا۔ انتظامی حالت کا فیصلہ بالکل خود مختارانہ رائے سے کرتا تھا۔ اسکی غیور طبیعت اپنی رائے میں دوسرے کی شرکت ہرگز گوارا نہ کرتی تھی یہی وجہ تھی کہ اسکی سلطنت نے کبھی سعادت اور بہبودی کی شکل نہ دیکھی۔ خلق خدا اسکے طرز حکمرانی سے نالاں رہی۔ اسکی جابرانہ

...دائیون نے کسی دل کو خوش نہین رکھا۔ مزاج مین تشدد حد سے زیادہ بڑھا ہوا تھا
...موقع پر وحشیانہ اور جاہلانہ حکم بیرحمی کے ساتھ جاری کر دیا کرتا جسکو مصلحت اندیش
...سے بالکل لگاؤ نہ ہوتا۔
...جنگ ترکستان مین رضا قلی خان برادر زادہ شاہ اور طہماسپ کے بیٹے رستم علی خان
...تقی محمد خان کرد کے بیٹے کی کچھ خفیہ سازشین پائی گئین اس جرم کے باعث یہ تینون
...ار ماخوذ ہوئے اور ہر ایک کی ایک ایک آنکھ نکلوائی اور قتل کئے گئے اس
...سے تمام دربار مین عام برہمی پھیلی۔ علی قلی خان اپنے بھائی کے واقعہ طہماسپ خان
...بیٹے اور تقی محمد خان کرد اپنے فرزند کے قتل سے بد دل اور نادر شاہ کے
...دشمن ہوگئے۔ اور اُسکے قتل کا موقع ڈھونڈھنے لگے وہ قزلباش افشار جو نادر شاہ
...ہمقوم اور اُسکے خیمہ کے چوکیدار تھے۔ ان سے علی قلی خان اور طہماسپ قلی خان
...سرداروں نے سازش کر کے مناصب جلیلہ اور عنایت شاہانہ کا امیدوار کیا۔
...نچہ وہی خیمہ کے ستر نگہبان موقع پاتے ہی حوالی قوموں مین کہ مشہد مقدس
...۳۰ منزل کے فاصلہ پر واقع ہے ماہ جمادی الاول ۱۱۶۰ھ کو خیمے پر دھاوا کر بیٹھے
...ستر مین ستاون آدمی تو رعب وجلال نادری سے بھاگ کھڑے ہوئے باقی ماندہ
...جوان داخل خیمہ ہوئے اولاً اُس خواجہ سرا کو قتل کیا جو اندر داخل ہونے سے
...رض اور مانع ہوا تھا بعدہ نادر شاہ پر جھپٹ پڑے ابتدأً نادر شاہ نے غضب نادری
...جلایا کلمات فحش کہے اور طیش ظاہر کیا بعدہٗ عجز و انکسار سے کام لیا۔ جب ان دونون
...ون سے کچھ مطلب نہ نکلا خود بھی تلوار پکڑ کر سیدھا ہوگیا بارہ قزلباشون کو جان
...مارا اور خود بھی تہ تیغ بیدریغ ہوا نجان من تعزز بالقدرت والبقاء وقہر العباد
...وت والفتاح نادر واقعہ قتل سے پیشتر ہی شاہی محلات اور جواہر خانہ اور
...م کارخانہ جات اپنے بیٹے نصر اللہ مرزا کے ہمراہ کلات کو بھیج چکا تھا لہذا اسوقت
...رتین اور جواہرات وغیرہ دست برد سے محفوظ رہے شب کو یہ واقعہ گذرا
...کو لوگ ڈرتے ڈرتے تحقیق احوال کی غرض سے خیمہ نادری مین پہونچے۔
...دیکھا کہ لاشہ بے سر خاک پر پڑا ہوا ہے اور ایک پیرزال سرہانے بیٹھی ہوئی
...کر رہی ہے افسوس اسے

سرے شب سر قتل و تاراج داشت　　سحر گہ نہ تن سر نہ سر تاج داشت
زیک گردش چرخ نیلو فری　　نہ نادر بجا ماند و نے نادری

بعد اس واقعہ کے جس طرح کہ شاہ متوفی نے اپنی فوج کو ایران توران و ہندوستان مین خزانہ لوٹنے کی تعلیم فرمائی تھی اسیطرح اُسکی فوج غارتگرے منجے ہوئے ہاتھون سے خود نادر کا خزانہ کارخانہ اور توپخانہ لوٹا اور سر دو سرا سر قہر کا سر کاٹ کر اُسکے بھتیجے علی قلی خان کے پاس لے گئے اور نہایت مسرت کے ساتھ مبارکباد دی نودن کے بعد علی قلی خان نے اسکی لاش فوجون سے اُٹھوا کر مشہد مقدس مین پہونچائی اور قتل کے واقعہ سے پندرھوین روز اس مقبرہ مین جس کو قبل سے نادر شاہ نے اپنے واسطے بنوا رکھا تھا دفن کر دیا ٭

شہنشاہی کہ از مور و ملخ افزون بدش لشکر　　گذرکن سوے قبرش تا ببین مور ان کار دانی

قتل کی تاریخ اس غریب دیار و امصار اور مکدر یار و اغیار کی تاریخ اسی زمانہ کے کسی شاعر نے یون کہی ہے فی النار والسقر مع الجد والپدر۔ اگرچہ تاریخی فقرہ زبان خلائق پر جاری ہے لیکن لفظ پدر پر کہ فارسی ہے الف و لام خلاف قاعدہ ہے۔ لیہ۔ اس واقعہ کے علی قلی خان نادر شاہ کا بھتیجا طہماسپ قلی خان کی رفاقت اور اطاعت سے تخت ایران پر رونق افروز ہوا۔ اور علی شاہ اپنا نام رکھا۔ اور کل جواہرات مع دس کرور روپیہ نقد اور تخت طاوسی وغیرہ کو جو مقام کلات مین تھا ضبط کر کے اپنے قبضہ مین لایا۔ اور تمام اولاد و احفاد نادر شاہ کو مع نصر اللہ مرزا کے قتل کر کے اُسکا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹا دیا صرف ایک لڑکا رضا قلی خان جو شاہ سلطان حسین صفوی کا نواسہ تھا اس قیامت نما دار و گیر سے جانبر رہا کابل اور قندھار مین احمد شاہ درانی جو نادر کا ایک فوجی ملازم تھا تاج و تخت کا مالک بن بیٹھا۔ عبرت!! عبرت!!! ٭

فسانہ شد بجہان ملک و دولت نادر　　نشان نماند در ان ملک و جاہ استظہار
دہد ستانہ در گوش عاقلان گوید　　ندا سے فاعتبروا منہ یا اولے الابصار

نادر شاہ کے ذاتی حالات اور کیفیت

ایک انگریزی مورخ نے حالات ذیل نادر شاہ کی بابت تحریر کئے مین ہم انکو

نذر ناظرین کرتے ہین اُنکو اس زمانہ سے تعلق ہو جبوقت نادر نے ہندوستان پر چڑھائی کی تھی۔ وہ ہو بہو اسوقت نادر شاہ کی عمر ۵۵ سال کی ہو۔ قد ۶ فیٹ سے زیادہ اعضا مین تناسب جسم کی رنگت سرخی مائل۔ قوی جثہ مضبوط۔ کسیا آدمی ہو روز روز کی محنت شاقہ اسے فربہ نہین ہونے دیتی ورنہ وہ بہت جلد موٹا ہو جاے آنکھین اور بھوین کالی اور بڑی بڑی ہین۔ ایسا خوبصورت آدمی میری نظر سے نہین گذرا موسم کی سختی اور دھوپ کی طپش سے اسکی صورت اور بھی مردانہ ہو گئی ہو اُسکی آواز ایسی کرخت اور بلند ہو کہ وہ اکثر اپنی معمولی آواز مین للکارتے ہوئے اپنے آدمیون کو سو گز کے فاصلہ سے حکم دیتا ہو۔ شراب خواری درجہ اعتدال پر ہو عورتون کی جانب زیادہ ترغیب ہو مگر ساتھ ہی اسکے فرائض مین غفلت نہین کرتا حرم سرا مین رہنے کے چند ہی گھنٹے ہین۔ گیارہ یا بارہ بجے رات سے پہلے وہ اپنے استراحت کے کمرون مین داخل نہین ہوتا اور علی الصباح پانچ بجے برآمد ہوتا ہو کھانا معمولی ہو اور خاصکر پلاؤ یا سادہ کھانا کھاتا ہو۔ اگر امورات ملکی مین سے مشغولیت کی ضرورت پڑتی ہو تو اسکو کھانے کی بھی پرواہ نہین ہوتی صرف ایک گھونٹ پانی اور مٹھی بھر بھنے ہوئے مٹر سے جو اُسکی جیب مین ہر وقت پڑے رہتے ہین اپنی بھوک دفع کر لیتا ہو۔ شہر مین ہو یا کیمپ کے ساتھ ہر حالت مین وہ دربار مین موجود رہتا ہو اور اگر اتفاق سے موجود نہو تو لوگ اسکو بلوا سکتے ہین۔ ہر شخص اور ہر درجہ کا آدمی اس سے بلا وساطت غیرے ہمکلام ہو سکتا ہے۔ فوج کو وہ خود بھرتی کرتا ہے۔ تنخواہ اور وردی اپنے ہاتھ سے بانٹتا ہو۔ افسرون کا سپاہیون سے کسی طرح نذرانہ لینا روا نہین رکھتا ہو۔ ممالک مقبوضہ کے ہر حصہ سے ماہواری حساب اسکے پاس آتا ہو۔ اپنے جاسوسون سے جو ہر حصہ ملک مین متعین ہین خط کتابت رکھتا ہو اسکے علاوہ ہر صوبہ اور شہر مین ایک شخص "ہمکلام" کے نام سے مقرر رہتا ہو جو وہان کے حاکم کے افعال کا نگران رہتا ہو اور اُن کے کل افعال ایک رجسٹر پر جو اُسکے پاس رہتا ہو لکھتا جاتا ہو۔ ملکی امور جو ذرا بھی غور طلب ہین اسی افسر کے سامنے فیصل ہوتے ہین۔ حاکم کی نگرانی کے علاوہ اس ہمکلام کو یہ بھی اختیار ہو کہ جب مناسب سمجھے حاکم کو بغیر اطلاع دیے یا دکھائے ہوئے علحدہ اپنا روزنامچہ بھیجے۔

اس کی تنخواہ یا اس کا انعام ان کاموں کے واسطے مقرر نہیں ہے بلکہ شاہ کی رائے
موقوف ہے اگر وہ قابل انعام اور لایق سزا ہے تو اسی کے موافق کارروائی ہوتی ہے
اس عجیب و غریب خبرداری سے صرف یہی نہیں ہوتا کہ حاکم رعایا پر ظلم نہ کرے بلکہ بہت
بڑا یہ بھی فایدہ ہے کہ وہ شاہ کے خلاف بغاوت یا سازش کا موقع نہیں پا سکتا۔
وہ بڑا فیاض ہے۔ خاصکر اپنے سپاہیوں پر۔ اور سبھوں کو جو اسکی خدمت میں
رہ کر عمدہ کام انجام دیتے ہیں مالا مال کر دیتا ہے مگر ساتھ ہی اس کے قواعد
کی پابندی میں پرلے درجہ کا سخت مزاج اور تند خو ہے۔ بڑے جرموں کے لئے
سزائے موت ہے۔ اور چھوٹے چھوٹے جرائم میں کان کاٹے جاتے ہیں۔ مجرم چاہے
کتنے ہی بڑے رتبہ اور شان کا ہو بغیر سزا کے رہائی نہیں پا سکتا۔ جس وقت
روئداد مقدمہ کو جانچ کر وہ اپنی رائے قائم کر لیتا ہے تو اس وقت ذخل در معقولات
کرنے والے سے سخت ناراض ہوتا ہے مگر قبل اس سے ان کو اپنی رائے کے
اظہار کا آزادانہ موقع دیا جاتا ہے۔
جب سفر یا میدان جنگ میں ہوتا ہے تو کھانے پینے سونے میں عام سپاہی
کی طرح قناعت کرتا ہے اور اپنے سب افسروں کو اسی سخت اور دشوار پابندی کا
عادی رکھتا ہے۔ گو کہ اسکا بدن ایسا سخت نہیں ہے تاہم اکثر راتوں کو برف گرتی ہے۔
سردی کی گرم بازاری اور ٹھنڈی ہواؤں کا زور ہے اور وہ کھلے میدان میں
اپنے لبادہ میں لپٹا ہوا زین کا تکیہ لگائے پڑا ہوا ہے۔ خاصکر جب کسی سخت مہم پر جاتا ہے
تو اکثر اپنے لشکر سے آگے بڑھ جاتا ہے اور اپنے دشمنوں پر اچانک جا پڑتا ہے کہ اسکا
پہونچ جانا ان کے سان گمان میں بھی نہ تھا۔ میدان جنگ کے سوا اور کسی مقام میں
اسکو خوشی حاصل ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ جب وہ شہر میں پڑا رہتا ہے تو بیکاری کی
شکایت کرتا ہے۔ آدھ گھنٹے میں کھانے سے فراغت کر کے اپنے کام پر مستعد ہو جاتا ہے
اور وہ نوکر جو اسکی خدمت کے لئے کھڑے رہتے ہیں دن میں تین یا چار بار بدلے
جاتے ہیں دن میں کسی قسم کی عیش و عشرت میں مشغول نہیں ہوتا مگر غروب آفتاب کے
بعد اپنے دیوان خاص میں چلا جاتا ہے جہاں امورات سلطنت کے بارے سبکدوش
ہو کر تین چار بے تکلف دوستوں کے ساتھ دور شراب میں مصروف ہوتا ہے اور

بر یا زیادہ سے زیادہ سوا سیر تک شراب پی جاتا ہے۔ اس خاص رندانہ جلسہ
عاملات ملکی کے تذکرہ کی بالکل اجازت نہیں ہوتی اور نہ دوسرے وقت اس
ف صحبت سے فائدہ اُٹھاکر اپنے برابر والوں سے کسی کو زیادہ بے تکلفی کی
دیجاتی ہے۔ ایک مرتبہ اس رندانہ جلسہ کے لطف صحبت اُٹھانے والوں میں
موں نے اس قاعدہ کی خلاف ورزی کرکے سردربار کچھ نصیحت آمیز باتیں کیں جنکا
نے فوراً گلا گھٹوادیا اور کہا ایسے بیوقوفوں کا زندہ رہنا فضول ہے جو نادرشاہ اور
لی میں فرق اور امتیاز نہیں کرسکتے۔ ایسے جلسے میں شریک ہونے والوں کا اسپر کوئی
ق پڑتا ہے۔ ۱۱۵۲ھ میں نادر کی ماں زندہ تھی جس نے ایک مرتبہ جبکہ شاہی وراثت دار
خواست پر نادر سے کہا "بادشاہ کو رہا کردو اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ بادشاہ
احسان کا تمھارے ساتھ پورا معاوضہ کردیگا یعنی تمکو تمھاری عمر کے لئے دائمی
الار فوج بنا دیگا"۔ نادر نے پوچھا کہ سچ مچ تمھارا یہی خیال ہے؟ اسکی ماں نے
ہاں اسپر نادر نے مسکراکر کہا اگر میں بھی کوئی بڑھی عورت ہوتا تو شاید میرا بھی
یہی خیال ہوتا اسکے بعد کہا تم ملکی معاملات میں پڑکر پریشان مت ہو۔

اولاد اسکی ایک شادی شاہ طہماسپ کی پھوپھی سے ہوئی جو شاہ سلطان حسین صفوی
چھوٹی بہن تھی اس سے شاید ایک لڑکی پیدا ہوئی دیگر حرموں سے بھی اولاد ہیں
اور دو لڑکے اسکی منکوحہ بیوی سے ہیں جو اسکی گمنامی کی حالت میں پیدا ہوئے
بڑے بیٹے رضا قلی مرزا کی عمر ۲۵ سال کی ہے۔ لڑکپن سے اسکی تعلیم فوج میں ہوئی
رفتہ جنرل کے عہدہ پر پہونچکر فارس کا وائسرائے اُس زمانہ میں ہوا جب نادرشاہ
ہندوستان کی مہم میں مصروف تھا دوسرے لڑکے نصر اللہ مرزا کی عمر تخمیناً بائیس برس
ہے جو مشہد اور صوبہ خراسان کا برائے نام حاکم ہے ایک دوسرا شخص اسکی جگہ کام کرنے
ہدایت کے لئے مقرر ہے جس زمانہ میں بڑا لڑکا لفٹننٹ تھا تو وہی معمولی تنخواہ اسکے
رہ کو ملتی تھی۔ باپ کی نظروں میں اور افسروں سے زیادہ اُسکی وقعت نہ تھی بلکہ
سے میل جول رکھنے کی عام اجازت تھی نادر نے یہ کہہ دیا تھا کہ اگر اداسے

ج نے اولاد کے اندازہ میں غلطی کی کیونکہ تیسرا لڑکا فتح اللہ مرزا اور بھی موجود تھا جسکی
دی بعد از واپسی ہندوستان میر ادریس حاکم توران کی بہن کے ساتھ ہوئی۔

فرض منصبی ہیں تم نے غفلت کی تو اُس سختی سے تم کو بھی سزا ملیگی جیسی کہ اِن دونوں کو ملی ہی آگے چلکر حسن کارگذاری پر اُن نے اسکا نتیجہ ہی نہیں بڑھایا بلکہ تحسین پر بھی زیادہ کی۔ لوگوں کی راے تھی یہ لڑکا باپ کے قدم بقدم ہوگا۔ کیونکہ جب نادر شاہ ہندوستان کی مہم میں سرگرم تھا تو اُس نے بڑے بڑے کار نمایاں کیے۔

قوت حافظہ

نادر شاہ کی قوت حافظہ بھی کچھ کم تعجب انگیز نہیں۔ واقعات کو بہت ہی یاد رکھتا ہی۔ خاص خاص سرداروں کے نام لیکر پکار سکتا ہی۔ اور بہت سے ملازموں کو جنھوں نے اسکی ماتحتی میں کام کیا ہی بخوبی پہچانتا ہی اور یہ بھی یاد ہی کہ کب اور کس واسطے اس نے کس کس کو انعام یا سزا دی ہی۔ ایک یا دو سکرٹری کو وہ ایک وقت میں بتاتا ہے اور لکھاتا جاتا ہی ایک ہی وقت میں کئی کئی کام کرتا ہی امور کی نسبت فیصلہ اور دیگر احکام جاری کرتا رہتا ہی مگر بڑی ہی عجلت اور درستی کیساتھ جنگ میں بھی وہ ایسے ہی حیرت انگیز کام کرتا ہی۔ اس بات کا اندازہ اور تخمینہ کہ جانبین کے پاس کسقدر فوج ہی جس جلدی کے ساتھ وہ کر لیتا ہی لائق تعریف ہی وہ اپنی فوج کو بہت جلد مدد پہونچاتا ہی۔ اگر کوئی افسر بہت ہی مغلوب ہونے سے پسپا ہو جاتا ہی تو وہ فوراً بر سرِ موقع سوار ہو کر آتا اور اپنے تبر سے جو ہر وقت اُسکے ہاتھ میں رہتا ہی اُسکا سر کاٹ کر ڈال دیتا ہی۔ کسی جنگ محاصرہ۔ یا خفیف لڑائی میں جو وہ اکثر موقعوں میں اپنی فوج کے ساتھ رہا ہی زخم کیسا کوئی چرکا بھی اُسکے نہیں لگا۔ گو اسکی زانِ سواری کے گھوڑے اکثر گولیوں سے زخمی ہو کر مر گئے۔ اور خود اُسکے زرہ بکتر میں گولیوں سے سوراخ ہو ہو گئے جب اُن نے ایسے ایسے کار نمایاں اُسوقت میں کئے ہیں جسوقت اُ پاس نہ آدمی تھے۔ نہ روپیہ۔ نہ سامان۔ تو اب کیا پوچھنا ہی جو نہ کرے وہ تھوڑا کیونکہ اب تو وہ بڑے خزانہ کا مالک ہے۔

تمام شد

نام کتاب	قیمت
…آستین - مؤلفہ بابو جوالا پرشاد …احب برق بی اے سب جج	۸ر
…یاب مؤلفہ بابو جوالا پرشاد۔	۱۰ر
…ہنی مترجمہ بابو جوالا پرشاد۔	۸ر روپیہ
…رائی فوجدار - ترجمہ کتاب …ن کونکساٹ ڈی لامان جلد …ں و دوم - یکجائی مترجمہ پنڈت …ن ناتھ صاحب۔	عـر پ
…ول زیب النسا مصنفہ بابو …ھی داس صاحب بھارگو۔	ہ ر روپیہ
…ا بطرار مترجمہ پنڈت دھرم نرائن	۵ روپیہ
…سانۂ آزاد - کامل ہر چہار جلد …صنفہ پنڈت رتن ناتھ صاحب …لکھنوی یہ تمام ہندوستانی …دلون مین ایک دلچسپ اور …شہور افسانہ ہے۔	عـ روپیہ
…متفرق جلدین بھی بنا بر فرمایش …ن دستیاب ہین۔	
۱- جلد اول۔	سے روپیہ
۲- جلد دوم۔	للعـ روپیہ
۳- جلد سوم۔	للعـ روپیہ
۴- جلد چہارم۔	للعـ روپیہ
…سیر کوہسار - کامل در دو جلد …ز پنڈت رتن ناتھ صاحب در…	

نام کتاب	قیمت
لکھنوی اس کتاب مین مضامین نصیحت کو افسانہ کے پیرایہ مین لائق مصنف نے ظاہر فرمایا ہے اور رئیسان خامکار اور اُن کے رفقائے غدار و مکار کا نمونہ ناظرین کے پیش کیا ہے ایک رئیس کی بیوقوفیان اور مصاحبین کی ابلہ فریبیان نہایت خوب لکھی ہین۔	صـر
جذبہ عشق۔	۸ر
جام سرشار - باتصویر جس کا پہلے نام فسانہ جدید تھا مصنفہ پنڈت رتن ناتھ صاحب در لکھنوی کا مشہور ناول ہے۔	عـر
فریب حسن - ترجمہ ناول نوشت از آر ملڈ صاحب مترجمہ جناب خواجہ اکبر حسین صاحب ساکن ریاست ہمنگن ملی۔	عـ ر روپیہ
ارنسٹ مالٹروورس۔	عـ ر روپیہ ۸ر
وینس کی شہزادی۔	۱۲ر روپیہ
غریب الوطن۔	عـ ر روپیہ
اسرار آسیہ مصنفہ مولوی محمد احسن صاحب نگرامی۔	۵ روپیہ
ناول روز الیمبرٹ مترجمہ…	

نام کتاب	قیمت
منشی امراؤ مرزا صاحب حیرت دہلوی۔ حصۂ اول	عہ/ ب
ایضاً۔ حصۂ دوم۔	عہ/ ب ۸/
خون ناحق۔ مترجمۂ منشی خلیل الرحمن صاحب۔ اِس مین علاوہ دیگر مفید مطالب ہونے کے سراغ رسانی پولیس قابل ملاحظہ ہے۔	۱۲/ ب
دلستان۔ مترجمۂ بابو رامجی داس صاحب بہار گو اسکی ہر دلعزیزی دیکھنے پر منحصر ہے۔	عہ/ ب ۲/
شہید جفا۔	عہ/ ب ۸/
ناول سیتا۔ در دو جلد۔	سے/ ب
فسانۂ لارنس نور و نظر۔ کامل۔	عہ/ ب ۸/
الف لیلہ اُردو نثر۔ بطرز ناول مصنفۂ پنڈت رتن ناتھ صاحب اسمین قصص راتون کی ترتیب سے نمبروار درج ہین جلد اول۔	عہ/ ۸/
ایضاً۔ جلد دوم۔	۱۲/
راز عشق۔	عہ
گناہ بے لذت۔ مترجمۂ منشی خلیل الرحمن صاحب۔	۸/
نئے بگڑے۔	۸/
اُردو شکسپیر یعنی اُردو ترجمۂ	

نام کتاب	قیمت
کنگ لیر مترجمۂ لالہ سیتا رام صاحب بی۔ اے۔ مجلد۔	۱۲/ ب
وینس کی ایک شہزادی۔ یہ ناول بھی بڑا دلچسپ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے تصنیف کیوقت ہندوستانی مذاق کا خیال رکھا تھا۔	۱۲/ ب
لعبت فرنگ۔ مسمّی بہ افسانۂ نادر۔ الحقیقت اس فسانہ ہر دلعزیز کو کتاب برونز اسٹیچو یا در خبز کس سے منشی عدیم النظیر خوش تقریر جناب منشی رام نرائن صاحب نے ترجمہ فرمایا۔ عجب دلچسپ قصہ اور عبارت ہے اگر اسکے عنوان کو بھی کوئی صاحب ملاحظہ فرمالیں پھر کیا ممکن کہ بغیر تمام کیے کتاب دل کو چین پڑے۔	عہ/ ۸/
قصۂ حاجی بابا اصفہانی۔ مترجمۂ کتاب ایڈونچرز آف دی حاجی بابا آف اصفہان مصنفۂ کپتان موریر صاحب مشہور سیاح ممالک ایران مترجمۂ منشی امراؤ مرزا حیرت دہلوی	عہ/
ناول رقیب۔ انگریزی ناول کا ترجمہ	۸/ ب
جنگ ہفت روزہ۔ مصنفۂ سید ولایت حسین صاحب	عہ/